

بیقیال



نکتہ جہاں بانی

یعنی

عہد نامہ مالکِ اشترؓ

مکتوب حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ



حیدرآباد و سوات پاکستان، نمبر ۸-۹

مؤلف: پروفیسر آصف پاشا صدیقی

تدوین و نشر: باب العلم دارالتحقیق کراچی پاکستان

فروغ ایمان ٹرسٹ شمالی ناظم آباد کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

کتاب کا نام:	نکتہ جہاں بانی (یعنی عہد نامہ مالکِ اشتر)
مؤلف:	پروفیسر آصف پاشا صدیقی
تدوین و نشر:	باب العلم دارالتحقیق کراچی (فروغ ایمان ٹرسٹ شمالی ناظم آباد کراچی)
پرینٹنگ:	الباسط پرنٹرز 021-6606211
طبع:	اول، دسمبر ۲۰۰۸ء
تعداد:	۱۰۰۰
ہدیہ:	۲۰۰/
ملنے کا پتا:	الحسن بک ڈپو مسجد باب العلم شمالی ناظم آباد کراچی

ملاحظہ:

کتاب لہذا کا ہدیہ مولف کی جانب سے مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی کے زیر نگرانی  
چلنے والے تعلیمی اداروں کی ترقی و تعمیر کے لیے مختص کیا جاتا ہے۔

بیتالی

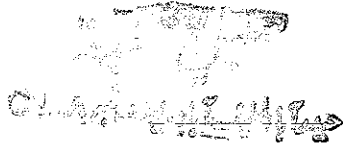
# انتساب

اللہ جل جلالہ

ورسول ﷺ اور چہارہ معصومین علیہم السلام


پر

ایمان لانے والوں کے نام



کاوش پاشا کو پڑھ کر مومنین و مومنات  
ساعتیں اپنی گزاریں مالکِ اشتر کے ساتھ  
(مختار اجمیری)

## فہرست حصہ اول

- ۱- مقدمہ ۹
- ۲- تقریظ (مولانا سید محمد عون نقوی) ۱۴
- ۳- تاثراتی قطعات (ہاتف الوری) ۱۶
- ۴- تاثراتی قطعہ (مختار اجمیری) ۱۷
- ۵- منقبت (عاصی قتی) ۱۸
- ۶- منقبت (ذوالفقار نقوی) ۲۰
- ۷- اظہار خیال (پروفیسر اقرار حسین جعفری) ۲۱
- ۸- کچھ مؤلف کے بارے میں ۲۳
- ۹- حرف اول ۲۸
- ۱۰- حضرت مالک اشتر  ۳۵
- الف: نام و نسب ۳۵
- ب: اشتر، لقب ۳۶
- ج: قبیلہ ۳۸
- د: یمن سے تعلق ۳۹
- ۱۱- مالک اشتر اور قبول اسلام ۴۲
- ۱۲- مالک اشتر کا معاشرتی کردار ۴۳

۴۳	الف: عہد شیخین
۴۵	ب: عہد حضرت عثمان
۴۷	ج: دمشق جلاوطنی
۴۹	د: حمص روانگی
۵۰	ھ: تدفین حضرت ابوذر غفاریؓ
۵۳	و: مسئلہ قتل حضرت عثمانؓ
۵۴	عہد حضرت علیؓ - ۱۳
۵۵	الف: جنگ جمل
۵۸	ب: جنگ جمل سے واپسی
۶۰	ج: جنگ صفین
۶۲	د: لیلۃ الہریر
۶۵	ھ: مسئلہ حکمیت
۶۶	و: جزیرہ کی حکومت
۶۸	ز: مصر کی حکومت
۷۰	ح: شہادت حضرت مالک اشترؓ
۷۲	حضرت علیؓ اور مالک اشترؓ - ۱۴
۷۵	عہد نامہ مالک اشترؓ - ۱۵
۷۷	پراہتمام عہد نامہ - ۱۶



۸۰	۱۷- عہد نامہ کامصر سے تعلق
۸۰	۱۸- عہد نامہ کے اہداف
۸۹	۱۹- عہد نامہ میں حقوق انسانی
۹۳	۲۰- عہد نامہ کی سند و شروع
۹۵	۲۱- عہد نامہ پر شبہات و جوابات
۱۱۵	۲۲- فہرست حصہ دوم

## مقدمہ

ادیان عالم میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل دین صرف اسلام ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ اس کے دائرہ قانون اور شریعت سے باہر نہیں ہے۔ ہر چیز کی صحیح معرفت اور پہچان نیز اس سے تعلق پیدا کرنے کا طریقہ کار اسلامی تعلیمات کی رُوح پرور روشنی میں ہی قابل امکان ہے۔ انسان اس کائنات کا اشرف المخلوقات عنصر ہے، جس کی زندگی کے مختلف جوانب اور جہات ہیں۔ اسلام میں ان تمام جہات جو منکشف ہو چکے ہیں، نیز جو مستقبل میں ظاہر ہوں گے، کے بارے میں مخصوص احکامات موجود ہیں۔ انسان سماجی، سیاسی، معاشی، ثقافتی، علمی، اخلاقی، روحانی، دینی اور دیگر شعبہ ہائے حیات سے وابستہ و مربوط ہستی ہے۔ ان تمام پہلوؤں کے بارے میں اسلام کی رہنمائی جامع اور منفرد ہے۔ ویسے تو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے تمام کلام، امام الکلام ہیں، لیکن چونکہ اس کتاب میں آپ علیہ السلام کا وہ عہد نامہ پیش نظر ہے جو آپ علیہ السلام نے مالک اشتر نخعی کے سپرد کیا، لہذا قدر امکان کوشش کی گئی ہے کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ طلب نہ رہے۔ اگرچہ احاطہ ناممکن ہے۔

نیچ البلاغہ حضرت امام علی علیہ السلام کے خطبات، خطوط اور کلمات قصار کا ایک نادر مجموعہ ہے، جسے سید رضی نے تدوین کیا ہے۔ اس میں یہ عہد نامہ بھی شامل ہے، لیکن کچھ قاصر ذہنوں نے جس طرح نیچ البلاغہ پر اعتراضات کئے ہیں، ویسے ہی اس عہد نامے کے بارے میں بعض کوتاہ فکروں کے شبہات سامنے آئے ہیں، اس کتاب



میں ان شبہات کے بھی مستدل جوابات درج کئے گئے ہیں۔ مالکِ اشترؓ وہ ہستی ہیں، جن کے بارے میں خود امام علیؑ کا ارشاد ہے کہ ”مالک کا مجھ سے تعلق ایسا تھا، جیسا کہ میرا تعلق رسول اللہ ﷺ سے۔“ یہ عہد نامہ اتنا ہی عظیم ہے، جتنا مالکِ اشترؓ کی شخصیت عظیم ہے۔ اس کے بارے میں اب تک بہت سی مفصل کتابیں لکھی گئی ہیں اور بہت سے غیر مسلم دانشور اور مفکرین نے اعجاب آمیز آراء پیش کی ہیں۔ چنانچہ ”عبدالمسیح الانطاکی، مدیر جریدہ العمران مصر“ لکھتا ہے:

اس عہد نامے میں اقسامِ سیاست، فنونِ حکمت اور وہ سیاست جس کا تعلق راعی و رعایا سے ہے، سب کچھ موجود ہے۔ یہ اس قابل ہے کہ سونے کی تختیوں پر لکھا جائے اور حکمائے فلاسفہ کے گھروں میں آویزاں کیا جائے، تاکہ اس سے وہ حکمت و ادب حاصل کرتے رہیں اور اس سے علم حاصل کر کے رعایا کی مدد اور ملک کو آباد رکھ سکیں۔ صرف یہی ایک عہد نامہ اس ثبوت کے لئے کافی ہے کہ امیر المؤمنین علیؑ تمام ایسے لوگوں سے افضل ہیں، جنہوں نے لوگوں پر حکومت کی اور تمام ان لوگوں سے بہتر ہیں، جنہوں نے عدل کی بنیاد پر فرماں روائی کی اور ان سب سے برتر ہیں، جنہوں نے سیاستِ حکمیہ کو ضبطِ تحریر کیا۔

ایک حکومت کو عدل و انصاف، پیش رفت و ترقی، رفاه و آسائش اور سعادت دارین سے ہم آہنگ تقاضوں کے مطابق چلانے کے لئے بہترین طریقہ کار اس عہد نامے میں مندرج ہے۔

ویسے تو محض حکومت اور اقتدار آئمہ طاہرینؑ کی پر عصمت نگاہوں میں

ناچیز شے ہے، لیکن کیوں کہ اس ذریعے حق کی حاکمیت، عدل و انصاف کی برقراری اور ظلم و باطل کی سرنگونی ہوتی ہے، چنانچہ اہمیت کا حامل ہے۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام نے مثالی حکومت کی تشکیل کے لئے طویل جدوجہد فرمائی ہے، جس کا سلسلہ آج بھی پردہ غیب سے قطب عالم امکان حضرت امام زمانہ الشیخین کے دست مبارک سے جاری و ساری ہے۔ ان میں سب سے بڑی قربانی دشتِ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی ہے۔ یہ تمام تحریکات اور قربانیاں اُس عظیم عالمی حکومت کے تحقق کے لئے تمہید ہیں، جس کا وعدہ ذاتِ بابرکت پروردگار نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عہد نامے کے عربی متن کا مستند اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد کتاب و سنت سے اس کی تشریح کی گئی ہے۔ اس کے ذیل میں معروف و مشہور کتابوں مثلاً شرح ابن ابی الحدید اور ترجمہ گویا و شرح فشرہ نہج البلاغہ از آیت اللہ مکارم شیرازی کے علاوہ بعض مذہبی ویب سائٹس سے اس کی تفصیلی شرح کے لئے استفادہ کیا گیا ہے۔ ☆ یہ علامت شروع کی ہے۔ جن الفاظ کے ساتھ نمبر شمار لگے ہوں، وہ مشکل الفاظ کی تشریح ہے، جو حاشیے میں مندرج ہے۔

اس کتاب کی بنیادی تحریر پروفیسر آصف پاشا صدیقی دامت برکاتہ کی ہے، لیکن انہوں نے باب العلم دارالتحقیق کراچی کو مستند بنانے اور عملی و ادبی اعتبار سے مدون کرنے کی خدمت سے نوازا۔ اس راہ میں جناب مولانا محمد حسن مبلغ، جناب مولانا محمد حسین کرمی، جناب سید ذوالفقار حسین نقوی، برادر عزیزم جناب محمد علی

و برادرِ عزیزم جناب سید محمد فراز زیدی حفظہم اللہ اور دیگر اراکین دارالتحقیق کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس پر توجہ سے کام کیا۔

عہد نامہ مالکِ اشترؒ میں موجود اہم ترین موضوعات کو یوں ذکر کیا جاسکتا

ہے۔

(۱) موہین کرام خصوصاً نوجوانوں کو ”سچ البلاغہ“ کی جانب متوجہ کرنا۔

(۲) حضرت مالکِ اشترؒ کی شجاعت اور معاملہ فہمی کو اُجاگر کرنا۔

(۳) حضرت علیؑ کا مالکِ اشترؒ پر اعتماد۔

(۴) حضرت مالکِ اشترؒ کے حالاتِ زندگی سے آگاہی۔

(۵) رعایا پر حقیقی حکمرانی کا تصور۔

(۶) عوام الناس کی بہبود اور خوش حالی کے لیے اقدامات۔

(۷) سپاہِ اسلام کی بہبود اور اُن کے خاندانوں کا خیال۔

(۸) خراج وصول کرنے اور خراج میں آسانی کو مد نظر رکھنے کے اُصول۔

(۹) دُوراندیشی سے کام لینے کی اہمیت۔

(۱۰) اعلیٰ عہدیداروں کا انتخاب اور اس کے لیے وضع کردہ اُصول۔

(۱۱) کائنات کے اسرار و رموز، نیکی و بدی، سماجی پہلو، سیاسی بصیرت، دنیاوی

مسائل اور اُن کے حل۔

(۱۲) انسانی کج روی اور خود غرضی و خود پسندی سے اجتناب کی ہدایت۔

(۱۳) دشمنانِ اسلام سے معاملات نمٹانے کا طریقہ۔

(۱۴) مالیاتی اداروں پر کڑی نظر رکھنے کا حکم۔

(۱۵) حکومتی کاموں کی نگرانی۔

(۱۶) قضاوت (عدل و انصاف) کے لیے بہترین انسان کا انتخاب کرنے کا حکم۔

(۱۷) یتیم، فقیر محتاج لوگوں کا خیال رکھنے کا حکم۔

(۱۸) سیاسی، اخلاقی، اقتصادی، نظامی، سماجی، عبادی اہمیت کے حامل مکتوب کو لوگوں کے لئے نقش راہ بنانا۔

(۱۹) حضرت علیؑ کے اس مکتوب کو اسناد کے ساتھ پیش کرنا۔

(۲۰) معرفتِ الہی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، دین اسلام، اعلیٰ اخلاق اور اتحادِ امت کے لیے کوششیں۔

(۲۱) حضرت علیؑ کی عوام الناس کی بہتری کے لیے اقدامات کے مضمرات۔

آج کے دور میں اس مکتوب کی روشنی سے فائدہ اٹھانے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے، تاکہ ہم معاملات کو بہتر طریقے سے سلجھا سکیں۔ آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے معاشرے کو بھی اس عہد نامہ پر عمل کرنے والے حکمران عطا فرما۔

والسلام

سید شہنشاہ حسین نقوی

مسئول باب العلم دار التحقیق کراچی

سید سلیمان

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۷۱

بیتال

## تقریظ

مولانا سید محمد نعوی دامت برکاتہ

(سربراہ ادارہ تبلیغِ تعلیماتِ اسلامی پاکستان)

الحمد لله والصلوة على اهلها

آج ہم جس عصر میں زندگی گزار رہے ہیں، اُسے پُر آشوب دَور کہا جا رہا ہے۔ انسانی معاشروں کا ہر طبقہ مسائل و مشکلات میں مبتلا نظر آ رہا ہے۔ مفکرین اور دانشور گتھیاں سلجھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، لیکن اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے دروازے پر زانوئے ادب طے کیے بغیر اور ان ذواتِ مقدّسہ کی رہنمائی سے نورِ ہدایت لیے بغیر ان بحر انوں سے نجات ناممکن ہے۔

عہد نامہ امیر المؤمنین علیہ السلام ابناام جناب مالک اشتر نخعیؓ اُمورِ مملکت کو عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق آگے بڑھانے کے سلسلے میں رہنمائی کا بہترین بلکہ واحد ذریعہ ہے۔

مؤلف کتاب جناب محترم آصف پاشا صدیقی صاحب نے حالیہ دَور کی ایک اہم ترین ضرورت کو پورا کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے، جس کے نتیجے میں وہ تحسین و ستائش کے لائق ٹھہرے ہیں۔ نیز برادر عزیزم جناب مولانا حجّۃ الاسلام سید شہنشاہ حسین نقوی قمی سلمہ کی زیر سرپرستی علومِ محمدؐ آلِ محمدؐ کی نشر و اشاعت میں سرگرم ادارہ باب العلم دارالتحقیق، کراچی کی کتاب کی تدوین اور اشاعت میں اُن تھک

نکتہ جہاں بانی

﴿15﴾

کوششیں بھی عند اللہ مقبول و مآجور ہوں گی۔ اُمید ہے قوم کے تشنہ طلب موضوعات پر  
نوجوان علماء قلمی جدّ و جہد جاری و ساری رکھیں گے۔

والسلام

سید محمد عون نقوی

## ”تاثراتی قطعات“

معروف شاعر و سوز خواں، سید عابد حسین نقوی (ہاتف الوری)

نامہ حیدر جہاں بانی کی رُوحِ جاوداں  
 ہو عملِ اس پر تو پا جائیں سکوں سب ناتواں  
 خوب آصف پاشا نے نکتہ، جہاں بانی دیا  
 کر دیا مظلوم قوموں کی زمیں کو آسماں



ریاست کی بقا کے راز جانے تو علیؑ جانے  
 علیؑ کو ہم نہ سمجھے کیوں، خدا جانے نبیؐ جانے  
 رموزِ پاسبانی مالکِ اشترؑ نے سمجھے تھے  
 انہیں مارا تو کیوں هاتفؑ بتائے گر کوئی جانے



## ”تاثراتی قطعہ“

شاعر اہل بیتؑ سید مختار علی (حضرت مختار اجمیری)

مولاً نے خوب مالکِ اشترؑ کو خط لکھا  
خط میں نمایاں کر دیا منشورِ سلطنت  
لازم ہے کاروبارِ حکومت کے واسطے  
مولا علیؑ نے جو دیا دستورِ سلطنت





## منقبت در شانِ حضرت مالکِ اشترؓ

خلوص و عزم کے پیکر تھے مالکِ اشترؓ  
 مثالِ فاتحِ خیبرؓ تھے مالکِ اشترؓ  
 نہ ایک سانس بھی گزری بغیر عشقِ علیؑ  
 سراپا نوکرِ حیدرؑ تھے مالکِ اشترؓ  
 غرور و کفر کے خیبر کو پاش پاش کیا  
 جلالِ حیدرِ صفرؑ تھے مالکِ اشترؓ  
 کسی محاذ پہ تنہا نہ چھوڑا حیدرؑ کو  
 قرارِ قلبِ پیمبرؐ تھے مالکِ اشترؓ  
 وہ دبدبہ ہے کہ قصرِ نفاق لرزاں ہے  
 وجودِ کفر پہ نشتر تھے مالکِ اشترؓ  
 گواہِ بوذرؑ و سلمانؑ بھی ہیں قنبرؑ بھی  
 خود اپنی ذات میں لشکر تھے مالکِ اشترؓ

مجھے خبر نہیں، ایسا بھی ہوگا اُن کے سوا  
 کمالِ عشق کا محور تھے مالکِ اشترؒ  
 ادب سے چوم لے عاصی قدم تو اشترؒ کے  
 درِ علوم کے نوکر تھے مالکِ اشترؒ



از نتیجہٴ فکر: مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی (عاصی قلمی)

مجھے خبر نہیں، ایسا بھی ہوگا اُن کے سوا  
 کمالِ عشق کا محور تھے مالکِ اشترؒ  
 ادب سے چوم لے عاصیِ قدم تو اشترؒ کے  
 درِ علوم کے نوکر تھے مالکِ اشترؒ



از نتیجہٴ فکر: مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی (عاصیِ قلمی)

منقبت درشانِ حضرت مالکِ اشترؓ  
 رکھتے ہیں دل میں عشقِ نبیؐ مالکِ اشترؓ  
 مومن ہیں مُرضائی، ولی، مالکِ اشترؓ  
 خوفِ خدا تھا، دُنیا کا کوئی خطر نہ تھا  
 حیدرؓ سے خوب خوبی ملی، مالکِ اشترؓ  
 اُن کے ہی ہم رکاب رہے جان و دل سے آپؐ  
 کہتے رہے نبیؐ کے وصیؑ، مالکِ اشترؓ  
 مولاًؑ نے حکمرانی کے وہ گُر بتا دیے  
 لازم ہیں تا ابد جو سبھی، مالکِ اشترؓ  
 وَاللّٰهُ خَوش نصیب ہو دونوں جہان میں  
 مولاًؑ کی ہے غلامیِ ملی، مالکِ اشترؓ  
 کافی نہیں زبانی کلامی محبتیں  
 جاں بھی ہے نذر آپؐ نے کی مالکِ اشترؓ  
 نقویؒ کی آرزو ہے کہ رویت وہ کر سکے  
 آجاؤ اُس کے خواب میں بھی مالکِ اشترؓ



از نتیجہٴ فکر: سید ذوالفقار حسین نقوی عفی عنہ، کراچی۔

## اظہارِ خیال

زیر نظر کتاب ”نیچ البلاغہ“ سے اقتباس لیا گیا ہے۔ پروفیسر آصف پاشا صدیقی اُردو کے پروفیسر ہیں اور گورنمنٹ سٹی کالج کراچی اور نبی باغ گورنمنٹ سائنس کالج صدر کراچی کے پرنسپل رہے ہیں۔ موصوف اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی کے ناظم امتحانات، ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی کے ڈائریکٹر ایجوکیشنل ریسرچ کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے آج کل سیکریٹری ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

موصوف نوجوانی سے ہی دینی خدمات میں پیش پیش رہے۔ ”نیچ البلاغہ“ کے مکتوب نمبر ۵۳ پر ان کے قلم سے آسان اور با محاورہ ترجمہ و تفسیر ان کے ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ پروفیسر آصف پاشا صدیقی نے اس کتاب میں تمام مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو ”نیچ البلاغہ“ کی طرف متوجہ کیا ہے، جس میں کائنات کے اسرار و رموز، اصول حکمرانی، حق و باطل، نیکی و بدی، سماجی پہلو اور سیاسی بصیرت و تدبیر، دنیاوی مسائل اور ان کے حل مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے آشکار کیے ہیں۔

پروفیسر آصف پاشا صدیقی کی کاوش تمام مسلمانوں کو بالعموم اور نوجوانوں کو بالخصوص دینی اور سماجی زندگی میں اسلامی اقدار، سماجی رہن سہن، آپس میں میل جول، طبقاتی تفریق اور انتظامی امور کو سمجھنے اور دُشواریوں کو سہل بنانے اور انسانی رویے کی

بہتری کے لیے مدد و معاون ثابت ہوگی۔

پروفیسر آصف پاشا صدیقی نے انتہائی آسان اور روزمرہ کے استعمال کے الفاظ منتخب کر کے اسے عام فہم، سلیس اور قاری کے لیے دلچسپ بنا دیا ہے اور مکتوب میں جن اُمور پر روشنی ڈالی گئی ہے، عنوانات کے تحت کر کے قاری کے لیے اور بھی آسان بنا دیا ہے۔

پروفیسر سید اقرار حسین جعفری

پرنسپل

نبی باغ گورنمنٹ سائنس کالج، صدر، کراچی

## کچھ مؤلف کے بارے میں

جناب پروفیسر آصف پاشا صدیقی ایک مثالی اور اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہیں، یہ خاندان سبزوار (ایران) سے سبکتگین کے دور میں ہندوستان کے معروف علاقے بدایوں (جو کہ اُس وقت صوبہ تھا) میں مقیم ہوا۔ اُس وقت ان کے بزرگ حضرت صدر الدین اور حضرت حمید الدین تھے جو یہاں سکونت پذیر ہوئے، کچھ عرصہ پہلے جب یہاں کے قاضی شہر کا انتقال ہوا تو اسی خاندان کے بزرگ قاضی شہر قرار پائے اور یہ خاندان جس علاقے میں مقیم تھا وہ محلہ قاضی ٹولہ کے نام سے مشہور ہوا۔ شجرہ نسب کے حوالے سے آپ کے اجداد کا تعلق حضرت ابوبکر بن ابوقحافہ اور حضرت اسماء بنت عمیس کے فرزند حضرت محمد بن ابی بکر سے ہے، چنانچہ ہندوستان میں مقیم ہونے کے بعد اس شجرے کی مختلف شاخوں نے صدیقی، جمیدی، جعفری، سبزواری، حیدری اور کچھ نے محمدی کہلوانا شروع کیا۔ برصغیر کے معروف عالم دین مولانا اعجاز محمدی اور ان کے فرزند، مولانا شہیبہ الحسنین محمدی کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے۔

تقسیم ہندو پاک کے موقع پر شہر اولیاء ضلع بدایوں (صوبہ یوپی) سے خیرپور ہجرت فرمائی۔ آپ کے والد حضرت ابوالحسنین (ناطق بدایوٹی) عظیم شاعر اور بلند مرتبہ ادیب تھے۔ آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب ”جواہر ریزے“ تقریباً تیس برس سے بورڈ سے منظور شدہ نصاب کے تحت پڑھائی جاتی رہی۔ آپ کی والدہ مسلمہ

خاتون زبیری، مشہور ذاکرہ اور شاعرہ اہل بیت تھیں۔ محترمہ مسلمہ خاتون کا تعلق امر وہہ کے معروف زبیری خاندان سے تھا۔ محترمہ مسلمہ خاتون کے والد کا نام حکیم راحت علی خان زبیری تھا، جو رؤسائے امر وہہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ حکیم راحت علی خان زبیری کی قائم کردہ امام بارگاہ چچھی آج بھی امر وہہ میں موجود ہے۔ حکیم راحت علی خان کی وصیت کے مطابق انہیں امام بارگاہ کے دروازے کے قریب دفن کیا گیا۔

اس خاندان کا شجرہ نسب صحابی رسول کریم ﷺ حضرت زبیرؓ بن عوام سے ملتا ہے، چنانچہ یہ لوگ زبیری کہلائے، گویا پروفیسر آصف پاشا صدیقی ددھیال کی طرف سے صدیقی اور نھیال کی طرف سے زبیری ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خیر پور سے حاصل کی، اپنی قابلیت کی وجہ سے اسکول، کالج کے علاوہ محرم الحرام کے جلوسوں اور مختلف عشرہ مجالس میں بہترین خطابت کے جوہر دکھاتے رہے۔ البتہ سامعین کی جانب سے خاطر خواہ پزیرائی کے باوجود اس فن کو اپنا پیشہ قرار نہیں دیا، مختلف کالجز میں لیکچرار سے پروفیسر تک اور پروفیسر سے پرنسپل تک کا سفر طے کیا، گورنمنٹ کالج دادو میں لیکچرار رہے، وہاں سے سٹی کالج کراچی میں لیکچرار ہو کر کراچی ہی میں سکونت اختیار کی، کچھ مدت کے بعد سینئر ہونے کی وجہ سے پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے، بعد ازاں مختلف کالجز میں پرنسپل کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے وقت نبی باغ گورنمنٹ سائنس کالج کے پرنسپل تھے وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد سندھ کے بورڈ کی کنٹرولنگ اتھارٹی نے بحیثیت ڈائریکٹر ایجوکیشنل ریسرچ کراچی آپ کا



تقرر کیا، پھر ڈائریکٹر ایجوکیشن میٹرک بورڈ کی حیثیت سے فرائض انجام دیے اور اب بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے سیکریٹری کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ بہترین خطیب ہونے کی وجہ سے کامیاب لیکچرار اور شاگردوں کی تربیت کے سلسلے میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی تصنیف کردہ کتب جماعت یازدہم سے ڈگری کلاسز کے طلباء کے زیر مطالعہ ہیں۔

پروفیسر آصف پاشا صدیقی کے چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، جناب محمد حسنین پاشا (بڑے بھائی) فیروز خسر و ناطق ریٹائرڈ اسکواڈرن لیڈر پاکستان ایئر فورس اور ایک بلند پایہ شاعر و ادیب ہیں، ان کے بعد محمد جاوید پاشا صدیقی، بانی و روح رواں حسینی و بلقیس آرگنائزیشن اور قومی و سماجی شخصیت ہیں اور سب سے چھوٹے بھائی محمد نوید پاشا صدیقی ہیں، جب کہ بڑی بہن آصفہ پروین اور چھوٹی بہن نسرین فاطمہ ہیں۔ علم و ادب آپ کے خاندان کی سرشت میں رچا بسا ہوا ہے اور مذکورہ بہن بھائی سب کسی نہ کسی علمی و دینی خدمت میں مصروف ہیں۔

پروفیسر صاحب کی شادی شمالی علاقہ جات کی ریاست ”نگر“ کے ایک مشہور و معروف وزیر خاندان کے چشم و چراغ کرنل احسان علی خان آفریدی کی صاحبزادی محترمہ نرگس خاتون سے ہوئی۔ تقسیم ہند سے پہلے کرنل صاحب نے سری نگر کشمیر کے ”سری پرتاب کالج“ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، بعد ازاں برٹش آرمی میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کی حیثیت سے شمولیت اختیار کی، قائد اعظمؒ نے جب تقسیم ہند اور پاکستان کا نعرہ لگایا تو کرنل احسان علی خان نے اس نعرے کو ذہنی طور پر قبول کیا اور چند مجاہدین کے

ساتھ گلگت و بلتستان کی آزادی کی جنگ شروع کی، کشمیر کے راجہ ہری سنگھ نے کرنل احسان علی خان کے سر کی قیمت دس ہزار روپے مقرر کی، جب کہ راجہ ہری سنگھ اور کرنل احسان علی خان کی آپس میں گہری دوستی تھی، یہ مردِ مجاہد کسی بات کی پروا کیے بغیر چند سرفروشوں کو لے کر ڈوگرہ افواج سے جا ٹکرایا، فتح حق کی ہوئی، لداخ کا ایک بڑا حصہ بشمول پورا بلتستان اور گلگت آزادی سے ہمکنار ہوا، اُس زمانے میں لوگ کرنل احسان علی خان کو ”امیر مختار“ کے نام سے جانتے تھے، بعد ازاں آپ نے اپنی کمانڈ کا چارج اُس وقت کے کرنل جیلانی کو دیا اور افواجِ پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی، کرنل احسان علی خان آفریدی کے اس بے مثال کارنامے کے صلے میں حکومتِ پاکستان نے بہادری کا اعزاز ”ستارہ جرات“ اور آزاد کشمیر کی حکومت نے فخرِ کشمیر اور مجاہدِ ملت کا اعزاز عطا کیا۔ چھ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء میں اسی سرزمینِ اسکردو میں اللہ کو پیارے ہوئے اور آپ کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ قبرستان ”قتل گاہ“ اسکردو بلتستان میں سپردِ خاک کیا گیا اور آپ کی یادگار آزادی کے دیگر مجاہدین کے ساتھ حکومتِ پاکستان کی طرف سے گلگت کے چنار باغ میں قائم کی گئی، جس پر آپ کی بہادری کے کارنامے مختصر ادرج ہیں۔

آپ کی شادی وزیر آباد کے راجپوت خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون رقیہ بیگم سے ہوئی، جو حنفی فرقے سے تعلق رکھتی تھیں، شادی کے بعد بغیر کسی جبر کے از خود کتا ہیں پڑھ کر مذہبِ جعفریہ علانیہ اختیار کیا، جو مرحومہ کے پورے راجپوت خاندان نے بخوشی قبول کیا۔

پروفیسر آصف پاشا صدیقی کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں، الحمد للہ تینوں اعلیٰ تعلیم یافتہ، شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں، بیٹے اور داماد مختلف بینکوں اور اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، بیٹی نے انگریزی ادب میں کراچی یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی توفیقات میں اور اضافہ فرمائے۔ (آمین) والسلام

سید شہنشاہ حسین نقوی قمی

مسئول باب العلم دارالتحقیق

ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

## حرفِ اوّل

موت ایک ایسی حقیقت ہے، جس سے کسی کو انکار نہیں، مگر حضرت انسان زندگی کی رنگینیوں میں اس کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ قیامت کا ایک دن معین ہے۔ یہ وہ دن ہوگا، جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر شخص اپنے اعمال کا جائزہ لیتا نظر آئے گا، یوم قیامت سے قبل یہ فانی دنیا جس دور سے گزرے گی، اس کے بارے میں اللہ اور اُس کے سچے رسول ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا ہے، مگر ان تمام باتوں کا علم ہونے کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت خدا اور رسول ﷺ کے ارشادات اور شریعتِ رسول ﷺ کے آئین کو پس پشت ڈال کر دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر گویا ذہنی سکون محسوس کرتی ہے !!!

آج مسلمان جس تباہی کے راستے پر چل نکلا ہے، اس کا ایک ہی حل ہے یعنی اگر وہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہونا چاہتا ہے تو اس کا معاشرہ صاف ستھرا، کردار اچھا، دیانت کا پیکر، اخوت کا پرستار، اتحاد و تنظیم کا حامل، دل میں عملی طور پر مسلمان قوم کی فلاح و بہبود کا درد اور ملک کے استحکام کا جذبہ موجود ہو۔ جغرافیائی ذہنیت، اقربا پروری چور بازاری، ابن الوقت ہونے اور حرص و ہوس کی خطرناک راہوں سے دُور ہونا ہوگا۔ اسی وقت پاک و صاف دل و دماغ ارتقائی راستہ بتا سکتے ہیں کہ جب ان اخلاقی اقدار کو اپنایا جائے۔

اس منزل پر میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ مولائے کائنات حضرت علی ابن

ابی طالب علیہ السلام کے خطبات اور ارشادات جو ”نبج البلاغہ“ کی شکل میں ہمارے پاس ہیں، اس میں سے ایسے خط کو منتخب کیا جائے، جو ہمارے نوجوانوں کے لیے عملی زندگی گزارنے کا ایک پیمانہ ہو۔ میری نظر میں حضرت علی علیہ السلام نے جو عہد نامہ (خط) حضرت مالکِ اشتر کو مصر کا حاکم بناتے وقت تحریر کیا تھا، (جس ہدایت نامہ کو ہر دور کے حاکم نے وقتاً فوقتاً رائج کرنے کی کوشش بھی کی) کاش اس پر صدقِ دل سے عمل کیا جاتا تو آج مسلمان دنیا میں ایک مثالی معاشرے کے موجد ہوتے۔

کچھ مالکِ اشتر کے بارے میں:

مالکِ اشترؓ کے آبا و اجداد ملکِ یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا۔ آپ جاں نثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبتِ اہل بیت علیہم السلام تھے۔ دشمنانِ اسلام آپ کی بہادری اور شجاعت سے خوفزدہ رہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد جب خلافت کا مسئلہ آیا تو تمام مسلمان حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے، مگر حضرت علی علیہ السلام نے انکار کیا۔ مالکِ اشترؓ نے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام سے اصرار کیا کہ خلافت قبول فرمائیں اور آگے بڑھ کر آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے بعد تمام مسلمانوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ یوں ایک نئے دور کا آغاز ہوا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے منکر، حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی مخالفت میں صف آرا ہو گئے۔ اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ

کی رسالت کو دل سے تسلیم نہ کرنے والوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے مجبوراً مولائے کائنات ﷺ کو ان سے برسرِ پیکار ہونا پڑا۔ ان تمام جنگوں میں حضرت مالکِ اشترؓ کو ایک خاص مقام حاصل رہا۔ حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کے اس سچے، نڈر اور بہادر سپاہی نے جنگِ جمل، جنگِ صفین وغیرہ میں جرات و شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن آپؓ کے نام سے گھبراتا تھا۔ جب دشمن نے مصر پر حملہ کرنے کے لیے ایک بڑا لشکر روانہ کیا، اُس وقت مصر کے حاکم حضرت محمد بن ابی بکرؓ تھے۔ آپ نے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت علی ﷺ سے فوجی مدد مانگی، حضرت علی ﷺ چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج سے پہلے فوجیں محمد بن ابی بکرؓ کی مدد کو پہنچ جائیں، چنانچہ حضرت علی ﷺ نے اپنے سب سے بہادر ساتھی مالکِ اشترؓ کو مصر روانہ کیا اور طرزِ حکومت کے سلسلے میں حضرت علی ﷺ نے مالکِ اشترؓ کو خط تحریر فرمایا۔

دشمن ہر قیمت پر مالکِ اشترؓ کو ختم کرنا چاہتا تھا، آخر کار دشمن اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ ہوا یوں کہ جب مالکِ اشترؓ مصر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں قلمروم شہر پڑا، جہاں آپؓ نے قیام کیا۔ اس شہر کا ایک امیر ترین شخص جو دشمن کا خاص آدمی تھا، اس نے آپ کو کھانے کی دعوت دی اور کھانے میں زہر ملا شہد کھلا دیا، جسے کھاتے ہی یہ بہادر اور سچا مسلمان اور اللہ و رسول ﷺ اور علی ﷺ کا چاہنے والا اس فانی دنیا سے رخصت ہوا۔ دشمن خوش ہوئے۔ حضرت علی ﷺ کو مالکِ اشترؓ کی شہادت سے بڑا دکھ پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مالک کو کوئی کیا پہچان سکتا ہے۔ واللہ، اگر وہ پہاڑ ہوتا تو سب سے بلند تر ہوتا اور اگر تختہ ہوتا تو سب سے زیادہ سخت تر ہوتا، اس کی

بلندیوں کو نہ کوئی سُم روند سکتا ہے اور نہ وہاں کوئی پرندہ پرواز کر سکتا ہے۔“

بہر حال امیر المؤمنین علیہ السلام کا خط دنیاوی حکم رانی کے لیے ایسا معجزہ ہے کہ آج بھی مسلمان اس پر عمل کر لیں تو ذلت و رسوائی کی دلدل سے نکل سکتے ہیں۔ اس خط میں حاکم وقت کے لیے اصول حکمرانی، ہمارے سماجی مسائل اور ان کا حل موجود ہے۔

بندۂ ناچیز نے اس خط کو مختلف عنوانات دے کر عام فہم زبان میں تحریر کیا ہے۔ خالصتاً ادبی انداز اپنانے اور عالمانہ بحث سے گریز کیا ہے، تاکہ ہمارے نوجوان اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق بہت آسان الفاظ میں موضوعات کی مختصر ترین مگر انتہائی جامع تشریح کو سمجھ کر اپنی مصروف زندگی کو کارآمد بنا سکیں۔

مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے اس فرمان میں حکمرانی اور سماجی پہلو کو اجاگر کیا ہے، انسانی کج روی کی نشان دہی کی اور مسائل کے حل پیش کیے، اس فرمان میں مندرجہ عنوانات پر امیر المؤمنین علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا، اسے آسان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، لفظ بہ لفظ بمطابق اصل متن خط ترجمے کے لیے مکتوب نمبر ۵۳ نیچ البلاغہ ملا حظہ فرمائیے۔

اور حضرت نے ان موضوعات کو عنوان قرار دیتے ہوئے انتہائی فطری، نفسیاتی اور مانوس الفاظ اور انداز کے ساتھ رہنمائی فرمائی: حکمرانی کے اصول، دین خدا کی نصرت اور نفسانی خواہشات کو کچلنے کا حکم، مختلف سماجی پہلوؤں پر امیر المؤمنین علیہ السلام کا اظہار خیال، انسانی خصوصیات، خصلتوں اور اعلیٰ صفات پر امیر المؤمنین علیہ السلام کی

گہری نظر، عاملین حکومت، ہر شعبہ زندگی اور اسلامی حکومت کے استحکام کے لیے کارفرما رہیں، اہم امور سلطنت پر روشنی ڈالتے ہوئے امیر المؤمنین علیہ السلام نے رعایا کے پست طبقے پر نظر کرنے کا حکم دیا، تعلقاتِ عامہ، دفاع، عدل و انصاف اور انتظامیہ کے لیے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی واضح ہدایات، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی بصیرت، دورانِ دیشی اور معاملہ فہمی کی ایک جھلک، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی عظمت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ہر وقت خیال رکھا، مختلف انسانی رویوں کی نشاندہی، اہم عہدوں پر خوش اخلاق، عزت والے اور بے داغ افراد کو فائز کرنے کا حکم، عوام الناس اور اجتماعی طاقت کو دین کا ستون قرار دیا، مشورہ کرنے کی اہمیت اور مشیروں کے انتخاب کی شرائط، عدل و انصاف کو رعایا میں محبت و اُلفت کا مظہر قرار دیا، خراج اور مال گزاری کے لیے اُصول وضع کیے اور ناگہانی آفتوں اور دیگر نقصانات کے مواقع پر وصولی خراج میں چھوٹ یا کمی کو بہترین ذخیرہ قرار دیا، زمین کی آبادکاری کو شہروں کے آباد کرنے اور حکومت کے استحکام کا سبب قرار دیا۔

اس خط کے ذریعے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی بصیرت، دورانِ دیشی اور مستقبل کے حالات اور اسلامی حکومت کے استحکام کے لیے اُصول وضع کیے، جو آج بھی اسلامی حکومت و معاشرے کی رہنمائی کے لیے مینارہ نور ہیں۔ جس وقت حضرت محمد بن ابی بکر گورنر مصر کے انتظامی حالات خراب ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے حضرت مالک بن اشتر نخبی کو مصر اور اس کے اطراف کے علاقوں کا عامل (گورنر) مقرر فرمایا۔ اُس وقت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک



بن اشتر نخعی کے نام یہ خط تحریر فرمایا۔ یہ اسلامی نظام کا امتیازی نکتہ ہے کہ اس نظام میں مذہبی تعصب سے کام نہیں لیا جاتا، بلکہ ہر شخص کو برابر کے حقوق دیے جاتے ہیں، مسلمان کا احترام اُس کے مذہبِ اسلام کی بنا پر ہوتا ہے اور غیر مسلم کے بارے میں انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ اور ان حقوق میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ حاکم ہر غلطی کا مواخذہ نہ کرے، بلکہ انہیں انسان سمجھ کر ان کی غلطیوں کو برداشت کرے، اور خیال رکھے کہ مذہب ایک مستقل نظام ہے۔ ”رحم کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“ اگر انسان اپنے سے کمزور انسان پر رحم نہیں کرتا تو اسے جبار السموات والارض سے رحم کی توقع نہیں کرنی چاہیے، قدرت کا اٹل قانون ہے کہ تم اپنے سے کمزور پر رحم کرو تا کہ پروردگار تم پر رحم کرے، جس پر تمہاری عاقبت اور بخشش کا دار و مدار ہے۔ یہ خط حضرت امیر المؤمنین علیؑ کے تمام خطوط میں سب سے زیادہ مفصل اور محاسنِ کلام کا جامع ہے۔

یہاں پر حضرت قبلہ و کعبہ مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی صاحب کا اجتہادی مشکور ہوں کہ جن کی سرپرستی میں ”باب العلم دارالتحقیق، کراچی (پاکستان)“ نے اس مختصر سے کتابچے کو چھاپ کر مسلمان نوجوانوں کو ”نیچ البلاغہ“ کے مطالعے کی ترغیب دی۔

میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ اور مولائے کائنات حضرت علی بن ابی طالبؑ کے حضور درخواست گزار ہوں کہ میری اس ادنیٰ کاوش کو قبولیت کا درجہ عطا کر کے شیعیان علیؑ کی ابدی آرام گاہ کو آلِ رسول ﷺ کی محبت سے پُر نور کر دے

غالبِ ندیمِ دوست سے آتی ہے بُوئے دوست  
 مشغولِ حق ہوں بندگی بُو تراب میں  
 امید ہے قارئینِ کرام اس سے استفادہ کریں گے اور یہ کاوش بارگاہِ الہی میں  
 مقبول ہوگی۔

۔ گر قبول افتدز ہے عز و شرف  
 پروفیسر آصف پاشا صدیقی

## حضرت مالک اشترؓ

الف: مالک اشتر کا نام و نسب:

مالک بن حارثؓ معروف بہ ”اشتر“ نامی ایک صحابی اور حضرت علیؓ کے جاں نثاروں میں سے تھے۔ مالک اشترؓ کا نسب مختلف منابع میں اس طرح آیا ہے کہ مالک بن حارث بن عبد یغوث بن مسلمة بن ربیع بن حارث بن جزیمة بن سعد بن مالک بن نخع۔ (۱) مالک اشترؓ کا نسب ”ربیعہ“ تک تو مسلم ہے، لیکن بعض منابع میں اس طرح آیا ہے۔ ربیعہ بن سعد بن مالک بن نخع (۲) البتہ ایک جگہ مالک اشتر کے دادا کا نام ”عبد یغوث“ کی جگہ غلطی سے ”یغوث“ ذکر کیا گیا ہے۔ (۳) اسی طرح بعض محققین نے خود مالک اشترؓ کے نام کے ساتھ ان کے والد کی مناسبت سے مالک بن حرث، مالک بن اشتر اور اشتر بن حارث ذکر کیا ہے۔ (۴)

۱۔ طبقات الکبریٰ، محمد بن سعد کا تب و اقدی۔ بیروت، دار صادر، ج ۶ ص ۲۱۳

۲۔ ابن ابی الحدید، ج ۶ ص ۳۱۴

۳۔ تاریخ ابن خلدون، (ترجمہ عبدالمحمد آیتی طبع تہران) اشاعت اول، ج ۳ ص ۲۲۱

۴۔ البدایہ والنہایہ، ابن کثیر طبع بیروت، ج ۱، ص ۵۲ و ۵۳

ب: اشتر، لقب:

تاریخیں مالک کا لقب جو ان کے اصل نام سے زیادہ مشہور ہے، وہ ”اشتر“ ہے۔ البتہ دوسرے افراد بھی ہیں، جنہیں ”اشتر“ کہا جاتا ہے ”ابن ماکولا“ نے ایسے ۱۱۳ افراد کا ذکر کیا ہے، جو اشتر کے نام سے معروف تھے، (۱) لیکن ان ۱۱۳ افراد میں جو اشتر کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں وہ ”مالک بن حارث“ ہی ہے۔ اسی وجہ سے عراق (کوفہ، بصرہ وغیرہ) کے اکثر لوگ ”مالک“ کو ”اشتر“ کے نام سے جانتے تھے۔ اس کی بڑی مثال یہ ہے کہ جنگِ جمل میں جب مالکؓ اور عبداللہ بن زبیر میں لڑائی ہوئی اور دونوں زمین پر گر گئے تو اس وقت ابن زبیر نے بلند آواز میں کہا ”اقتلونی وما لکاً“ مجھے اور مالکؓ کو قتل کرو۔ (۲) لیکن ابن زبیر کی اس فریاد پر کسی نے توجہ نہ دی، کیونکہ ابن زبیر کو چاہنے والے نہیں جانتے تھے کہ ”مالکؓ“ کون ہے۔ مالک اشترؓ نے بھی خود اعتراف کیا ہے کہ ابن زبیر کے اس جملے ”اقتلونی وما لکاً“ نے مجھے نجات دلائی۔ اگر ابن زبیر یہ کہتا کہ مجھے اور اشتر کو قتل کرو تو یقیناً میں ”مالک اشترؓ“ اُس دن قتل ہو جاتا۔ (۳)

۱- الکمال فی رفع الارباب عن المصوتلف والمختلف فی الاسماء والکنی والانساب، ابن ماکولا۔ ج، ص ۸۲

۲- پڑھشی بیرون زندگی و عملکر مالک اشتر، ص ۳۳

۳- اخبار الطوال ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینیوری۔ ترجمہ محمود مہدوی اشاعت چہارم ص ۱۸۷۔

اشتر کے معنی اور وجہ تسمیہ:

کلمہ اشتر کے کیا معنی ہیں اور قابل غور بات ہے کہ کس وجہ سے مالک بن حارث اس لقب ”اشتر“ سے مشہور ہوئے۔ دھند اپنے لغت نامے میں لکھتا ہے کہ ”اشتر“ یعنی جن کی آنکھوں کی پلکیں کھلی ہوئی ہوں، یا جن کے آنکھوں کی پلکیں لپٹی ہوئی ہوں۔ اشتر یعنی جن کی آنکھوں کی پلکیں الٹ گئی ہوں۔ (۱) بنا بریں ایک روایت میں ہے کہ مالک اشتر کی آنکھ میں کوئی چوٹ لگی تھی، جس سے ان کی آنکھ متاثر ہوئی، اس لیے ان کو اشتر کہتے تھے اور اسی لقب سے وہ معروف بھی ہوئے۔

حضرت مالک کو ”جنگ یرموک“ میں لڑتے ہوئے آنکھ میں ایک تیر یا اور کوئی ضرب لگی، جس کے باعث مالک کی آنکھ شدید زخمی ہوئی، اس کے بعد مالک کو اشتر کے لقب سے شہرت ملی۔

اسی طرح اشتر اس کو کہتے ہیں، جس کی آنکھ کی نیچے والی پلک پلٹ گئی ہو۔ (۲) مالک اشتر خود بھی اس لقب ”اشتر“ پر افتخار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مثلاً مالک اپنے ان اشعار میں کہتے ہیں۔

انی انا الاشتر معروف الشتر - انی انا الافعی العراقی الذکر (۳)

میں ہوں میں ہوں جس کا نام آنکھ پلٹا ہوا اشتر ہے، میں ہوں میں ہوں عراقی اثر دھا جو مذکر اور نر ہے۔

۱- لغت نامہ دھند، ماڈرن اشتر

۲- ریحانۃ الادب، محمد علی تبریزی: ج ۱ ص ۷۴

۳- اخبار الطوال ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری، طبع اول ص ۱۸۵۔

## ج: قبیلہ:

مالکؓ خاندانِ نخع قبیلہ مذحج سے تھے۔ اس بنا پر مالک اشترؓ کو اشتر نخعی اور اشتر مذحجی کہا جاتا ہے، جسے خود مالک اشترؓ نے بھی ذکر کیا ہے۔

لسٹ ربیعاً ولسٹ من مضر لکفنی من مذحج الضر العزر (۱)  
 میں قبیلہ ربیعہ یا مضر سے نہیں ہوں بلکہ میں بنی مذحج سے ہونے کا اعزاز رکھتا ہوں  
 اس کے علاوہ مالک اشترؓ اور ان کے خاندان نے نسب ”ایادی“ پر بھی فخر کیا  
 ہے کہ جب مالک اشترؓ نے ایک رومی پہلوان سے مقابلہ کیا اور مالک اشترؓ نے ایک  
 شدید ضرب لگاتے ہوئے کہا کہ ”میں ایادی جوان ہوں“ (۲) محققین فرماتے  
 ہیں، قبیلہ مذحج، قبائل کہلانہ میں سے ایک بڑا قبیلہ تھا اور اس قبیلے کی اصلی رہائش  
 مشرقی یمن میں تھی (۳) جبکہ بعد میں مذحج کے اکثر افراد عراق میں آ کر رہائش پزیر  
 ہوئے۔

۱- سیمای مالک اشتر محمد مہدی اشترہاردی، ص ۱۸، طبع دوم قم انتشارات علامہ ۱۳۵۰ھ

۲- تاریخ طبری محمد بن جریر طبری، ج ۴، ص ۱۵۴۲

۳- ابراہیم احمد اعظمی۔

و: یمن سے تعلق:

تاریخی اعتبار سے مالکِ اشترؓ کی مکمل زندگی کا بیان قدرے مشکل ہے۔  
البتہ بعض محققین نے مالکِ اشترؓ کی مقامِ ولادت میں بیشہ و دینہ کے دیہات کا  
تذکرہ کیا ہے۔ (۱)

یہ بھی احتمال ہے کہ مالکِ اشترؓ کی ولادت قبیلہ نخع کے رہائشی علاقے میں  
ہوئی ہو اور اہل قلم کے مطابق قبیلہ نخع یمن کے جنوب مشرق میں واقع علاقوں میں  
آباد تھا۔ البتہ مندرجہ ذیل بعض شواہد اور قرائن کی مدد سے اُن کی تاریخِ ولادت اور سن  
وسال کو دریافت کیا جاسکتا ہے۔ (۲)

الف: مالکِ اشترؓ فتحِ شام کے موقع پر نخع کے بزرگوں میں سے تھے۔

ب: خلافتِ حضرت عثمان کے زمانے میں جب مالکِ اشترؓ کو چند افراد کے  
ساتھ شامِ جلاوطن کیا گیا، تو اُس وقت مالکِ اشترؓ ان تمام افراد میں نسبتاً بڑے تھے  
کہ جب معاویہ ابن ابی سفیان کے سامنے ان افراد نے گفتگو شروع کی تو پہلے حضرت  
کمیل بن زیاد نے بات کی جس پر مالکِ اشترؓ نے یہ کہہ کر ٹوک دیا کہ ”تم خاموش رہو  
میں بات کروں گا اور تم ہم سے عمر میں بھی چھوٹے ہو“ چنانچہ حضرت کمیلؓ کی تاریخ  
ولادت بارہ (۱۲) ہجری قمری لکھی گئی ہے۔

ج: رسولِ خدا ﷺ کی آخری عمر میں مالکِ اشترؓ کا شمار نخع کے بزرگوں میں  
ہوتا تھا، کیوں کہ ”واقدی“ نے فتوحِ الشام میں لکھا ہے، نخع کے بعض بزرگوں نے

حضرت علیؑ کی مدد کی جن میں مالکؒ بن حارث بھی موجود تھے۔

و: اسی طرح مالکِ اشترؒ ایک شعر میں حضرت بی بی عائشہؓ اور خالد بن زبیر

سے مخاطب ہوتے ہیں کہ جس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مالکؒ کی عمر کتنی تھی۔

”میں نسبتاً بوڑھا تھا، جب کہ وہ (ابن زبیر) جوان تھا۔ اور اُس کی جوانی

اُسے مجھ سے بچا گئی۔ (۴)

سیدہ سیدہ  
حیدرآباد، دکن، انڈیا، پبلسٹیشن، ۱۹۸۰ء

حاشیہ گذشتہ صفحہ

۱- سیما ی مالک اشتر محمد حمزہ اشتر ہاروی، ص ۱۹، طبع قم انتشارات علامہ چاب دوم، ۱۳۵۰ھ

۲- البتہ سید حسن الامین نے بغیر کسی ماخذ کے مالکؒ کی جنگ جمل میں عمر ۸۰ برس بیان کی ہے۔ (اعیان الشیعہ، طبع

بیروت، ج ۹، ص ۴۲)

۳- فتوح الشام، واقعی طبع بیروت، ۱۳۱ھ، ج ۱، ص ۶۲۔

۴- دیوان مالک اشتر، ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۱۳۱، ج ۶، ص ۳۱۷۔



چنانچہ ابن زبیر، جنگِ جمل میں ۳۶ برس کے تھے (۱) اسی طرح جنگِ صفین میں جب ایک جوان مالکِ اشترؓ کے مقابلے میں آیا تو مالکِ اشترؓ نے آواز دی کہ ”جوان کے مقابلے میں جوان جائے“ (۲) اور اُس وقت مالکِ اشترؓ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کو مقابلے کے لیے بھیجا۔

لیکن دوسری طرف یہ مسلمہ امر بھی مسلم ہے کہ مالکِ اشترؓ کی عمر عمارِ یاسرؓ سے کم تھی۔ کیونکہ عمارِ یاسرؓ کا شمار بزرگوں میں ہوتا تھا، کہ جب عمارِ یاسرؓ اور عمر بن یثرب کے درمیان معاویہ بن ابی سفیان کے سامنے مکالمہ ہوا، اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مالکؓ کی عمر عمارؓ سے کم تھی۔ کیونکہ مالکِ اشترؓ نے خود اپنے اشعار میں جنگِ صفین میں عمارِ یاسرؓ کو مکالمہ کے درمیان بزرگ کہا ہے۔ (۳) البتہ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ عمارِ یاسرؓ کی عمر حضرت علیؑ کے دورِ خلافت میں تقریباً نوے (۹۰) برس تھی۔ یعنی نبی مکرم ﷺ کے ہم سن تھے۔ (۴) اس طرح مالکِ اشترؓ کی عمر حضرت علیؑ کے دورِ خلافت میں ۸۰ برس سے کم تھی اور ولادت کی تاریخِ بعثتِ نبوی سے پہلے متحمل ہے۔



- ۱- فوات الوفيات طبع بیروت دارالافتاء: ج ۲ ص ۱۷۱
- ۲- شرح نوح البلاغ، ج ۲ ص ۶۴
- ۳- ابوالحسن علی بن حسین مسعودی، ج ۲ ص ۹ طبع دارالاندلس۔
- ۴- مروج الذهب ابن ابی الحدید، ج ۸ ص ۲۰۲
- ۵- محمد بن عمرو قدی، ج ۱ ص ۶۲

## مالکِ اشترؓ اور قبولِ اسلام:

جس زمانے میں رسولِ اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو تبلیغِ اسلام کی خاطر یمن روانہ کیا تو اُس وقت مدحِ قبیلے کے نصحِ خاندان سے وابستہ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ان میں مالکِ بن حارث بھی تھے۔ (۱)

یوں تو مالکِ اشترؓ کے بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں، لیکن یہ واضح نہیں کہ مالکِ اشترؓ نے رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت کی یا نہیں، کیونکہ جس شخص نے رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہوتا ہے، اسے صحابہؓ کی فہرست میں شمار کرتے ہیں لیکن مالکِ بن حارث اشتر کو اکثر تاریخوں میں تابعین میں شمار کیا گیا ہے۔ (۲) خود مالکِ اشتر نے اپنے آپ کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ (۳) بنا برائیں مالکِ اشترؓ کو رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت کرنے والوں میں شمار نہیں کیا جاسکتا، لیکن مالکِ اشترؓ کا حضرت علیؑ کے توسط سے رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہونا ثابت ہے۔

۱۔ پڑوسی پیرامون زندگی و عملکرد مالکِ اشترؓ ص ۲۵

۲۔ ابن سعد نے مالکؓ کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ طبقات کبریٰ ابن سعد، ج ۷ ص ۲۱۳

۳۔ پڑوسی پیرامون زندگی و عملکرد مالکِ اشترؓ ص ۲۶

مالکِ اشترؓ کا معاشرتی کردار:

الف: مالکِ اشترؓ اور عہدِ شیخین میں فتوحات:

اگر حضرت ابوبکر کے دور حکومت میں مالکِ اشترؓ مدینہ میں تھے لیکن اہلِ رومہ (مانعینِ زکاۃ) سے مقابلے میں مالکِ اشترؓ ظاہراً خاموشی اختیار کیے رہے جبکہ فتحِ شام میں مالکِ اشترؓ خالد بن ولید کے لشکر میں تھے۔ کہتے ہیں جب دو بدو جنگ شروع ہوئی تو ایک رومی حاکم نے مالکؓ کو خطاب کر کے کہا کہ تم خالد بن ولید کے مددگاروں میں ہو؟ مالکؓ نے جواب دیا، ”نہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے مددگاروں میں سے ہوں۔“ (۱)

مالکِ اشترؓ کا یہ جواب خود ان کے عقیدے اور دُور اندیشی کو دوسرے قریشی سپہ سالاروں کی نسبت ثابت کرتا ہے۔

یرموک کی مشہور جنگ میں مالکؓ اشتر کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل رہا کیونکہ اس جنگ میں مالکِ اشترؓ نے ۳۳ رومی سپاہیوں کو قتل کیا تھا۔ (۲) اسی جنگ میں مالکِ اشترؓ کی آنکھ میں ضرب لگی تھی کہ جس کے نتیجے میں مالکؓ اشتر کی آنکھ کی ایک رگ کٹ گئی اور ان کے آنکھ کی پلک متاثر ہوئی، جس کے بعد اشتر کے لقب سے معروف ہوئے، البتہ اس جنگ میں مالکِ اشترؓ کو اور بھی بہت سی چراحتیں وارد ہوئیں۔ (۳)

۱- ”فتوح الشام“ محمد بن عمرو واقفی، ج ۱ ص ۲۰۷۔

۲- تاریخ ابن عساکر، ج ۱ ص ۱۷۰۔

۳- پڑوسی پیرامون زندگی و مملکت مالکِ اشترؓ ص ۳۹۔

## مالکِ اشترؓ کا معاشرتی کردار:

الف: مالکِ اشترؓ اور عہدِ شیخین میں فتوحات:

اگر حضرت ابو بکر کے دور حکومت میں مالکِ اشترؓ مدینہ میں تھے لیکن اہلِ رده (مانعینِ زکاۃ) سے مقابلے میں مالکِ اشترؓ ظاہراً خاموشی اختیار کیے رہے جبکہ فتحِ شام میں مالکِ اشترؓ خالد بن ولید کے لشکر میں تھے۔ کہتے ہیں جب دو بدو جنگ شروع ہوئی تو ایک رومی حاکم نے مالکؓ کو خطاب کر کے کہا کہ تم خالد بن ولید کے مددگاروں میں ہو؟ مالکؓ نے جواب دیا، ”نہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے مددگاروں میں سے ہوں۔“ (۱)

مالکِ اشترؓ کا یہ جواب خود ان کے عقیدے اور دُور اندیشی کو دوسرے قریشی سپہ سالاروں کی نسبت ثابت کرتا ہے۔

یرموک کی مشہور جنگ میں مالکؓ اشتر کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل رہا کیونکہ اس جنگ میں مالکِ اشترؓ نے ۳۳ رومی سپاہیوں کو قتل کیا تھا۔ (۲) اسی جنگ میں مالکِ اشترؓ کی آنکھ میں ضرب لگی تھی کہ جس کے نتیجے میں مالکؓ اشتر کی آنکھ کی ایک رگ کٹ گئی اور ان کے آنکھ کی پلک متاثر ہوئی، جس کے بعد اشتر کے لقب سے معروف ہوئے، البتہ اس جنگ میں مالکِ اشترؓ کو اور بھی بہت سی چراحتیں وارد ہوئیں۔ (۳)

۱۔ ”فتوح الشام“ محمد بن عمرو قادری، ج ۱ ص ۲۰۷۔

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱ ص ۱۷۰۔

۳۔ پڑوسی پیرامون زندگی و عملکرد مالکِ اشترؓ ص ۳۹۔

اسی طرح طبری نے بھی جنگِ یرموک میں مالکِ اشترؓ کی موجودگی کو لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ مالکؓ اشتر کا سامنا ایک رومی سپاہی سے ہوا، تو مالکؓ نے ایک سخت ضرب لگا کر کہا، ”جان لو میں ایادیؓ جوان ہوں۔“ تو جواب میں اس رومی سپاہی نے کہا، آپ کی مثال ہماری قوم میں زیادہ دی جاتی ہے۔ اگر آپ میری قوم سے نہ ہوتے تو میں رومیوں کی کمک کرتا، لیکن اب میں ان کی مدد نہیں کروں گا۔ (۱)

## ب: مالکِ اشترؓ اور حضرت عثمان:

حضرت عثمان کی خلافت میں بھی مالکِ اشترؓ بے باک اور دبنگ شخصیت کے مالک تھے۔ مالکِ اشترؓ کے ساتھ اس حکومت میں جو واقعات پیش آئے، انہیں مختصراً ذکر کرنا ضروری ہے جو اس ور کے والیوں کے بیان سے واضح ہو جائیں گے۔

## ولید بن عقبہ بن ابی معیط:

حضرت عثمان نے حضرت عمر کی سفارش پر ابتدا میں سعد بن ابی وقاص کو کوفہ جیسے اہم شہر میں بھیجا، کہتے ہیں سعد پہلے مسلمان اور مہاجر تھے اور شہر کوفہ کو حضرت عمر کے حکم سے آباد کرنے والے تھے اور ان کا شمار قادیسیہ کے سرداروں میں ہوتا تھا۔

لیکن سعد کی حکومت زیادہ نہ چل سکی، کیوں کہ حضرت عثمان نے تمام شہروں کی حکومت اپنے رشتے داروں اور چاہنے والوں کے حوالے کر دی تھی۔ چنانچہ کوفہ کی حکومت بھی سعد بن ابی وقاص سے لے کر ولید بن عقبہ کو دے دی۔ حبیب السیر کے مؤلف ولید کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ولید نے ۵ برس کوفہ پر حکومت کی، اس نے متعدد ناجائز کاموں کو فروغ دیا۔ ولید ایک مرتبہ صبح سے کچھ قبل مے نوشی کر کے نشے کی حالت میں نماز پڑھانے آیا تو بے شعوری کی حالت میں دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھا دیں۔ (۱)

اسی طرح ”اللاغانی ابوالفرج“ میں ہے کہ ولید زانی اور شارب الخمر تھا اور اس نے صبح کی دو رکعت نماز کے بدلے چار رکعت پڑھائیں اور ماموین کے کچھ کہنے پر جواب دیا۔ کیا چاہتے ہو اس سے بھی زیادہ پڑھا دوں اور محراب مسجد میں قے کر دے اور عاشقانہ اشعار پڑھنے لگا۔

ولید کے ان اقدامات کی مخالفت کرنے والوں میں میں سرفہرست جناب بن زہیر ازدی اور ابو زینب تھے۔ مالکؓ اگرچہ ولید کے مخالفوں کے ساتھ نہیں تھے، لیکن وہ ان کے ہم فکر ضرور تھے اور ولید کی حرکتوں سے ناراض تھے۔

ادھر جو افراد ولید کی شکایت لے کر مدینے میں حضرت عثمان کے پاس گئے۔

(۲) البتہ حضرت علیؓ کی ظاہری خلافت میں مالکؓ اشترؓ نے ولید کے اقدامات لوگوں کو یاد دلانے، اور لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ حضرت علیؓ کی حمایت کریں۔ مالکؓ نے کہا، ”اے لوگو اب کس کے منتظر ہو، سعید کے یا ولید کے، جو شراب کی حالت میں نماز پڑھائے۔“ (۳)

۱- پڑوشی بیرومون زندگی و عملکر مالک اشتر ص ۵۷

۲- محمد بن جریر طبری، ج ۵، ص ۹، ۲۱۲۸

۳- تاریخ طبری فہرست منظر ون؟ سعید أم الولید؟ الذی شرب الخمر و صلیٰ بکلم علی سکر پڑوشی بیرومون زندگی و عملکر د

## سعید بن عاص:

پہلے تو حضرت عثمان نہیں چاہتے تھے کہ ولید کو حکومت سے معزول کریں، لیکن جب مہاجر اور انصار کی جانب سے شکایات کے انبار لگ گئے تو مجبوراً ولید کو معزول کر کے سعید بن عاص کو جو بنی اُمیہ ہی کا ایک فرد تھا، کوفے کا حاکم مقرر کیا۔ سعید نے پہلے تو آتے ہی ولید کی مذمت میں خطبہ دیا اور محراب و منبر کو پاک کرنے کا حکم دیا مگر آہستہ آہستہ اس کے بھی وہی کام سامنے آئے جو ولید کے تھے۔

جب سعید کی حکومت کے خلاف یمن کے لوگوں نے اعتراض کیا تو اس میں مالک کا نام سرفہرست تھا۔ مالک کی یہ کوشش تھی کہ بنی اُمیہ کے حاکموں کے خلاف جو املاک اور غنائم پہ تسلط کرتے جا رہے ہیں، قیام کیا جائے۔ (۱)

## ج: مالک کی دمشق کی طرف جلا وطنی:

جب حضرت عثمان اپنے خلاف بغاوت اور اٹھنے والے اعتراضات سے آگاہ ہوئے تو سعید بن عاص کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو دمشق معاویہ کے پاس بھیج دیا جائے۔ ان افراد میں سرفہرست مالک، مالک بن کعب ارجسی، اسود بن یزید نخعی، کمیل بن زیاد، صعصعہ بن صوحان عبدی ان کے بھائی زید اور دوسرے افراد شامل تھے۔ جب یہ افراد معاویہ ابن ابی سفیان کے پاس آئے تو معاویہ نے اپنے مخصوص انداز میں گفتگو کی اور کہا کہ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل و خوار ہوتے، جس کے جواب



میں صعصعہ بن صوحان نے کہا، قریش کسی بھی اعتبار سے عربوں سے بالاتر نہیں، (۲) اور مالکؓ نے کہا۔ ”اے معاویہ، ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آیات الہی کو پس پشت ڈال دیں یا خدا کے حکم کی نافرمانی کریں اگر ہمارے رہنما حق کی راہ اپنائیں اور ہم ان کی پیروی نہ کریں تو گویا ہم ایسے ہیں جیسے کتاب خدا کو پس پشت ڈالنے والے لوگ! (۳) معاویہ اس بات پر سخت ناراض ہو اور انہیں انتقاماً قید کر لیا۔ (۴)

۲۔ تاریخ طبری محمد بن جریر طبری ج ۶ ص ۲۱۹۰

۳۔ الفتوح ابن اعثم کوفی ص ۳۳۸

۴۔ الاغانی ابوالفرج اصفہانی ج ۱۸ ص ۱۶۷

اس کے بعد معاویہ نے حضرت عثمان کو خط لکھا کہ ان لوگوں کو دوبارہ کوفہ بلا یا جائے۔

د: مالک اشترؓ اور حمص:

دوسرے مرحلے میں مالک اشترؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہر حمص روانہ کیا گیا، لیکن جیسے ہی مدینے گئے ہوئے مخالفوں کا گروہ کوفہ واپس آیا تو یہاں گزرنے والے نئے حالات مالک اشترؓ اور دیگر اہم افراد کی جلاوطنی پر سخت معترض ہوا کہ شکایت کرنے والوں کو شہر بدر کیوں کیا جا رہا ہے چنانچہ دس ہزار اہل کوفہ نے مالک کی بیعت کی کس طرح سعید کو کوفہ سے بے دخل کیا جائے۔ حضرت عثمان کا ایک خط جس میں انہوں نے مالک اشترؓ اور ان کے ساتھیوں کو دمشق سے حمص روانہ کرنے کا سبب تحریر کیا ہے۔

اما بعد، میں آپ لوگوں کو جو حمص جانے کا حکم دے رہا ہوں، جب میرا خط موصول ہو تو حمص روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ، کیونکہ تم اسلام اور مسلمانوں کے لیے تخریب کاری سے نہیں رُک سکتے۔ والسلام

حمص کا حاکم معاویہ کا دست نشان دہ عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھا۔ مالک اشترؓ اور ان کے ساتھیوں نے حمص میں پیش آنے والے واقعات کو خصوصاً عبدالرحمن کی جانب سے کی گئی تحقیر کے تناظر میں دمشق سے مختلف پایا۔

مالکِ اشترؓ اور اُن کے ساتھیوں کی حمص روانگی کے بعد کوفہ کے حالات خراب ہو گئے۔ کیونکہ کوفہ کے حاکم کی روش میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، چنانچہ کوفہ میں مالک اور ان کے ساتھیوں سے محبت بڑھنے لگی اور کوفہ کے لوگ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی شکایت لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے تاکہ اسکا کوئی راہِ حل نکالا جاسکے۔

ھ: مالکِ اشترؓ اور تدفینِ حضرت ابوذر غفاریؓ:

صحابی رسولِ خدا ﷺ حضرت ابوذر بھی اُن ہی لوگوں میں سے تھے، جو حضرت عثمان اور ان کے عمال پر زرا ندوزی اور خاندان پرستی کا اعتراض رکھتے تھے، حضرت عثمان نے انہیں شام روانہ کیا پھر بعد ربذہ کے بیابانوں میں جلاوطن کر دیا۔ پہلے تو حضرت ابوذرؓ کی رحلت کے موقع پر اتفاقی طور پر مسافروں یا حاجیوں کے ایک گروہ نے انہیں دفن کیا جس میں مالکِ اشترؓ سرفہرست تھے۔

دفن ابوذر غفاریؓ کے موقع پر مالکِ اشترؓ کے حاضر ہونے پر محدثین نے جو حدیثیں نقل کی ہیں، مالکِ اشترؓ کی بزرگی، عظمت، ان کی فضیلت اور مومن حقیقی ہونے پر دلیل ہیں۔

روایت کے مطابق حضرت ابوذرؓ کی رحلت کے وقت اُن کے ساتھ اہلیہ یا بیٹی موجود تھیں اور اُن کے پاس حضرت ابوذرؓ کو کفن دینے کے لیے کوئی کپڑا موجود نہیں تھا۔ اُس وقت جناب ابوذرؓ نے اپنی اہلیہ یا بیٹی کو حوصلہ دیا اور فرمایا: ”میں نے

رسول اکرمؐ سے سنا ہے کہ جب تمہاری رحلت کا وقت آئے گا تو مومنین کا ایک گروہ تمہارے جنازے پر حاضر ہوگا۔“ (۱)

جناب ابو ذرؓ کی اہلیہ فرماتی ہیں، اچانک ہم نے ایک گروہ کو دیکھا، جو گھوڑوں پر سوار تھا اور وہ لوگ ہماری طرف آرہے تھے۔ اس گروہ میں مالکِ اشترؓ اور حجر بن عدیؓ بھی تھے۔ (۲) دوسری روایت کے مطابق جب وہ گھوڑے پر سوار افراد حضرت ابو ذرؓ کے قریب آئے تو حضرت ابو ذرؓ رحلت کر چکے تھے۔ چنانچہ مالکِ اشترؓ نے حضرت ابو ذرؓ کو کفن دیا اور دوسرے افراد نے مالکِ اشترؓ کی امامت میں حضرت ابو ذرؓ کی نمازِ جنازہ ادا کی، اس کے بعد حضرت ابو ذرؓ کی تدفین عمل میں آئی۔ (۳)

۱- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابو عمر یوسف بن عبد البر، طبع اول ۱۴۱۵ھ ق بیروت ج ۱، ص ۳۲۳

۲- شرح فتح البلاغ ابن ابی الحدید ج ۶: ۳۱۶، أسد انصاب فی معرفۃ الصحاب طبع بیروت دارالکتب ج ۱ ص ۵۶۲۔

۳- ابن ابی الحدید ج ۴

۴- اعیان الشیعہ سید محسن الامین۔ دارۃ المعارف بیروت ۱۴۰۳ھ ق، ج ۴، ص ۲۴۳

مالکِ اشترؓ نے حضرت ابو ذرؓ کی تدفین کے بعد اُن کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر ان کے ایمانِ خالص اور اُن کی دینی شخصیت کا اعتراف کیا اور کہا، ”اے خدایہ تیرے رسول ﷺ کا صحابی اور تیرا عابد بندہ شمار ہوتا تھا۔ اس نے تیری راہ میں مشرکین کے ساتھ جہاد کیا، تیرے قانون کے برخلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا، جس کے نتیجے میں ان پر ظلم کیا گیا، ان کی ہتکِ حرمت اور تحقیر کی گئی کہ اس کے بعد وہ اپنے وطن سے دُور رحلت کر گئے۔“

اے میرے خدا، اس کا انتقام ان سے لے، جنہوں نے ابو ذرؓ کو اپنے وطن سے دُور کیا، جنہوں نے ابو ذرؓ اور رسولِ اکرم ﷺ کے مرقد کے درمیان دُوری ڈالی۔“

تمام حاضرین نے آمین کہا۔ (۲)

## و: مالکِ اشتر اور قتلِ حضرت عثمان:

ابنِ شبہ نمیری نے حضرت عثمان کے قتل کے باب میں مالکِ اشتر سے متعلق متضاد روایات نقل کی ہیں، بعض روایات کے مطابق مالکِ اشتر یہ چاہتے تھے کہ حضرت عثمان کو اُمّ حبیبہ کی بندمحمل میں بٹھا کر باغیوں کے زرنغے سے بچا کر نکال دیا جائے (۲) دوسری روایات یہ بیان کرتی ہیں کہ مالکِ اشتر محاصرین کو منتشر نہیں ہونے دے رہے تھے اور انہیں قتل کر آمادہ کر رہے تھے البتہ دوسرے روایت جھوٹی محسوس ہوتی ہے کیونکہ مالکِ اشتر اس قسم کے محاصرے اور ہنگامے کے حق میں نہیں تھے۔ ادھر مالکِ اشتر حضرت علیؑ کے پیروکار تھے اور حضرت علیؑ ہی المقدور یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح عثمان اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے معاملات اور بغاوت کا رخ موڑ دیں اور کسی طرح فساد ٹل جائے۔

۱۔ ابوزید عمر بن شبہ نمیری تاریخ مدینہ المنورہ۔ ج ۳ ص ۱۳۱۳

۲۔ ابوزید عمر بن شبہ نمیری تاریخ مدینہ المنورہ۔ ج ۳ ص ۱۳۱۱

## مالکِ اشترؓ اور حضرت علیؓ علیہ السلام

حضرت عثمان کے قتل کے بعد مالکِ اشترؓ نے مدینے کے دوسرے مہاجر اور انصار کے ساتھ مل کر حضرت علیؓ کی بیعت کی، البتہ بعض روایات میں ملتا ہے کہ اہل کوفہ ابتدا میں زبیر کی بیعت کے قائل تھے، اہل بصرہ طلحہ کی طرف اور مصر کے لوگ حضرت علیؓ کی طرف مائل تھے (۱) لیکن ان روایات کا صحیح ہونا مشکل ہے، کیوں کہ کوفے میں قیام کرنے والے لوگ پہلے ہی سے حضرت علیؓ کی خلافت کے خواہاں تھے۔ (۲)

یہ کہنا کہ قتلِ حضرت عثمان سے پہلے حضرت علیؓ، طلحہ اور زبیر کے نام خلافت کے لیے لے جا رہے تھے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ طلحہ اور زبیر کے نام حضرت عمر کے توسط سے شوریٰ شش نفر میں آئے تھے، لیکن اس وقت لوگوں کے تصور میں یہ افراد نہیں تھے، لیکن یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مدینے کے لوگ حضرت علیؓ کو تمام صحابہ رسولؐ سے افضل سمجھتے تھے اور مدینے کے مشہور افراد اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر دوسرے لوگوں سے حضرت علیؓ کی بیعت کا مطالبہ کر رہے تھے، جن میں مالکِ اشترؓ بھی سر فہرست تھے۔ مالکِ اشترؓ کا نفوذ کوفے میں زیادہ تھا، اس لیے انہوں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا، ”اے مولا ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں اور اہل کوفہ کی بیعت میرے ذمہ ہے۔“ (۳)

۱- تاریخ طبری محمد بن جریر طبری ج ۶ ص ۲۳۳۶

۲- انساب الاشراف احمد بن یحییٰ بلاذری طبع اول بیروت دار الفکر ۱۳۱۳ ج ۶ ص ۳۰

۳- تاریخ یعقوبی احمد بن یعقوب (مترجم محمد ابراہیم آیتی) طبع دوم تہران ۱۳۵۸ انتشارات عملی و فہنگی ج ۲ ص ۷۲  
Presented by www.ziaaraat.com

مالک اشتر نے حضرت علیؑ کی بیعت کے موقع پر خطاب فرمایا:

”اے لوگو، یہ وصی اوصیاء، وارث علم انبیاء اور راہِ خدا میں سخت امتحان دینے والے ہیں جن کے بارے میں قرآن ایمان کی گواہی دیتا اور پیغمبر اسلام بہشت رضوان کی بشارت دیتے ہیں انکے فضائل حد کمال تک پہنچے ہوئے ہیں جن کے سابق فی الاسلام ہونے اور علم و فضل میں برتر ہونے پر پہلے والوں کو شک تھا نہ بعد میں آنے والوں کو شک ہے (۱)

مالک اشتر قاریان قرآن میں سے اور الفاظ قرآن سے خوب آشنا تھے چنانچہ قرآن میں حضرت علیؑ کے فضائل کو جانتے تھے اور اکثر حضرت علیؑ کے فضائل بیان کئے تھے۔

الف: مالک اشتر اور جنگِ جمل:

مالک اشتر جنگِ جمل میں حضرت علیؑ کی فوج کے جرنیل تھے اور مالک اشتر کی حکمتِ عملی جنگِ جمل میں زیادہ مؤثر رہی۔

جنگِ جمل میں مالک اشتر مہینہ (دائیں جانب) عمار یاسرؓ میسرہ (بائیں جانب) اور محمد حنفیہؓ قلب لشکر کے سالار تھے محمد حنفیہ کے شجاع اور بہادی ہونے میں شک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ ۱۶ ہجری قمری میں متولد ہوئے اور اس جنگ میں ۲۰ سال کے تھے، حضرت محمد حنفیہ کی شجاعت کے بارے میں ابن ابی الحدید معترفی شرح نہج البلاغہ: ج ۶ ص ۴۶۰ کو موضوع مطالعہ قرار دیا جائے۔



مالک اشتر کی شجاعت اور بہادری میں شہرت ایسی تھی کہ دشمن کا کوئی سپاہی تن بہ تن لڑائی میں ان کے مقابل آنے کو تیار نہیں ہوتا تھا محمد بن طلحہ جو عبد اللہ بن زبیر کی طرح اس جنگ میں اہم مقابل رکھتا تھا اور سوار لشکر کا سالار تھا جب مالک اشتر کے مقابل آیا تو اس کا باپ طلحہ کیوں کہ مالک اشتر کی شجاعت سے آشنا تھا اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے بولا: واپس ہو جا یہ شیر ہے تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (۱) ہلال بن وکیع بھی جنگ جمل میں بائیں جانب کے سپاہیوں کا سالار تھا مالک اشتر ہی کے ہاتھوں قتل ہوا، خباب بن عمرو را سبھی بڑ جنگ جو تھا جسے مالک اشتر نے قتل کیا اسی طرح قریش کا مفرد پہلوان عبدالرحمن بن عتاب بن اسید جو جنگ جمل میں قبیلہ قیس کی سرداری کر رہا تھا مالک اشتر کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (۲) اس جنگ میں مالک اشتر نے عمرو بن ہشیر بنی کو نیزہ مارا، جس کی وجہ سے عمرو زمین پر گر گیا۔ کسی دوسرے شخص نے اس کے جسم سے نیزہ نکالا، لیکن چوں کہ عمرو زخمی ہو چکا تھا، اپنا دفاع نہیں کر سکتا تھا، تھوڑی دیر بعد عبدالرحمن بن طود بکری نے دوسری ضرب لگائی، جس کے نتیجے میں دوبارہ زمین پر گرا، قبیلہ سدوس کا ایک فرد عمرو کو حضرت علیؑ کے پاس لایا، عمرو نے حضرت علیؑ کو خدا کی قسم دی کہ مجھے معاف کر دیجیے، کیوں کہ تمام عرب یہ کہتے ہیں کہ آپ زخمی اور مجروح افراد کو قتل نہیں کرتے۔ مولا علیؑ نے اس کو رہا کر دیا اور فرمایا: ”جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو۔“

(۳) جب عمر اپنی قوم کے پاس گیا اور اس کا مرنے کا وقت قریب آیا تو لوگ اس

۱۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: ج ۵ ص ۹۳

۲۔ تاریخ طبری: ج ۶ ص ۲۳۵

۳۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱ ص ۱۲۹

سے پوچھنے لگے کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ تو اس نے مالک اشترؓ کو اپنا قاتل شمار کیا۔  
 مالک اشترؓ کا جنگِ جمل میں عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ زبردست مقابلہ  
 ہوا، جس کے نتیجے میں عبداللہ کو سخت ضربتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مقابلے کے بعد  
 حضرت عائشہ کو ان کی خیریت معلوم نہ ہو سکی تو عبداللہ کی سلامتی کی خبر دینے کے لیے  
 حضرت عائشہ نے دس ہزار درہم کا انعام رکھا تھا جبکہ مالک اشترؓ اس مقابلے سے  
 مطمئن نہ تھے اور فرمایا: ”خدا کی قسم میری تلوار نے اس سے پہلے کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا  
 اور اب میں نے قسم کھائی ہے کہ اس تلوار کو نہیں اٹھاؤں گا۔“ (۱)

## ب: مالکِ اشترؓ کی جنگِ جمل سے واپسی

مالکِ اشترؓ جنگِ جمل سے کوفہ واپس آئے تو مالکِ اشترؓ کے جسم پر کوئی زخم نہیں تھا۔ جب عمرو بن جرموز زبیر کا اسلحہ لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں آپ سے انعام لینے آیا تو حضرت علیؓ کے خیمے سے ایک صحت مند شخص باہر نکلا، جس کے جسم پر زرہ تھی، وہ مالکِ اشترؓ تھے۔ (۱) حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے اختتام پر بصرہ کی حکومت عبداللہ بن عباس کے حوالے کی تو حضرت علیؓ کے اس اقدام کی حضرت عائشہ نے مخالفت کی اور کہا: ”عبداللہ یمن میں، قثم بن عباس مکہ میں اور عبداللہ بن عباس بصرہ میں، اگر ایسا ہی کرنا مقصود تھا تو اُس بوڑھے (حضرت عثمان) کو کیوں قتل کیا گیا؟ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بیٹوں اور بھتیجیوں کو منصب اور عہدے نہیں سونپ رہا بلکہ عبداللہ اور اس کے بھائیوں کی حکمرانی فتح مکہ کے موقع پر آزاد شدگان اور ان کی اولاد سے بہتر ہے (۲) مالکِ اشتر اور عمار یا سر حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عائشہ سے ملاقات کے لیے جاتے رہے اور انہیں سمجھاتے رہے چنانچہ جنگِ جمل کے بعد حضرت مالکِ اشترؓ حضرت عمار یا سرؓ کے ساتھ بی بی عائشہ کے ہاں آئے۔ مالکِ اشترؓ نے بی بی عائشہ کے لیے ایک اُونٹ خریدا، چنانچہ جب قاصد نے اُونٹ دیا اور مالکِ اشترؓ کا سلام پہنچایا، تو بی بی عائشہ نے کہا، خداوندِ عالم اُس کو برباد کرے جس نے سرورِ عرب طلحہ کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔

۱- پڑھشی پیرامون زندگی و عملکر د مالکِ اشتر ص ۱۰۹

۲- شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۶ ص ۳۱۵



چنانچہ ملاقات کے دوران جب حضرت عائشہؓ نے مالکِ اشترؓ سے پوچھا، تم لوگوں نے میرے بھانجے کو کیوں قتل کیا؟ کیا وہ مرتد ہو گیا تھا یا قتل کا مرتکب ہوا تھا یا اُس نے زنائے محصنہ کیا تھا؟ مالکِ اشترؓ نے فوراً جواب دیا: ”یقیناً ان امور میں سے کسی ایک کا مرتکب ضرور ہوا تھا۔“ (۱)



## ج: جنگِ صفین کا سبب:

جب معاویہ نے حضرت علیؑ کی واضح طور پر مخالفت کرنا شروع کی، تو حضرت علیؑ کے بعض اصحاب نے آپؑ کو حملہ کرنے کا مشورہ دیا لیکن حضرت علیؑ کسی قسم کا بھی حملہ کرنے سے پہلے فوجی لشکر کا جمع ہونا ضروری سمجھتے تھے اور آپؑ یہ چاہتے تھے کہ جنگ سے پیش تر مسئلے کا کوئی حل نکل آئے، چنانچہ امیر المومنینؑ نے جریر بن عبداللہؓ کو جو کہ حضرت عثمان کے دور میں ہمدان کے والی تھے اور معاویہ کے نزدیکی افراد میں شمار ہوتے تھے، معاویہ سے ملاقات کے لیے روانہ کیا۔ مالکِ اشترؓ نے جریر کے بارے میں حضرت علیؑ سے عرض کی کہ آپؑ جریر کی جگہ مجھے معاویہ کے پاس روانہ کریں، (شاید) حضرت علیؑ نے مالکِ اشترؓ کو اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ شام والوں میں مالکِ اشترؓ کا شمار قاتلانِ عثمان میں ہوتا تھا۔ یعنی مالکِ اشترؓ کے جانے سے سیاسی راہِ حل مسدود ہونے کا امکان تھا اور یہ بھی امکان تھا کہ حضرت عثمان کے قصاص میں مالکِ اشترؓ کو زندان میں نہ ڈال دیا جائے۔

پس جوں ہی جریر بن عبداللہؓ نے معاویہ کو حضرت علیؑ کا پیغام سنایا تو معاویہ کیونکہ شام کے لوگوں کی حمایت سے مطمئن تھا تو اس نے جریر بن عبداللہؓ سے کہا کہ جریر واپس جا کر علیؑ سے کہو کہ میں اور شام کے لوگ آپؑ کی بیعت نہیں کرنا چاہتے۔ وہ شام میرے پاس رہنے دیں اور مصر کا گورنر بھی میرا ہی برقرار رکھیں اگر علیؑ کو موت آگئی تو میں کسی کی بیعت کا پابند نہیں رہوں گا اور اگر میں کسی کی بیعت کا پابند نہیں

رہوں گا اور اگر میں مر گیا تو حکومت انہیں دے دی جائیگی اس کے علاوہ سب ماننے کو تیار ہوں لیکن حضرت علیؓ ایک دن بھی معاویہ کو اپنی جانب سے والی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے بلکہ جریر بن عبداللہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا میں ایسے گمراہ کو اپنا مددگار نہیں بنا سکتا اگر بیعت کرے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس آ جاؤ۔ (۱)

## ☆ مالکِ اشتر اور لیلۃ الہریر: ☆

مالکِ اشتر نے یوں تو اپنی پوری زندگی مختلف جنگوں میں گزاری، لیکن انہوں نے جو کمال کے جوہر جنگِ صفین میں دکھائے اس سے پہلے شاید ہی دکھائے ہوں اس رات جب حضرت علیؑ نے اعلان کیا کہ کل فیصلہ کن حملہ ہوگا تو مالکِ اشتر نے اشعار کہے ادھر معاویہ کے لشکر سے معاویہ بن ضحاک نے اشعار پڑھے مالکِ اشترؓ اسلحے سے لیس اپنی فوج سے اس طرح مخاطب ہوئے۔ ”خدا کا شکر جس نے پیغمبرِ اکرمؐ کے چچا زار کو ہمارے درمیان رکھا۔ یہ وہ شخصیت ہے جس نے ہجرت کرنے والوں پر سبقت لی اور یہ وہ ہے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔“ آگاہ ہو جاؤ کہ جنگ کا طبل بج چکا ہے، شجاعت اور وفاداری کا وقت آ گیا ہے، آپ کی ذمے داری ہے کہ میری بات مان کر میرے پیچھے آتے رہو۔

یہ کہہ کر مالکِ اشترؓ دلیرانہ انداز سے جنگ میں مصروف رہے، یہاں تک کہ حضرت علیؑ کی فوج میں موجود لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ مالکِ اشترؓ کتنا شجاع انسان ہے اور اگر یہ شخص خلوص نیت سے ایسے ہی شجاعت کا مظاہرہ کرتا رہا، تو جنگ کا نقشہ بدل جائیگا۔ اس پر دوسرا شخص بولا، تیری ماں غم میں بیٹھے، اس سے زیادہ اور کیا خلوص نیت اور سچائی ہوگی؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے یہ شخص اپنے خون میں لت پت ہو چکا

☆ ہر دردِ حقیقت درندوں کے رونے کو کہتے ہیں جنگِ صفین میں ایک رات لیلۃ الہریر اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات جنگجو ایک دوسرے پر شدید غرار ہے تھے کیونکہ جنگ اپنے کمال پر تھی اور بس ایک رات درمیان میں تھی کہ جنگ کا فیصلہ ہو جائے۔

ہے اور اپنے سپاہیوں کو جوشِ دلدار رہا ہے اور خود لڑ بھی رہا ہے۔ (۱) جب حضرت علیؑ کے سپاہی لیلۃ الہر یصبح تک لے آئے اور سخت جنگ سامنے آئی کہ مالک اشتر نے بہت بڑی تعداد میں دشمن کو تہ تیغ کیا عمرو بن عاص کا حضرت علیؑ سے سامنا ہوا جس پر اس نے اپنی شرمگاہ کو عریان کر کے اپنی جان بچائی اور جب کشتوں کے پستے بنتے چلے گئے تو پھر عمرو بن عاص نے ایک ایسی چال چلی جو سادہ لوح افراد کے لیے مفید ثابت ہوئی اچانک سپاہیوں نے دیکھا کہ شامی لشکر میں پرچم نامی کوئی چیز نہیں بلکہ نیزوں پر قرآن کے صفحے دکھائی دے رہے ہیں (۲) یہ منظر دیکھتے ہی حضرت علیؑ کی فوج میں اختلاف ہونے لگا۔ بعض لوگ جنگ جاری رکھنے میں مصلحت سمجھ رہے تھے، جب کہ بعض جنگ کے مخالف ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے اُس وقت خطبہ ارشاد فرمایا:

”یہ لوگ اہل قرآن نہیں ہیں، انہوں نے حکمیت قرآن اپنے مفاد کی خاطر لگایا ہے اور اس کے ذریعے دھوکا دینا چاہتے ہیں ان کی بات پر توجہ نہ دو کیوں کہ حق اپنے کمال تک پہنچنے والا ہے اور ان میں اب کوئی دم باقی نہیں رہا (۳) لیکن افسوس ان لوگوں نے حضرت علیؑ کے ان فرمودات کو اہمیت نہ دی، بلکہ بعض افراد یہ تصور کرنے



۱۔ پیکار صفین ص ۶۵۱

۱۔ پیکار صفین ص ۶۶۰، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۳۲۹ ردّ آل ہادی ص ۱۰۱، ہفت نمبر ۶۱۔۸

۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید۔ ج ۱ ص ۳۲۷

۳۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۳۲۲-۳، پیکار صفین ص ۶۷۳

۴۔ پیکار صفین ص ۶۷۴



لگے کہ اس حال میں شامی افواج سے لڑنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کا ایک گروہ حضرت علی سے کہنے لگا، مالکِ اشترؓ کو جنگ سے واپس بلا لیجیے، اور حضرت علیؓ بارہا کہتے رہے کہ ”یہ اہل قرآن نہیں ہیں یہ دھوکا دے رہے ہیں، یہ کتابِ خدا پر عمل نہیں کرتے۔“ مگر حضرت علیؓ کو اتنا مجبور کیا کہ مولانا نے نہ چاہتے ہوئے یزید بن ہانی کو مالکِ اشترؓ کے پاس روانہ کیا کہ وہ واپس آجائیں۔ جبکہ مالک سپاہِ شام پر قابو پا چکے تھے۔

جب مالکِ اشترؓ نے واپس آ کر لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ ”جو حضرت علیؓ جو فرما رہے ہیں وہ حق ہے۔ ہمیں حضرتؓ کی مکمل اطاعت کرنا چاہیے۔“ لوگ جذبات میں مبتلا تھے اور مالک کی کچھ نہیں سن رہے تھے اور کہہ رہے تھے ہم نے معاویہ کے خلاف جنگِ خدا کی خاطر کی تھی۔ ہم قرآن سے نہیں لڑ سکتے۔ بات اس حد تک آ پہنچی کہ ایک دوسرے کے گھوڑوں کو تازیانے مارنے لگے۔ جب حضرت علیؓ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا: ”اب بس کرو۔“ اس پر تمام لوگ خاموش ہو گئے۔

مالکِ اشترؓ نے کہا: اے علیؓ آپ اہل عراق کو ان پر حملہ کا حکم دیں دشمن دم توڑ رہا ہے اسی اثنا میں ایک آواز بلند ہوئی علیؓ نے حکم قرآن کو قبول کر لیا ہے اور ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں! حضرت علیؓ نے خاموشی اختیار کی اس پر مالکِ اشترؓ نے کہا ”جس پر علیؓ راضی ہیں، میں بھی اُسی پر راضی ہوں۔“ (۱)

## ۵: مالکِ اشترؓ اور حکمیت:

جیسا کہ ذکر ہوا کہ مالکِ اشترؓ چاہتے تھے جنگ جاری رہے اور فتح حق کی ہو جو کہ نزدیک تھی اور آپؐ بھی حضرت علیؓ کی طرح اس بات کو سمجھتے تھے کہ حکمیت مسئلہ ایک سازش ہے ان لوگوں کی طرف سے جو جنگ رکوانا چاہتے ہیں کیونکہ مالکِ اشترؓ عمار یا سیر اور خود حضرت علیؓ وغیرہ جیسے بہادروں کے مقابل جنگ کے ذریعہ فتح ان کے لیے سراب کی طرح حقیقت سے خالی تھی ویسے بھی اہل شام اور معاویہ حکم خدا کے آگے تسلیم ہونے والے لوگ نہیں تھے چنانچہ یہ نعرہ ایک فریب سے زیادہ نہیں تھا کیونکہ ابتداً جنگ صفین میں حضرت علیؓ نے حکم خدا (قرآن) کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دی تھی جسے معاویہ نے جیہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ”ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی“ (۱) مالکِ اشترؓ جنگِ صفین کے بعد حضرت علیؓ کی مظلومیت کو زیادہ محسوس کر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی رضایت کی خاطر حکمیت کو قبول کر لیتے ہیں اور حضرت علیؓ کو بھی یقین تھا کہ مالکِ اشترؓ میری بات کو کبھی نہیں ٹھکرائیں گے۔ جب کسی شخص نے حضرت علیؓ کو بتایا کہ مالکِ اشترؓ حکمیت پر راضی نہیں ہیں، تو حضرت نے فرمایا: ”ہاں جب انہیں معلوم ہوگا کہ میں اس پر راضی ہوں تو مالکِ اشترؓ بھی راضی ہو جائیں گے۔“ (۲)

۱- تاریخ مسعودی ج ۱ ص ۳۵

۲- شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱ ص ۳۵۴

## و: حکومتِ جزیرہ اور مالکِ اشترؓ:

مالکِ اشترؓ حضرت علیؓ کے خاص مشیر، آپؓ کے لشکر کے سپہ سالار اور ایک حساس اور خاص علاقہ کے والی تھے۔ مالکِ اشترؓ کو حکومتِ جزیرہ تفویض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مالکِ اشترؓ حضرت علیؓ سے خفا تھے، چنانچہ حضرت علیؓ نے مالکِ اشترؓ کو راضی کرنے کی خاطر شہرِ موصل کی حکومت تفویض کی۔ حضرت علیؓ کو مالکِ اشترؓ کی جانب سے کوئی خطرہ نہیں تھا کیوں کہ حضرت علیؓ اور مالکِ اشترؓ کو معاویہ کے ساتھ جنگ کے مسئلہ میں متحد تھے اور اسی میں مصلحت سمجھتے تھے۔ کیونکہ مالکِ اشترؓ حضرت علیؓ کے اُس پیمان نامے کی تصدیق کرنے والے تھے، جو پیمان نامہ حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان طے پایا تھا۔ (۲) دوسری بات یہ کہ جب مالکِ اشترؓ جزیرے کے حاکم ہوئے تو اُس وقت بھی اسلامی معاشرے کے اہم امور میں حضرت علیؓ کو پیش سے مشاورت کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کے لیے بڑی مشکل جنگِ صفین کے بعد پیش آئی کہ حضرت علیؓ کی فوج کے سپاہی معاویہ کے لشکر سے مل گئے، جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ قبیلے کے رئیس افراد کو خاص اہمیت دیتا تھا اور ان کے ساتھ خصوصی سلوک رکھتا تھا، جب کہ حضرت علیؓ صاحبِ حیثیت افراد اور غریب لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھتے تھے۔ سب کے ساتھ مساوی سلوک کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ نے مالکِ اشترؓ سے لوگوں کے فرار ہونے اور معاویہ کے ساتھ مل جانے کی شکایت کی تو اس کے جواب میں مالکِ اشترؓ نے فرمایا:

اے امیر المومنینؑ، ہم نے بصرے اور کوفے کے بعض لوگوں کی مدد سے معاویہ سے جنگ کی، کیونکہ اُس وقت ان تمام لوگوں کے نظریات ایک تھے، لیکن بعد میں لوگوں کے نظریات تبدیل ہو گئے اور ان کے نتیجے کمزور پڑ گئیں۔ کیونکہ معاویہ خاص لوگوں سے خاص قسم کا سلوک کرتا تھا اور ان کو انعام و اکرام سے نوازتا تھا، جب کہ آپؐ لوگوں میں عدالت قائم کرنا چاہتے تھے، کسی کو کوئی چیز زیادہ اور کم نہیں دیتے تھے۔ اے امیر المومنینؑ اگر آپؐ بھی معاویہ کی طرح بخشش اور انعام و اکرام کے دروازے کھول دیں تو ان تمام لوگوں کے سر آپ کے قدموں میں ہوں گے۔

مالکِ اشترؓ جب جزیرے کے حاکم تھے، اُس وقت بھی حضرت علیؑ کی عدالت کے اصولوں کو پسند کرتے تھے اور نفاذ عدل کی راہ میں بہترین مددگار تھے۔



۱۔ پڑوشی بیامون زندگی و عملکرد مالک اشترؓ ص ۱۶۵

۲۔ پڑوشی بیامون زندگی و عملکرد مالک اشترؓ ص ۱۶۶

## ذ: مالکِ اشتر اور مصر کی حکومت:

مصر کی حکومت اسلامی دنیا کی اہم حکومتوں میں سے ایک تھی۔ اس ملک کو حضرت عمر کے دورِ خلافت میں عمرو بن عاص نے فتح کیا۔ چنانچہ حضرت عمر نے عمرو بن عاص کو والی و حاکم مصر قرار دیا لیکن حضرت عثمان نے عمرو کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرح کو جو حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا، مصر کا حاکم مقرر کیا۔ حضرت عثمان کے آخری دور میں لوگوں نے عبداللہ بن ابی سرح کو اس عہدہ گورنری سے معزول کر کے شہر سے نکالا اور محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ حکمراں ہو گئے۔ حکومت مصر حضرت علیؑ کے دور میں خاص اہمیت کی حامل تھی۔ کیوں کہ اس علاقے میں معیشت کے حوالے سے کافی ذخائر موجود تھے اور یہ آبادی کے حوالے سے بھی اہم شہر شمار کیا جاتا تھا اور سب سے اہم بات یہ کہ مصر کا علاقہ شام کے نزدیک تھا۔ معاویہ کے ممکنہ حملہ کی پیش نظر مصر میں ایک مضبوط دلیہ اور شجاع والی کا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے ابتدا میں ہاشم بن عتبہ معروف بہ چابک سوار کو حاکم مصر معین کیا، (۱) لیکن حضرت علیؑ کے نزدیک جنگِ صفین میں ہاشم بن عتبہ کا ہونا ضروری تھا چنانچہ قیس بن سعد کو حاکم مقرر فرمایا اور جنگِ جمل کے فوراً بعد حضرت محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر قرار دیا لیکن جنگِ صفین کے بعد حضرت محمد بن ابی بکر معاویہ کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہوتے رہے اور مصر میں ان کے لیے شکایات بڑھ گئیں چنانچہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

۱۔ نوح البلاغہ: خطبہ ۶۸

۲۔ ابن ابی الحدید: ج ۱ ص ۲۵۵

”مصر کی حکومت کے لیے دو افراد ہی نہایت موزوں ہیں، ایک قیس ابن سعد، دوسرے مالک اشترؓ“ (۱) مالک اشتر اس وقت شہر نصیبین میں تھے حضرت علیؑ نے انہیں ایک خط لکھا: ”اے مالک! تم ان افراد میں سے ہو جو دین کے نفاذ کے لیے میرے بہترین مددگار، سرکشوں اور گنہگاروں کے غرور اور تکبر کو مٹا سکتے ہو زبان درازیوں کو روک سکتے ہو محمد بن ابی بکر کو جو حکومت مصر پر فائز کیا ہے تو چند افراد نے ان پر خروج کر کے انہیں تکلیفیں دی ہیں وہ ایک کم سن نوجوان ہے جنگوں کے بارے میں زیادہ تجربہ نہیں رکھتا، جلدی واپس آ جاؤ تا کہ اس موضوع پر زیادہ بہتر انداز سے مشورہ کریں اور کسی ایسے فرد کو جسے تم زیادہ مناسب سمجھتے ہو حاکم مصر قرار دیا جائے، والسلام۔“ (۲)

جیسے ہی مالک اشترؓ کو خط ملا، فوراً حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت علیؑ نے مصر کی تمام رُوداد مالک اشترؓ کے سامنے پیش کی اور مالکؓ سے فرمایا:

”اے مالک اشترؓ تمہارے علاوہ کوئی نہیں، جو اس وقت مصر کا حاکم بن سکے۔ خداتم پر رحمت نازل فرمائے۔ تم مصر جاؤ۔ میں تم کو مصر کے امور میں آزاد چھوڑتا ہوں۔ لیکن جب بھی کوئی دشواری پیش آئے تو خداوند عالم سے مدد طلب کرنا۔ نرمی اور شدت دونوں سے کام لینا البتہ جب سختی کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو تو سختی کرنا۔“ (۲)

جب مالک اشترؓ مصر کی حکومت کے لیے روانہ ہوئے تو جنگِ صفین کو ایک سال سے کم عرصہ ہو چکا تھا۔ اور ۳۷ھ کے آخری ایام تھے۔

۱۔ ابن ابی الحدید: ج ۱ ص ۷۶۔ ۲۵۶

۲۔ تاریخ طبری: ج ۶ ص ۲۶۲۱

۳۔ پڑوسی پیرامون زندگی و عملکرد مالک اشترؓ: ص ۱۷۴

## ح: شہادت مالک اشترؓ:

جب مالک اشترؓ مصر کی طرف روانہ ہوئے، تو معاویہ کے جاسوسوں نے معاویہ کو خبر دی کہ مالک اشترؓ مصر کی حکومت سنبھالنے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں جیسے ہی معاویہ نے یہ خبر سنی تو سخت ناراض ہوا، کیوں کہ معاویہ مالک اشترؓ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اور مالک اشترؓ کے دلیرانہ جذبے اور ان کی شجاعت سے واقف تھا۔ اسی طرح معاویہ یہ بھی جانتا تھا کہ مالک اشترؓ کسی بھی قیمت پر حضرت علیؓ کو چھوڑ کر میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ دوسری بات جو معاویہ کی پریشانی میں اضافہ کر رہی تھی، وہ یہ تھی کہ یمن کے لوگ مالک اشترؓ کا احترام کرتے ہیں۔ (۱) چنانچہ معاویہ نے اپنے ایک چاہنے والے کو پیغام بھیجا کہ مالک اشترؓ مصر کے حاکم ہو کر آ رہے ہیں، اگر ان کا کام میان راہ تمام کرنے میں میری مدد کر سکو تو یہ احسان زندگی بھر یاد رکھوں گا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ مالک اشترؓ کو قتل کرنے کا کوئی راستہ تلاش کرو۔ (۲) معاویہ کا آدمی قلمزم اس وقت پہنچا جب کہ مالک اشترؓ بھی قلمزم کی طرف بڑھ رہے تھے قلمزم مصر کا ایک شہر ہے جو مرکز یجگہ سے پہلے کوفہ سے آنے والوں کے لیے استراحت گاہ بھی تھا جوں ہی مالک قلمزم پہنچے یہ شخص مکاری کرتے ہوئے آگے آیا اور مالک اشترؓ سے بولا: ”میں مالک اشترؓ جیسے شیر، شجاع اور بہادر انسان سے مل کر خوشی محسوس کر رہا ہوں اور آپ کی خدمت پر فخر محسوس کر رہا ہوں۔“

۱- احمد بن ابی یقوب ج ۲ ص ۹۹

۲- ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۲۱۴

اے مالک یہ جگہ آپ کے آرام کے لیے اور یہ غذا آپ کے لیے تیار کی ہے  
 مالکِ اشترؓ گھوڑے سے اترے کھانا کھانے کے لیے بیٹھے ابھی کھانا کھا رہے تھے کہ شہد  
 کا زہر آلو شربت جو مالک کو پسند تھا پیش کیا، آپ نے کھانا تناول کیا اور شربت پیا مگر  
 اس میں موجود زہر نے جگر کاٹ کر رکھ دیا اور مالک فوراً ٹپ ٹپ کر شہید ہو گئے (۱)  
 تاہم مالکِ اشترؓ کی رحلت کے بارے میں ایک اور روایت بھی ہے، جس  
 میں مالکِ اشترؓ کی رحلت کو طبعی بیان کیا گیا ہے۔ (۲) البتہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ مالکِ اشترؓ کو معاویہ کی سازش کے تحت شہید کیا گیا ہے۔ (۳) جب مالکِ اشترؓ مصر  
 کے حاکم بنا کر روانہ کیے جا رہے تھے اور یہ خبر شام پہنچی تو ایک جانب تو معاویہ نے  
 حضرت مالکِ اشترؓ کے قتل کا منصوبہ بنایا دوسری جانب اپنے دربار میں لوگوں سے کہا  
 خدا سے دعا کرو کہ اس شخص سے ہماری جان چھوٹ جائے اور جب خبر شہادت شام  
 پہنچی تو کہنے لگا: دیکھنا تمہاری دعا کتنی جلدی قبول ہو گئی اشتر میان راہ ہی رحلت کر گئے  
 اور خدا نے شہد کی مکھیوں میں بھی اپنا لشکر بنا رکھا ہے، میں نے علیؑ کا ایک ہاتھ (عمار  
 یاسر) صفین میں کاٹ دیا تھا اور دوسرا (مالکِ اشتر) اب کٹ گیا۔ (۴)

۱- تاریخ طبری محمد بن جریر طبری ج ۶ ص ۲۲-۲۳

۲- ابن ابی الحدید ج ۶ ص ۳۱۷

۳- پڑوسی بیرونی زندگی و عسکر مالکِ اشترؓ ص ۱۸۰

۴- تاریخ بلاذری، احمد بن یحییٰ ج ۲ ص ۱۶۸



## حضرت علیؑ اور مالک اشترؓ:

جوں ہی مالک اشترؓ کی شہادت کی خبر کوفہ اور دیگر شہروں میں پہنچنے لگی غم و اندوہ اور خوف و ہراس طاری ہونے لگا۔ حضرت علیؑ نے جوں ہی یہ خبر سنی فوراً زبان مبارک سے ”انا لله وانا الیہ راجعون“ کا جملہ صادر ہوا اور فرمایا:

”حمد و ثناب العالمین کے لیے، اے اللہ، مالک کی اس مصیبت پر تجھ سے سہارا مانگ رہا ہوں یہ مصیبت میری زندگی کی بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے۔“ (۱)  
پھر فرمایا: ”اے اللہ، مالک پر رحم نازل فرما، اس نے پہلے اپنے وعدے کو وفا کیا اور پھر اپنے رب سے ملاقات کو آ رہا ہے۔“ (۲)

پھر غم کی حالت میں فرمایا: ”خدا کا انعام مالک کو مبارک ہو، مالک کیا تھا، ایک پہاڑ ہوتا تو تمام پہاڑوں سے منفرد، اگر پتھر ہوتا تو ایسا سخت پتھر کہ جسے کوئی نہ توڑ سکے اور اگر بلندی ہوتا تو ایسی کہ کوئی پرندہ اس تک پرواز نہ کر سکے۔“ (۳)

اور وہ معروف فرمان: ”کان اشتر لى كما كنت لرسول الله“ ”اشتر

میرے لیے ایسے تھا جیسے میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔“ (۴)

جب حضرت علیؑ نے مالک اشترؓ کو مصر روانہ کیا تو وہاں کے لوگوں کو خط لکھا:

۱- ابن ابی الحدید: ج ۳ ص ۲۱۶

۲- ابن ابی الحدید: ج ۳ ص ۲۱۶

۳- سفینۃ البحار: ج ۱ ص ۶۸۷

۴- ابن ابی الحدید: ج ۱ ص ۳۲۹، پڑوشی بیرومن زندگی و عملکرد مالک اشترؓ: ص ۱۸۴

”میں اللہ کے ان نیک اور صالح بندوں میں سے ایک بندہ خدا کو تمہاری طرف روانہ کر رہا ہوں جو خوف کے ایام میں سوتا ہوا نہیں ملے گا اور خوف کے لمحات میں دشمن سے نبرد آزار ہے گا یہ برے لوگوں پر بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح ہے اس کا نام مالک بن حارث مذحجی ہے ہر حق بات میں اس کا ساتھ دینا اور فرمانبرداری کرنا یہ حق کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور ایسی تلوار کہ نہ جس کی تیزی کم ہوتی ہے اور نہ ہی خطا کرتی ہے اگر یہ تمہیں کوچ کرنے کا حکم دے تو کوچ کرنا اور اگر کہے کہ رک جاؤ تو رک جانا کیونکہ یہ نہ کسی کام میں جذباتِ نفس سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی خواہ مخواہ توقف کرتے ہیں مگر یہ کہ اس کے پیچھے میرا حکم ہوتا ہے میں نے تمہاری جانب ایسے عظیم انسان کو بھیج کر تمہیں اپنی ذات پر ترجیح دی ہے کیونکہ اسے تمہارا خیر خواہ پایا اور یہ تمہارے دشمنوں سخت بن جائے گا۔“ (۱)

ابن ابی الحدید معتزلی ایک مقام پر حضرت مالک اشترؓ کی توصیف میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جب مالک اشتر کو مصر کا والی قرار دے کر روانہ کیا تو ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: ”اے اللہ تو اس سے راضی رہ“ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کی دعا ہی تھی کہ مالک کو شہادت نصیب ہوئی اور یہ دعا ان کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور جنت میں داخلہ کا پروانہ ہے کیوں کہ علیؓ کی دعا بیغیر اسلام ﷺ کی دعا سے کم نہیں ہے خوش قسمت ہیں وہ جو ایسی دعاؤں کے حاصل کرنے والے قرار پائے

۔ (۲)

۱۔ نہج البلاغہ نامہ ۳۷

۲۔ ابن ابی الحدید معتزلی ج ۷ ص ۵۶

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں: ”جزائے خیر عطا ہو اس ماں کو جس نے مالک اشتر جیسا بیٹا جنا، خدا اس پر رحمت نازل کرے کہ اگر کوئی مالک اشتر سے زیادہ شجاع و بہادر عرب و عجم میں بھی تلاش کرنا چاہے تو سوائے ان کے استاد علی ابن ابی طالب کے کوئی اور نہ مل سکے گا، اللہ نے مالک اشتر جیسا سوائے علی کے کوئی اور پیدا نہیں کیا (۱)

## عہد نامہ مالک اشترؓ

اس کی اہمیت ان چند امور کے ذریعے واضح کی جاسکتی ہے:

- ۱۔ یہ بھی اُن مختصر اور مفصل عہد ناموں میں سے ایک ہے، جن میں امام علیؑ نے نئے داریاں مالک اشترؓ کو مخاطب کر کے ان پر اور دوسروں پر عائد فرمائی ہیں، جبکہ یہ فرائض احادیث صریحہ میں موجود ہیں جو مجموعی طور پر اسلامی سیاست اور حکومت اور اقتدار کی روش کے اہم پہلوؤں کو واضح کر دیتی ہیں۔
- ۲۔ یہ عہد نامہ قتل حضرت عثمان، اہل بصرہ کی مدینہ آمد اور پریشان کن حالات اور جنگوں کے فتنوں سے دوچار ہو چکی تھی اور اب حالات اپنے معمولات کی طرف پلٹ رہے تھے تحریر کیا گیا چنانچہ امامؑ نے اس تحریر کے ذریعے اسلام کی حقیقی سیاست کو پیش کیا اور اللہ کی خوشنودی کے ساتھ انسانیت کی خدمت کیسے ممکن ہے کا تصور دیا کیونکہ امامؑ کی ذات گرامی ہی حیثیت کے لوگوں کے لیے ایک مخصوص زندگی فراہم کرنا چاہتے تھے جس میں ان کی دنیاوی و اخروی سعادتیں حاصل ہو سکیں آپؑ نے دنیا اور انحرافات کے مشاہدہ کے بعد اسی طرح حکمرانوں کا دور دیکھنے کے بعد یہ عہد نامہ انتہائی پر تجربہ فارمولا بنا کر پیش کیا اور اپنے قابل اعتماد صحابی کے سپرد کیا۔ امامؑ نے مصر کی اہمیت کے پیش نظر مالکؓ کو وہاں کے لوگوں کے پاس بھیج دیا، جب کہ خود آپؑ کو مالک اشترؓ کی ضرورت تھی، جیسا کہ آپؑ نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ (۳)
- ۳۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امامؑ نے جس سیاست اور اقتدار اسلامی کا انتظام اور

اصولوں کو اس عہد نامہ میں تحریر کیا ہے اسے کسی سے مشورے اور چند لوگوں کے غورو حوض اور تحقیق و حصول آراء کے بعد نہیں بلکہ نبی کریم کی نیابت و ولایت کے الہی منصب کی وجہ سے اور آپ کے پس منظر گذشتہ امتوں اور حکمرانوں کے تلخ حالات کیا سبب تھے جنہیں دوبارہ دہرایا جانا اور مزید نقصانات کو دعوت دینا کسی صورت بہتر نہیں تھا چنانچہ آپ کسی سیاسی نظریہ اور امور مملکت داری یا حکومت چلانے کے طور و طریقوں کے محتاج نہیں تھے خود اللہ کے نمائندے تو اور وہ خدا انسانوں کے امور کو بہتر کرنے کی تعلیم انہیں دے چکا تھا۔

امام کی سیرت اور اس میں پائے جانے والی روش فکری اور حکمت پر مبنی آراء اور خود یہ عہد نامہ اس حقیقت پر بہترین گواہ ہے کہ امام سے بہتر کوئی حکمران ممکن نہیں تھا اور اس عہد نامہ کے ذریعہ یہ بھی طے ہے کہ حضرت علیؑ کی سیاست اور حکمت کو موازنہ گذشتہ اور آئندہ لوگوں میں سے کسی سے بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۱- امام علیؑ نے اہل مصر کو ایک خط کے ذریعے مالک کے بارے میں لکھا: میں نے اس کی تمہارے لیے ضرورت کو اپنے لیے ضرورت پر مقدم کیا۔ (نسخ البلاغہ مکتوب نمبر ۲۲۸ ص ۴۱۱)

## پُر اہتمام عہد نامہ:

عہد نامہ مبارکہ کی تشریح، تحقیق اور مطالعاتی تجزیوں کے لیے پُر اہتمام انداز میں اہل قلم نے طبع آزمائی کی ہے، بلکہ اس کے لیے الگ سے شرحیں اور جداگانہ بحث و تحقیق پر مبنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ خطیب سید عبدالرزاق ہراء نے اس عہد نامے کی سولہ (۱۶) شروح کا تذکرہ کیا ہے۔ (۱)

مزید برآں شیخ محمد مہدی شمس الدین نے دراسات فی نصح البلاغہ (نصح البلاغہ کے دُروس) اور عہد الاشر (اشتر کا عہد نامہ) نامی کُتب تحریر کی ہیں۔ بحث و تحقیق کے شائقین کے لیے بہت بہتر ہے کہ وہ اس کتاب (عہد الاشر) کو ملاحظہ فرمائیں، کیونکہ یہ اس موضوع پر مختصر اور مفید کتاب ہے۔ اس عہد نامے کی بہترین شرحوں میں سے ایک شرح وہ ہے، جس کی نام وروکیل توفیق انکلیکی نے اپنی کتاب ”الراعی والرعیۃ“ میں تشریح اور تجزیہ و تہلیل کی ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی خصوصیت ہے کہ مؤلف نے دوسرے شارحین جیسا طریقہ نہیں اپنایا، بلکہ ایک منفرد انداز متعارف کرایا ہے۔ اور وہ انداز یہ ہے کہ انہوں نے اس میں یہ سعیِ بلیغ کی ہے کہ امام کی سیرت حکمرانی میں حکومت کی تشکیل، سیاسی استحکام اور انسانی پہلو جیسے اقدامات کو آپ کے اس عہد نامے پر منطبق کیا جائے۔ مؤلف کی کوشش یہ ہے کہ امام کے نظریے اور عملی سیرت کے درمیان حد درجہ ہم آہنگی کو ثابت کیا جائے۔ پھر اس کے بعد انہوں

نے اس کا دوسرے نظریات اور قوانین کے ساتھ تقابل بھی کیا ہے، اور واضح کر دیا کہ یہ سارے قوانین و اصول امام کی فکر اور آپ کے نظریات سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یعنی امام ہمیشہ سیاسی اور انتظامی پہلوؤں اور زندگی کے ہر معاملے میں رہنما اور پیشوا ہیں یہاں ہم اس عہد نامہ مبارکہ کی گراں قدر اہمیت کے بارے میں مندرجہ ذیل تین اقوال پیش کرتے ہیں۔ (۱)

۱۔ شیخ آغا بزگ تہرانی (۲) نے فرمایا:

”یہ پہلا اسلامی قانونی اور معتدل مکتوب ہے، نیز آپ کا طویل ترین عہد نامہ ہے۔ آپ کے مکتوبات میں یہ عہد نامہ دینی سیاست، جمالیات رہبری اور تدبیر کے پہلوؤں پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے سب سے جامع ہے۔ مشرق و مغرب کے قانون سازوں اور قانون دانوں نے گزشتہ زمانوں سے لے کر آج تک اس کو تعظیم و تکریم کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ جب یورپ کے موجودہ بعض قوانین اور نظام حیات کو اس عہد نامے کی روشنی میں جانچا گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان تقابل کیا گیا، تو اس کی امتیازی حیثیت اور افضلیت واضح ہو گئی اور اس کی نہ کوئی نظیر اب تک ملی ہے نہ ہی کوئی مثال، بلکہ اکثر حکومتوں کے آئین اور ممالک کے قوانین درحقیقت اسی سے ماخوذ ہیں اور اسی کی عکاسی کرتے ہیں۔“

۲۔ جرج جرداق اپنی گراں قدر کتاب ”الامام علی صوت العدالة الانسانیہ“ میں

۱۔ خطیب سید عبدالزہراء نے ان نصوص کو مصادر پنج البلاغہ و اسانیدہ ج ۳، ص ۲۵۲ میں نقل کیا ہے۔

۲۔ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۷۳

لکھتے ہیں: ”یقیناً آدمی کے لیے عہد نامہ ’علویٰ اور عالمی انسانی حقوق کے دستور کے درمیان اختلاف تلاش کرنا مشکل ہے۔ پس انسانی حقوق کی دستاویز کی کوئی بنیاد ایسی نہیں ہے، جس کی نظیر ہمیں فرزند ابوطالب کے دستور میں نہ ملے۔ اس کے ساتھ امام معاشرے میں اپنے دستور کا احاطہ گہری انسانی ہمدردی کے ساتھ کرتے ہیں، جب کہ اقوام متحدہ کی قرارداد میں اس کی نظیر مفقود ہے۔“

۳۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں:

غالب گمان یہ ہے کہ معاویہ جس مکتوب پر غور کرتا تھا، اُس سے متاثر تھا، اُس کے وسیلے سے بجائے ہدایت پانے کے، فتنے برپا کرتا تھا، اور اُس کے فیصلوں کے مطابق فیصلے اور احکامات جاری کرتا تھا۔ وہ مالکِ اشترؓ کے نام حضرت علیؓ کا عہد نامہ تھا۔“

یقیناً یہ منفر و ساخت و ساز کا حامل ہے۔ اور اسی سے لوگوں نے آداب قضاوت اور سیاسی احکام سیکھے ہیں۔ یہ عہد نامہ اُس وقت معاویہ کے ہاتھ لگ گیا، جب مالکِ اشترؓ مسموم (زہر کا شکار) ہوئے اور مصر پہنچنے سے پہلے وفات پا گئے۔



## مصر کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ تسمیہ:

امامؑ نے مصر کے ساتھ اس عظیم عہد نامے کو مختص اور مالکِ اشرؑ جیسی ہستی کو وہاں روانہ فرمایا۔ شاید اس کا سبب وہ چیز ہے، جس کو شیخ محمد مہدی شمس الدین (۱) نے بیان کیا ہے۔ ”یقیناً مصر صدیوں سے معاشرتی نظم و ضبط اور تہذیب کا گہوارہ رہا ہے اور اس کی سیاست اور مملکت داری گہری جڑوں والی اور بہت قدیم ہے۔ اس کا اصل معاشرہ قدرتی طور پر اپنے آداب و رسوم اور معاشرتی طبقات کے لحاظ سے کامل ہے۔“ یہاں ہم یہ اضافہ کرتے ہیں کہ عثمان کے خلاف قیام کرنے والوں میں مصری بھی تھے، جو ان کی سیاست سے نالاں تھے اور وہ اسلامی عدل کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس لیے امامؑ نے وہاں عدل کو فروغ دینے اور صورتِ حال کو پُر سکون کرنے کا ارادہ فرمایا، نیز اس لیے بھی کہ دوسرے علاقوں کے لیے نمونہ عمل بن جائے۔

عہد نامہ مبارکہ کے مضامین:

اس ضمن میں ہم تین نکات کو زیرِ بحث لائیں گے۔

### ۱۔ عہد نامے کے اہداف:

اس کا تذکرہ امامؑ نے بنفسِ نفیس عہد نامے کے مقدمے میں فرمایا ہے۔ ان اہداف کو بعض شرحوں میں دوسرے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، جب کہ شیخ شمس الدین نے کہا ہے، یہ مقاصد چار بنیادی اہداف ہیں:

- ۱۔ حکومتی مالیات جس کا عنوان امامؑ نے ”وصولی خراج“ مقرر فرمایا ہے۔
- ۲۔ دفاع اور امن و امان جسے امامؑ نے ”دشمن سے جہاد“ کے عنوان سے تعبیر فرمایا ہے۔
- ۳۔ اجتماعی اصلاح، جس کا نام امامؑ نے ”اس کے اہل کا طلبِ اصلاح کرنا“ مقرر فرمایا ہے اور یہ تعلیم تربیت اور ہر شعبے میں تہذیب و تمدن کے پہلوؤں پر مشتمل ہے۔
- ۴۔ اقتصادی (معاشی) ترقی جس کا عنوان امامؑ نے ”شہروں کی آباد کاری“ رکھا ہے۔

ب: وہ مضامین جن پر امامؑ نے خصوصی توجہ مرکز فرمائی ہے۔

الف: اس عہد نامے کے مضامین ایسے متعدد امور پر مشتمل ہیں، جن کا تعلق انسانی نفس، اللہ تعالیٰ کی ذات، رعیت، معاشرے کے طبقات، فوج، اخلاق اور آداب سے مربوط ہندو نصیحت اور دیگر متعدد وسیع تر پہلوؤں سے ہے۔

ب: مکتوب کے مقدمے میں آپؑ کے بعض اہم ترین ارشادات یہ ہیں (۱)

۱۔ اس کو خوفِ خدا کا حکم دے رہا ہے۔ اُس کی اطاعت کو ہر چیز پر مقدم رکھنا، اور جس چیز کا اُس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، اس کا اتباع کرنے کا امر کر رہا ہے، خواہ فرائض ہوں یا سنتیں..... اور اللہ تعالیٰ کی اپنے ہاتھ اور زبان کے ذریعے مدد کرے..... اور اسے حکم دے رہا ہے کہ اپنے نفس کو شکست دیدے اور جب بھی وہ بے لگام ہو جائے تو اس کو سخت جھٹکا دیدے۔

کیونکہ بے شک نفس بُرائی کا بہت زیادہ حکم دینے والا ہے، مگر یہ کہ اللہ رحم کرے۔  
اس کے بعد ایک اہم بنیادی اہمیت کی بات کی طرف اس سفیر کی توجہ مبذول  
فرمائی ہے:

۲۔ اور پھر جان لو اے مالکؑ، یقیناً میں تمہیں ایک ایسے علاقے میں بھیج رہا ہوں  
جس میں تم سے پہلے عادل اور جائز حکمراں اپنے احکامات نافذ کر چکے ہیں۔ نیز یقیناً  
لوگ تمہاری باتوں کا اس طرح تعاقب کریں گے، جس طرح تم اپنے سے پہلے والوں  
کے اُمور پر نگاہ رکھتے تھے اور وہی کچھ تمہارے بارے میں کہیں گے، جو کچھ تم ان  
لوگوں کے بارے میں کہتے رہے ہو۔ پس اس کو ایک معیار قرار دیا۔ جس کا اُس  
علاقے کے لوگوں کے ساتھ اپنے سلوک و برتاؤ میں مالکؑ پر خیال رکھنا واجب ہے۔  
پس اس امر پر پابندی کے ساتھ عمل میں خطا سے حفاظت اور مطلوبہ کمال حاصل  
ہوں گے۔

امامؑ نے اقتدار کے طبعی طور پر انسانی نفس پر تسلط کا علاج بھی فرمایا ہے اور خاص طور پر  
یہ نفسیاتی اُمور میں ایک باریک اور نازک مسئلہ ہے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا (۱):

۳۔ اور جب بھی تمہارا اقتدار تمہیں بہکانے اور تکبر میں مبتلا کرنے کی کوشش  
کرے، تو تم اپنے اُپر قائم اللہ کی عظیم سلطنت اور اُس کی اُس قدرت کی طرف متوجہ  
ہو جاؤ، جو تمہارے بارے میں وہ رکھتا ہے اور جس کا اختیار تمہارے اپنے پاس بھی

نہیں ہے.....

اقتدار طبعاً ایک خاص مستی اور نشہ رکھتا ہے اور ایک خاص قسم کا تکبر اور نخوت دیتا ہے۔ اس ضمن میں امام اپنے شاگرد اور سفیر کی اس طریقے سے تربیت فرما رہے ہیں اور اس سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور اس کی قدرت کی طرف متوجہ رہے اور اس کے بارے میں ہمیشہ غور و فکر کرتا رہے تاکہ وہ اقتدار جو اس کے پاس ہے وہ اس کو ورغلا نہ سکے۔ بلکہ امام اس کو اس اقتدار کی نخوت اور تکبر سے خبردار فرما رہے ہیں اور اس بات سے منع فرما رہے ہیں کہ اس کی وجہ سے رعیت کے حقوق پامال نہ ہو جائیں، جب ان کے بارے میں کوئی خطا اس سے سرزد ہو جائے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں: (۲)

۴۔ اور تیرا کوئی عذر اللہ کے نزدیک، نہ ہی میرے نزدیک قابل قبول ہے، جب کوئی قتلِ عمد ہو جائے، کیونکہ اس میں بدن کا قصاص ہے، اور اگر تم خطا میں مبتلا ہوئے اور تیرے تازیانے یا تیری تلوار یا تیرے ہاتھوں نے عقوبت میں زیادہ روی کی، یقیناً کبھی کبھی ایک گھونسا یا اس سے کمتر بھی قتل کا باعث ہوتے ہیں، تو ایسی صورت میں اقتدار کے نشے میں مقتول کے وارثین کو ان کا حق ادا کرنے سے گریز نہ کرنا۔

امام نے حکمرانوں کے ساتھ وابستہ ایک بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ اور

وہ یہ ہے کہ ہر حاکم یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں نیز دشمنوں کو پہچان لے اور اس کی

۱۔ نچ البلاغ مکتوب نمبر ۵۳ ص ۲۲۸

۲۔ نچ البلاغ مکتوب نمبر ۵۳ ص ۲۲۳

خاطر تجسس و تحقیق کر لیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے اُمور کے استحکام کے لیے لوگوں کے ضمیر خرید لیتا ہے۔ پس امامؑ، مالک اشترؓ کو اس پہلو کی طرف متوجہ فرما رہے ہیں: (۱)

۵۔ اور تم اپنی رعیت کے اُن لوگوں کو اپنے آپ سے زیادہ سے زیادہ دُور رکھو، جو لوگوں کے عیوب کی تاک میں رہتے ہیں۔ یقیناً لوگوں میں عیب پائے جاتے ہیں اور والی ان کی پردہ پوشی کا زیادہ ذمّے دار ہے۔ پس جن عیبوں سے تم واقف نہیں ہو، انہیں فاش کرانے کی سعی نہ کرو، کیونکہ تم پر ظاہر شدہ عیبوں کو ختم کرنا فرض ہے۔ اور جو تم سے پوشیدہ ہیں، ان کے بارے میں اللہ حاکم ہے۔ پس عیب کو چھپاؤ، جتنا ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ان چیزوں کو چھپائے گا، جس کو تم اپنی رعیت سے پوشیدہ رکھنا پسند کرتے ہو۔ پس یہی نفس کی تہذیب، اور تجسس اور عیب جوئی سے منع کرنا ہے۔ کیونکہ اس میں حکمراں اور رعیت دونوں کا ذاتی ضرر مضمر ہے۔ نیز یہ شرع مقدّس کے حکم کی خلاف ورزی بھی ہے۔

اس کے بعد امامؑ نے ایک ایسی بات کا ذکر فرمایا ہے، جس کی حاکم کو شدید ضرورت ہے۔ اور وہ مشورہ ہے۔

۶۔ آپؑ نے فرمایا: اور کبھی بھی اپنی مشاورت میں کسی بخیل کو شریک نہ کرو، جو کرم و بخشش سے تمہیں منحرف کر دے اور غربت و افلاس سے تمہیں خوفزدہ کر دے، نہ کسی بُزدل کو جو امر و نہی کی باتوں میں تمہیں کمزور بنا دے اور نہ ہی کسی لالچی کو جو ظلم

کے ذریعے مال بٹورنے کو تمہاری نگاہوں میں سجادے گا، یقیناً کنجوسی، بزدلی اور لالچ ایسے متفرق غمراز ہیں، جن کو اللہ کے بارے میں بدگمانی یکجا کر دیتی ہے (۱)

پس امامؑ انہیں ایسے لوگوں سے مشورہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں، جو اس بات کے اہل ہیں اور نشاندہی کے ساتھ خاص قسم کے لوگوں سے مشورہ کرنے سے منع فرما رہے ہیں۔ نیز اس کی وجہ اور ان کے مشوروں میں پوشیدہ نقصانات کو بھی واضح فرما رہے ہیں۔ یہاں ایک اور پہلو بھی قابل ملاحظہ ہے کہ امامؑ ارشاد و تعلیم کے ساتھ معرفتِ الہی کے پہلو کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔ آپؑ اطلاع دے رہے ہیں کہ یہ امور ناقابلِ جمع غمراز ہیں، جن کی یکجائی اور اجتماع کا سبب اللہ کے بارے میں بدگمانی ہے پھر آپؑ ان کو وزراء اور ان کی صفات کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپؑ کا ارشاد ہے:

۷۔ تمہارا بدترین وزیر وہ ہے جو تم سے پہلے شریکوں کا وزیر رہ چکا ہے، اور وہ بھی جو گناہوں اور جرائم میں ان کا شریک رہا ہے۔ انہیں کبھی بھی اپنے ساتھ اس طرح مت رکھنا، جس طرح بعض کپڑوں کے لیے استر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مجرموں کے مددگار اور ظالموں کے بھائی ہیں، ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں، جو نیک بھی ہوں اور امور کو چلانے میں مہارت و تدبیر بھی انہی کی طرح رکھتے ہوں..... (۲) یہ ارشاد سابقہ حکومتوں کے خدو خال کو اذہان میں واضح کر دیتا ہے، جب آلِ ابی سفیان

۱۔ نَجِّ الْبَلَاءِ كِتَابِ نَمْبَرِ ۵۳ ص ۴۳۰

۲۔ نَجِّ الْبَلَاءِ كِتَابِ نَمْبَرِ ۵۳ ص ۴۳۰

اور آلِ ابی معیط بلکہ تمام بنی اُمیہ حضرت عثمان کے دورِ حکومت میں لوگوں پر مسلط تھے اور بغیر کسی حق کے ان کا مال لوٹ رہے تھے۔ پس امام ایسے لوگوں سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ انتظامی امور کو چلانے اور سیاست میں مہارت رکھتے ہوں۔ کیونکہ مالک کے لیے ان کی جگہ ایسے نیک مومنین میسر آسکتے ہیں، جو انتظامی امور اور سیاست سے واقف ہوں۔

اس کے بعد امام ایک اور پہلو کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، جو ہر حکومت کی طبیعت میں شامل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر حکمران اپنی مدح سرائی اور تعریف کا مشتاق ہوتا ہے، جب کہ امام کی سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ آپ تعریف کرنے کو ناپسند اور اپنے اصحاب کو اس بات سے منع فرماتے تھے۔ یہاں پر مالک سے بھی اسی خصلت کو اپنانے کے لیے کہتے ہیں جو کہ خود آپ کی خصلت ہے۔

۸۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے: ”اور پھر تمہارے نزدیک مؤثر ترین آدمی اُس کو ہونا چاہیے، جو کہ حق کی تلخ ترین بات بھی تم سے کہہ دے اور اولیاء اللہ الہی حکومت کے صاحبانِ منصب کے لیے اللہ نے جن باتوں کو ناپسند فرمایا ہے، ان میں دوسروں کی نسبت کم سے کم تمہارا ہاتھ بٹائے۔ خواہ وہ تمہاری چاہتوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں پر ہیز گاروں اور سچے لوگوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو، پھر انہیں اس بات کا عادی بناؤ کہ وہ تمہاری کسی ایسی بات کی تعریف نہ کریں، جس کو تم نے کیا ہی نہیں ہے، کیونکہ مدح سرائی میں افراطِ غرور پیدا کرتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو امام اپنے قائم مقام اور نمائندہ حاکم کے لیے پسند فرماتے ہیں۔

پھر امامؑ ایک دقیقہ رائے ارشاد فرما رہے ہیں کہ معاشرے کے تمام گروہ اور

طبقات آپس میں مربوط ہیں۔

۹۔ آپ کا ارشاد مبارکہ ہے: پس سپاہی (فوج) اللہ کی اجازت سے رعیت کے لیے قلعہ، حکمرانوں کی زینت، دین کے لیے عزت اور امن و امان کے ذریعے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور پھر ان سپاہیوں کے لیے کوئی ذریعہ نہیں، سوائے اس خراج کے، جو اللہ نے ان کے لیے معین فرمایا ہے اور اس کے ذریعے وہ دشمن سے جہاد کریں گے۔

پھر ان دونوں طبقوں کی نظم و بقا کے لیے تیسرے طبقے کی ضرورت ہے کہ جو قضاة، عمال اور منشیان دفاتر ہیں۔ ان کے توسط سے باہمی معاہدوں کی مضبوطی اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور سادہ اور غیر معمولی معاملات کے بارے میں ان کے ذریعے اعتماد اور اطمینان حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر سب لوگوں کا دار و مدار تاجروں اور صنعت کاروں پر ہے کہ یہ طبقے ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں..... بازار لگاتے ہیں..... آخری طبقہ فقراء اور مساکین کا ہے، جن کی اعانت اور دستگیری ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے گزر بسر کی صورتیں پیدا کر رکھی ہیں اور ہر طبقے کا حق حاکم پر ہے کہ وہ ان کے لیے اتنا مہیا کر دے، جو ان کی حالت درست کر سکے۔

پُر وقار اور آرام سے کام کرنے کی ہدایت اور جلد بازی کی ممانعت:

۱۰۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اور دیکھو، وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ



کرنا اور جب اس کا موقع آجائے تو پھر کمزوری نہ دکھانا، اور جب صحیح صورت سمجھ میں نہ آئے تو اس پر مصر نہ ہونا، اور جب طریقہ کار واضح ہو جائے تو پھر سستی نہ کرنا۔ بات یہ ہے کہ ہر چیز کو اُس کی مناسب جگہ پر قرار دو اور ہر کام کو اُس کے موقع پر انجام دو۔

اس کے بعد امامؑ ایک رہنما بات کا ذکر فرما رہے ہیں کہ عجلت، جلد بازی اور تشدد سے گریز کرنا قیامت اور معاد سے مربوط بات ہے۔

۱۱۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ”کچھ دیر بعد خفیہ امور پر سے پردے اٹھ جائیں گے اور تم پر ان کا انکشاف ہو جائے گا۔ اور تم سے مظلوموں کے لیے عدل و انصاف طلب کیا جائے گا۔ دیکھو غضب کی سُندی، سرکشی کا جوش، ہاتھ کی حرکت اور زبان کی سُندی پر ہمیشہ قابو رکھو۔ ان چیزوں سے پرہیز کا ذریعہ یہ ہے کہ جلد بازی نہ کرو، سزا دینے میں تاخیر کرو، یہاں تک کہ تمہارا غصہ کم ہو جائے اور تم خود پر قابو پا لو۔ اور یہ باتیں اُس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ تم اللہ کی جانب اپنی واپسی کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اس ضمن میں فکر مند رہو۔“

حاکم جب غضب ناک ہوتا ہے تو بہت بڑی خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے یا تو قتل کر دیتا ہے یا پھانسی پر چڑھا دیتا ہے۔ اسی لیے امامؑ انہیں رہنمائی فرما رہے ہیں کہ وہ اُس وقت تک صبر سے کام لے، جب تک کہ ان کا غصہ ختم نہ ہو جائے اور اپنے آپ پر قابو نہ پالیں، پھر تو ان کی رائے میں بھی بھی دُرستی آجائے گی اور فیصلہ کرنے میں بھی عدل و انصاف سے کام لینا آسان ہوگا۔ اور یہ تمام امور سخت ہیں اور ان تک

پہنچ ممکن ہی نہیں، مگر اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم رکھنے اور قیامت کی بات اور اللہ کے حضور حاضری کو ہمیشہ یاد کرنے کے ذریعے سے۔ پھر یہ بات ممکن ہو جاتی ہے۔

### عہد نامہ میں انسانی ہمدردی:

جرج جرداق کہتے ہیں: اس کے ساتھ گہری انسان دوستی ہے جس کے ذریعے امام اپنے آئین کو معاشرے پر لاگو کر دیتے ہیں، جبکہ اقوام متحدہ کی قرارداد اس قسم کی بات پر مشتمل نہیں ہے۔ انسانی عظمت کی بعض مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

امام کا ارشاد لوگوں کے بارے میں، جن میں مومنین، اہل ذمہ وغیرہ سب

شامل ہیں۔

۱۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں: ”پس لوگ دو صنف کے ہیں، یا دین میں تمہارے

بھائی ہیں یا خلقت میں تمہاری نظیر ہیں۔“

جب امام سپاہیوں کی طبیعت کی طرف توجہ فرماتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں

تشدد، قتل اور خون بہانا شامل ہے تو آپ یاد دلاتے ہیں کہ اسلام کو کچھ اور نمونہ

چاہیے۔ مناسب یہ ہے کہ سپاہی کو حق کے بارے میں سخت اور مضبوط ہونے کے ساتھ

ساتھ شفقت اور انسانیت میں بھی قابل تقلید اور اعلیٰ نمونہ ہونا چاہیے۔ اور یہ امام کی

ذات والا صفات میں ایک عجیب اور ممتاز صفت کی حیثیت سے سیرت میں شامل تھا۔

۲۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

”اپنے سپاہیوں میں سے اُس کو ولایت دو (ذمے داری سونپو) جو تمہارے

لیے اللہ، اُس کے رسول اور تمہارے امام کے بارے میں نصیحت کرنے میں سب سے آگے ہو..... اور سب سے افضل ہو، حلم اور بردباری میں، جو غیظ و غضب میں دیر سے آتا ہو، عذر قبول کر لیتا ہو، کمزوروں پر مہربان ہو، طاقت وروں پر اکڑتا ہو اور جس پر سختی اثر انداز نہ ہو اور کمزوری اس کی وجہ گوشہ نشینی نہ بنے۔

۳۔ رعیت کے متعلق اہتمام و انصرام کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: اور پھر ان کے اُمور (رعیت کے اُمور) کی اس طرح سے نگرانی کرو، جس طرح والدین اپنے بچوں کی نگرانی کرتے ہیں۔

۴۔ اس کے بعد آپؐ مالک کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ رعیت کے ساتھ برابری کا سلوک اور برتاؤ کریں اور صاحبانِ فضیلت کی برتری کا اعتراف بھی کریں۔

آپؐ کا ارشاد ہے: انہیں اچھے الفاظ میں سراہتے رہنا اور ان میں جو اچھی کارکردگی دکھائے، اُس کے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا۔

نیز امامؑ نے اُن معیارات کو بیان فرمایا ہے، جن پر حکمران کو اعتماد کرنا چاہیے اور ایسے معیاروں سے پرہیز کرنا چاہیے، جو صواب اور خطا دونوں کا باعث بنتے ہیں، جیسے ظن و گمان اور ذہانت۔

۵۔ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے:

لوگ تصنع اور حُسنِ خدمات کے ذریعے حکمران کی نظروں میں سما کر تعارف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں، حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذبہ نہیں ہوتا۔

۶۔ نادار اور غریب لوگوں پر آپؐ کی شفقت اور مہربانی کا یہ عالم ہے کہ ان کی دستگیری کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خدارا، خدارا، غریب اور پس ماندہ طبقے کے بارے میں، جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا، وہ مسکینوں، محتاجوں، فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے، ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت ہی سوال ہوتی ہے، اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اُس کے اس حق کی حفاظت کرنا، جس کا اُس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے۔ ان کے لیے ایک حصہ اپنے بیت المال میں سے معین کرنا اور ایک حصہ ہر شہر کے اُس غلے میں سے دینا، جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو، کیونکہ اس میں دُروالوں کا اُتنا ہی حصہ ہے، جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ لہذا تمہیں دولت کی سرمستی ان سے غافل نہ کر دے۔ کیونکہ کسی معمولی بات کو اس لیے نظر انداز نہیں کیا جائے گا کہ تم نے بہت سے اہم کاموں کو پورا کر دیا ہے، لہذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اور نہ تکبر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رخ پھیرنا اور خصوصیت کے ساتھ خبر رکھنا، ایسے افراد کی جو تم تک پہنچ نہیں سکتے، جنہیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں گی اور لوگ انہیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے..... اور دیکھو یتیموں اور سال خوردہ بوڑھوں کا خیال رکھنا کہ جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں۔

قابل توجہ اور غور طلب بات ہے کہ امامؑ نے اس عہد نامہ مبارک میں کسی بھی فقرے کو اس فقرے کی طرح آغاز نہیں فرمایا ہے (پھر خدارا خدارا نچلے طبقے کے

بارے میں) ہر معاشرے کی قدرتی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دولت مند، وزراء، قاضی حضرات ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ اس میں نادار، معذور و بیمار، یتیم و بے سرپرست اور بوڑھے سن زدہ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھار یا کہیں کہیں اس طبقے کو آنکھیں کراہت کے ساتھ دیکھتی ہیں اور ان کی تذلیل و تحقیر کی جاتی ہے۔ ان میں کچھ تو قناعت پسند ہیں، جو بھیک نہیں مانگتے اور ساتھ ہی کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دستِ سوال دراز کر دیتے ہیں اور یہ لوگ اپنے مخصوص طبع اور حالات کی بنا پر لوگوں میں سب سے زیادہ عدل و انصاف کے ضرورت مند ہیں۔ اور حاکم کا عذر قابل قبول نہیں ہے، اگر وہ عدل و انصاف، امن و امان اور حقوق کی نگہداشت کے سلسلے میں اہم طبقات کو ملحوظ خاطر رکھے اور غیر اہم طبقے یعنی نچلے طبقے کو چھوڑ دے۔ پس یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی توجہات سے انہیں نوازے اور ان کی مکمل دیکھ بھال کرے، بلکہ ایک نشست ان ضرورت مند اور محتاج لوگوں کے لیے مخصوص کر دے، کیونکہ وہ ہر ایک سے اپنی حاجت اور ضرورت بیان نہیں کرتے۔ یہاں امامؑ نے اُسوۂ رسولؐ کی گواہی بھی اس بارے میں پیش کرتے ہوئے فرمایا: "میں نے رسولِ خداؐ کو کئی مواقع پر فرماتے سنا کہ "اُس قوم میں پاکیزگی نہیں آسکتی، جس میں کمزوروں کو مکماہتہ طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا۔"

اس کے بعد آپؐ ایک کاموں کو جاری رکھنے اور فراخ دلی اپنانے کی نصیحت کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مَدَامَد مَسْتَعِیْنُکَ اَللّٰهُمَّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۷۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

اور پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا اپنی بات صاف صاف نہ کہہ سکیں تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے سامنے نہ آنے دینا۔ اس کی وجہ سے اللہ تم پر اپنی رحمت کے دامنوں کو پھیلانے گا اور اپنی فرماں برداری کا تمہیں ضرور اجر دے گا۔

آخر میں آپؐ نے یہ دُعا فرمائی: اور میں اللہ تعالیٰ کو اُس کی وسیع رحمت اور ہر حاجت کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اُس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے، جس میں اُس کی رضا مندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اُس کے بندوں کے سامنے ایک گھلا ہوا عذر قائم کر کے سُرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اُس کی نعمت میں فراوانی اور روز افزوں عزت کو قائم رکھیں اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت اور شہادت پر ہو۔ بے شک ہمیں اُس کی طرف پلٹنا ہے۔

والسلام علیٰ رسولِ اللہِ علیہ وآلہ الطَّیِّبِین الطَّاهِرِینِ وَسَلَّم تَسْلِیْمًا

کثیراً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالسَّلَام

پیشتر کہتے



## عہد نامے کی سند و شریحیں:

- ۱۔ اس عہد نامے کی اہمیت کا ایک اور پہلو اس کی سند کا صحیح اور معتبر ہونا ہے۔ آیت اللہ خوئی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مبانی تکملة المنہاج، ج ۱ ص ۵ میں لکھتے ہیں: ”مالک اشترؓ کے لیے آپ کا عہد نامہ بطریق اسناد شیخ (طوسی) معتبر ہے۔“
- ۲۔ قاضی نعمان نے کتاب دعائم الاسلام، ج ۱ ص ۳۵ میں اس کو روایت کیا ہے
- ۳۔ نویری نے کتاب نہایۃ الادب، ج ۶ ص ۱۹
- ۴۔ آداب المملوک، تالیف نظام العلماء میرزا رفیع الدین طباطبائی ترمیزی متوفی ۱۳۲۶ھ
- ۵۔ اساس السیاسہ فی تاسیس الریاستہ۔ تحریر: محمد بن مولیٰ اسماعیل کجوری جن کا لقب سلطان الممتکلمین ہے متوفی ۱۲ شعبان ۱۳۵۳ھ
- ۶۔ تحفۃ السلیمانیہ، تحریر: سید ماجد مخران متوفی ۱۹۰۷ء کے بعد
- ۷۔ الراعی والراعیہ، تحریر: علامہ استاد توفیق فلکی
- ۸۔ سیاستہ الحکومتہ، تحریر: شیخ عبدالواحد آل مظفر۔
- ۹۔ طبری نے کتاب نہایۃ الادب، جلد ۶، ص ۱۹، میں اس عہد نامہ کی سند نقل کی ہے۔
- ۱۰۔ مرحوم شیخ طوسیؒ نے بھی کتاب فہرست، ص ۲۶ میں اس کی سند کو اصغ بن بن تباہ تک پہنچایا ہے۔

## عہد نامے پر شبہات اور ان کے جوابات (۱)

### اعتراض الف:

منہج البلاغہ کے یہ خطبے حضرت علیؑ کے نہیں ہو سکتے، کیونکہ اس عہد میں طویل خطبے نہیں ہوا کرتے تھے؟

ج: یہ ایراد انتہائی پوچ و لچر ہے، طویل خطبے وہ دے گا جس کو علم و ادب پر قدرت حاصل ہوگی اور مضامین عالیہ کو بیان کرے گا۔ خلفائے ماسبق کو یہ بات کہاں نصیب تھی بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایسے ارشاد کیے، مثلاً: ”خطبة الوداع، خطبة الغدير“ اس قسم کے آپ کے دوسرے خطبے بھی ہیں، لیکن قوم نے ان کی جیسی حفاظت کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔ مشہور خطیب سبحان وائل جو زمانہ جاہلیت میں پیدا ہو، جو معاویہ کے زمانے میں ۵۴ھ ہجری میں مرا، اسکے خطبے عموماً طویل ہی ہوا کرتے تھے، خوہر کے بھی طویل خطبے کا پتا ابن ابی الحدید نے دیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ جاہل کتاب البیان والتبيين میں لکھتے ہیں کہ عمر ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جن کے طولانی خطبے ہوتے ہیں، بلکہ ان کا کلام مختصر و قصیر ہوتا ہے، ہاں طولانی خطبے ارشاد کرنے والے علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ (جاہل کی عبارت نقل کرنے کے بعد) ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے عمر کے بعض ایسے خطبوں کو دیکھا ہے، جو طویل ہیں جن کو مورخ طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

ابن ابی الحدید نے جو حوالہ دیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ ابن ابی



طالب علیہ السلام اطویل خطبے ارشاد فرمانے میں شہرت و امتیاز رکھتے تھے، جس کا اقرار علامہ جاحظ ساناقد بصیر کو بھی ہے جاحظ اپنی ایک دوسری تالیف ”کتاب فضل ہاشم علی عبد شمس“ میں امیر المؤمنین علیہ السلام کی اس خصوصیت و امتیاز کو ان الفاظ میں لکھتا ہے، فقہ تزیل و تاویل قرآن کا علم، مستحکم دلائل فصاحت و بلاغت لسانی اور طولانی خطبوں کے ارشاد کرنے میں کون سے جو علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

در اصل کتب و رسائل، مقتضائے حال کی بنا پر ہوا کرتے ہیں، کبھی حالات کا تقاضا ایسا ہوتا ہے کہ طول دیا جائے اور کبھی اختصار ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ہر کلام اسی مناسبت سے ہے، ڈاکٹر ذکی مبارک اپنی کتاب ”النثر الفني في القرن الرابع“ میں لکھتے ہیں کہ طول و اختصار کا مسئلہ ایسا ہے جس کا تعلق مقتضائے حال سے ہے کاتب جس چیز پر لکھتا ہے اس کو خیال کرتے ہوئے ایجاز سے کام لیتا ہے اور کبھی اطناب سے، خطباء میں بھی بعض خطیب طولانی خطبے دیتے ہیں اور بعض مختصر، اس کے لئے کوئی خاص قاعدہ و قانون مقرر نہیں تھا جس کی طرف وہ رجوع کرے یا اس پر وہ پابند ہو، سوائے مناسبت حال کے۔ اس لئے خطبے کبھی طولانی ہوتے تھے اور کبھی مختصر، سببان وائل جو طولانی خطبہ دینے میں مشہور ہے اور جو آدھے آدھے دن تک خطبے دیا کرتا تھا، اس کے مختصر اور چھوٹے خطبے بھی ملتے ہیں، یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ اصول فطرت کی پابندی کا زیادہ لحاظ اس زمانہ میں کیا جاتا تھا کوئی خاص قاعدہ نہ تھا، ہاں کتابت میں جس چیز پر لکھتے تھے اس کی رعایت ضرور ملحوظ ہوا کرتی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کے رسائل و مکتوبات خطبے و وصایا اور گورنروں کے نام فرامین و عہدہ بھی اسی اصول پر تھے۔ پس کبھی حضرت علیہ السلام اپنے فرامین اور عہد ناموں کو اس لئے طول دیتے تھے کہ حاکم متعینہ تفصیل کے ساتھ سیاست و حکومت کے اصول و قواعد سے واقف ہو جا

ئے، جس کی اس کو اپنی ولایت میں ضرورت ہے اور کبھی حضرت ﷺ اپنے خواص و عمال کو اختصار سے ہدایت قلم بند فرماتے ہیں، کیونکہ وہاں طول و اطنا ب کی ضرورت نہیں ہے۔

## اعتراض ب:

عہد نامہ مالک اشترؒ بھی مقتضائے حال کی بنا پر طویل ہے؟

ج: حضرت کا وہ مشہور و معروف عہد نامہ جو مالک اشترؒ کے نام ہے اس کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ طولانی ہے، ڈاکٹرز کی مبارک کی تقریر سے یہ ایراد (اعتراض) بھی برطرف ہو رہا ہے کہ یہ عہد نامہ نہج البلاغہ میں موجود ہے اور سید رضی سے پیشتر کے تصنیفات میں بھی یہ پایا جاتا ہے چنانچہ اس کو شیخ اجل محمد بن حسن بن علی بن شعبۃ الحلبي التوفی ۳۳۲ھ نے بہ تمام و کمال اپنی کتاب ”تحف العقول“ میں درج کیا ہے۔

مجلد سیکڑ

دلیطف آباد، یونٹ نمبر ۸-۹

## اعتراض ج:

عہد نامہ کے مضامین علیؑ کے زمانہ سے مطابقت نہیں رکھتے؟

اس اعتراض کا شیخ عبداللہ علانی کی طرف سے جواب مندرجہ ذیل ہے۔

ج: ۱۔ رہا یہ امر کہ ایسا مہتمم بالشان دستور سیاسی امیر المؤمنین ﷺ کی طرف کیوں کر منسوب ہو سکتا ہے؟ جب کہ اس کے مضامین حضرت علیؑ کے عہد سے ارفع و اعلیٰ ہیں! اس کا جواب شیخ عبداللہ العلاء علی کی زبان سے سنئے:

اس امر سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ کے دور میں امور سلطنت کی کامل تنظیم نہیں ہو سکی تھی، چونکہ ان لوگوں کی حیات مدنی (شہری زندگی) میں استحکام و قرار نہ تھا اس لئے اس کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہ تھی، ہاں عمومی انتظامات کے لئے ان لوگوں نے اپنے قدم اٹھائے، میرے اس بیان سے کوئی یہ غلط نہ سمجھے کہ نظام مدنی سے مراد قانون شریعت ہے، جس کو قرآن نے مکمل کیا ہے بلکہ میری مراد یہاں پر اجرائے قانون و تشکیلات مدنی سے ہے۔ میں اسی امر کو کہہ رہا ہوں کہ خلفاء اس طرف نہیں متوجہ ہوئے، جو شخص کہ اس موضوع کی تصنیفات، جیسے علامہ ماوردی کی کتاب ”احکام السلطانیہ“ کو پڑھے تو اس کے سامنے عہد خلفاء کے انتظامات اداری و تدبیر مملکت کا خاکہ نگاہوں کے سامنے آجائے گا، لیکن ناقص صورت میں جس کو مکمل نظام سلطنت نہیں کہہ سکتے، لیکن اتنے زمانے کے تجربات و انتظامات نے گہری فکر و نظر رکھنے والے مدبران حکومت و نظام سلطنت کو اس طرف متوجہ کر دیا تھا کہ ایک مکمل دستور حکومت و نظام سلطنت لکھ کر پیش کریں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس عہد میں علیؑ اسب سے بڑے مقنن و دستور کے ماہر تھے، اس لئے کہ آپؑ نے حکومت اسلامیہ عربیہ کی ہر شکل کو دیکھا اور سمجھا تھا، اور عوام کے مطالبات و ضروریات کو اچھی طرح جانتے تھے اور اپنے ماضی کے خلفاء کی طرز حکومت کی اچھائی و برائی نگاہوں کے سامنے تھی اس بنا پر ملت اسلامیہ کے ہر قسم کے امتحانات و تجربات کے بعد آپؑ نے ایک مکمل جامع و قانع دستور سلطنت و نظام حکومت کو عہد نامہ مالک اشتر کے نام سے امت اسلامیہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بعض لوگوں کو اس امر میں شک ہے کہ یہ عہد نامہ حضرت علیؑ ہی کا ہے، اس لئے کہ اس میں جو نظام و دستور مندرج ہے، وہ عہد حضرت علیؑ کے سطح فکر سے بلند ہے، لیکن یہ شک درست نہیں ہے اور یہ دلیل بہت ہی کمزور ہے، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت علیؑ میں انتظام سلطنت و تدبیر حکومت و تشکیل ادارہ کا علم خدا داد و وہی ہے، قانون و دستور کے علم میں آپؑ محتاج تعلیم نہیں تھے، آپؑ ہی

کے لئے یہ مثل مشہور ہو گئی ہے ”قضیۃ ولا ابا حسن لہا“ اور بڑے بڑے علماء شریعت نے آپ ﷺ کے قضا یا احکامات و دستورات کو جمع کر کے کتابیں لکھ ڈالی ہیں مثلاً ترمذی نے دو جلدوں میں کتاب اقصیۃ علی ﷺ لکھی اور علامہ ابن قیم جوزی نے کتاب ”السیاست الشرعیۃ“ لکھی، جو حضرت ﷺ کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ یہ دلیل ہے اس امر پر کہ حضرت علی ﷺ علم نظام حکومت و قانون ریاست و احکام سلطنت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، خصوصاً ابو بکر و عمر کی حکومتی پالیسی اور عثمان کی متزلزل و غیر منظم سلطنت کو آپ ﷺ اچھی طرح ملاحظہ فرما چکے تھے، چونکہ آپ جمہور اُمت سے اتصال تھا اس لئے ان حکومتوں میں عوام کی رضا و عدم رضا کے اسباب کو بھی اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نے سیاسی و معاشی حالات سے اچھی طرح مطلع ہو کر اپنے خدا داد علم و مافوق العادۃ فطری قابلیت سے مفاد اُمت کے لئے ایک مکمل دستور لکھ دیا جو تدبیر حکومت و سلطنت و معاشرتی و سیاسی اصلاحات و ضروریات پر حاوی ہو۔ پس اگر پیغمبر اکرم شارع شریعت اسلام ہیں، تو امام علی ﷺ اقانون ساز حکومت، عہد نامہ مالک اشترؒ میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے، حضرت امیر المؤمنین ﷺ کا یہ نوشتہ بے شک سب سے پہلا اسلامی دستور حکومت ہے جو فرمان شاہی کی حیثیت سے ایک گورنر کے نام صادر کیا گیا اس فرمان سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی ﷺ اپنے زمانہ خلافت میں مختلف قوموں و نسلوں سے ترکیب پائی ہوئی امت سلامیہ کی فلاح و استحکام کے لئے ایک زبردست اسکیم عمل میں لانا چاہتے تھے، حضرت کا یہ معاشرتی و سیاسی پروگرام اگر اجراء ہوتا تو بہت ہی مفید ہوتا اس میں ملت کے ہر در و کا درماں تھا لیکن اندرونی شورش و بغاوت نے (حکیم ملت و مصلح اعظم کے) ان اصلاحات کے نفاذ کا موقع ہی نہ آنے دیا۔

ج: ۲۔ ”عہد نامہ“ کی سبک تحریر حضرت علی ﷺ ہی کے اسلوب و طرز پر ہے:

علاوہ ازیں عہد نامہ مالک اشترؒ کا اسلوب، انداز بیان، سبک تحریر و طرز عبارت خود

اپنے مقام پر ایک زبردست ثبوت ہے کہ اس کا لکھنے والا امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے علاوہ اور کوئی دوسرا نہیں ہے اسی بنا پر ڈاکٹر احمد فارسی اپنی کتاب ”المقدمة“ میں اس کو نقل کرنے سے پہلے اس کی طرف ان الفاظ میں متوجہ کرتے ہیں۔

”اور یہ تمہارے سامنے امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کا وہ عہد ہے، جس کو حضرت علیؑ نے مالک اشترؓ کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ امید ہے کہ تم اس سے حضرت علیؑ کے اسلوب و طرز کو معلوم کر لو گے۔“

ج: ۳۔ علامہ مصطفیٰ نجیب حنفی مصری اپنی کتاب ”حماة الاسلام“ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی پیغام فسادِ نفس کی اصلاح اور اس کے مرض کا علاج بن سکتا ہے تو حضرت علیؑ کا پیغام (جو آپؑ کے خطب و کلام میں پایا جاتا ہے) مسلمانوں کی اصلاح حال کے لئے بہترین عنوان سے اثر انداز ہو سکتا ہے، اگر کہیں زمانہ مساعد ہوتا تو حضرت علیؑ کے عہد میں قوم عرب انتہائی اوج تک ترقی کرتی اور اقوام عالم پر سبقت حاصل کر کے ہر امر میں تقاضا کرتی۔ یہ امر تمہارے لئے کافی ہے کہ جس نے حضرت علیؑ کے کثیر کلام میں سے بعض کلمات کو جمع کیا تو اس تدوین و جمع کے باعث یہ مجموعہ بڑے بڑے اسفاء پر سبقت لے گیا اور جس پر پڑھ دیا گیا آپؑ کا کلام معجز نظام تو اس سے روحوں میں گداز اور پتھرا ایسے دلوں میں نرمی پیدا ہو گئی، حضرت علیؑ کس باطنی اور روحانی طاقت سے لوگوں کو خطاب کر کے ان کو پستی سے بلندی کی طرف جانے میں اعانت کرتے، ان میں امنگ و ولولہ پیدا کر کے دلائل و برہان، نردبان کمال کی بلندی پر پہنچا دیتے ہیں۔ آپؑ کے بے مثال حکیمانہ کلام کا تعلق تعقل و تدبر اور انسانی غور و فکر

سے ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا وہ عہد نامہ جو مالک اشترؓ کے نام ہے جو حیات انسانی میں کام آنے والے اور دلوں میں سمو جانے والے اور امر و نواہی کا گنجینہ ہے جس پر عامل اور کار ر بند ہونے کے لئے نوع انسانی کو دعوت دی گئی ہے، دراصل امت اسلامیہ میں کار گزاران حکومت کے لئے یہ سب سے پہلا دستور و قانون ہے

ج: ۴۔ الاستاذ عمر ابوالنصر (بیروت یونیورسٹی) ”حیات علی ابن ابی طالب ﷺ“ کی فصل تیسواں (۳۰) میں بضمن آثار ادبی امیر المؤمنین ﷺ لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین ﷺ کے خطبے لوگوں میں عمل و فعلیت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اور وہ خطبے آپ ﷺ کے عہد کے مختلف طور طریقے اور حالات زندگی کا آئینہ ہیں، اسی طرح آپ کے خطوط جو معاویہ کے نام ہیں اور دستور جو اصلاح ملک و انتظام سلطنت کے لئے آپ ﷺ نے مالک اشترؓ کو عطا کیا، یہ سب کے سب معجزات ادب عربی میں شمار ہوتے ہیں۔ الاستاذ احمد حسن الزیات نے ”تاریخ الادب العربی“ میں لکھا ہے: جہاد پر ابھارنے والے حضرت ﷺ کے خطبے اور آپ کے وہ مکتوب و رسائل جو معاویہ کے نام ہیں اور طاؤس، شپہرہ چشم، دنیا کی صفت جس طرح سے آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور آپ ﷺ کا وہ عہد جو مالک اشترؓ کے نام ہے شرط صحت کی بنا پر معجزات زبان عربی و بدائع عقل بشری میں شمار ہوتے ہیں۔

ج: ۵۔ الاستاذ علامہ احمد الهاشمی بک المصری نے اپنی کتاب ”جواهر الادب فی ادبیات و انشاء لغة العرب“ میں اس عہد نامہ کو امیر المؤمنین ﷺ کے کلام کی حیثیت سے قبول کر کے بہ تمام و کمال وارد کیا ہے۔

ج: ۶۔ مسیحی علماء و ادباء بھی عہد نامہ کے اعتراف کرتے ہیں، یہاں تک کہ غیر مسلم مسیحی ادباء بھی اس عہد کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے آثار میں سمجھتے ہیں اور اس کی عظمت کے معترف ہیں چنانچہ عبدالمسیح الانطاکی مدیر ”جریدہ العمران مصر“ لکھتا ہے:

اس عہد نامہ میں اقسام سیاست، فنون حکمت اور وہ سیاست جس کا تعلق راعی و رعایا سے ہے سب کچھ موجود ہے۔ یہ اس قابل ہے کہ سونے کی تختیوں پر لکھا جائے اور حکماءِ فلاسفہ کے مکانات میں آویزاں کیا جائے تاکہ اس سے وہ حکمت و ادب حاصل کرتے رہیں۔ اور اس سے علم حاصل کر کے رعایا کی مدد اور ملک کو آباد رکھ سکیں۔ صرف یہی ایک عہد نامہ اس ثبوت کے لیے کافی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام تمام ایسے لوگوں سے افضل ہیں، جنہوں نے لوگوں پر حکومت کی اور تمام ان لوگوں سے بہتر ہیں، جنہوں نے عدل کی بنیاد پر فرماں روائی کی اور ان سب سے برتر ہیں، جنہوں نے سیاست حکمیہ کو ضبط و تخریر کیا۔

ج: ۷۔ وہ علماء اہل سنت جنہوں نے عہد نامہ کی مستقل شرح کی: صرف یہی نہیں بلکہ بعض علماء نے عہد نامہ مالک اشترؓ کی مستقل شرحیں لکھی ہیں، جو ان عمومی شروح کے علاوہ ہیں، جو بضمن نہج البلاغہ کی گئی ہیں۔ ان مخصوص اور مستقل شرحوں میں علماء اہلسنت کی یہ شرحیں خاص اہمیت رکھتی ہیں، شیخ محمد عبدہ کی شرح ”مقتبس السياسة“ جو ۱۳۷۰ھ میں مصر سے طبع ہوئی، اور الاستاذ توفیق الفکیکی کی شرح ”الراعی والرعیة“ تدبیر مملکت و سیاست کے متعلق

حضرت علیؑ کی دوسری تحریر: امیر المؤمنینؑ کا صرف یہی ایک سیاسی ”صحیفہ“ نہیں ہے، جس میں اصول جہان بانی کی تعلیم دی گئی ہے، بلکہ حضرت علیؑ نے جس قدر رسائل و فرامین اپنے گورنروں کو تحریر فرمائے ہیں، وہ سب کے سب تدبیر مملکت و سیاست کی تعلیمات سے پر ہیں، اسی قسم کا عہد حضرت علیؑ نے محمدؐ بن ابی بکرؓ کو بھی تحریر فرمایا تھا جس کو عمرو بن عاص نے محمدؐ بن ابی بکرؓ کو قتل کرنے کے بعد ان کے سامان سے حاصل کر لیا تھا اور اس کو معاویہ کے پاس بھیج دیا تھا۔

## اعتراض و:

اس مقام پر ابن ابی الحدید کو دھوکہ کا ہوا ہے کہ: وہ کتاب جس کو معاویہ حیرت و عظمت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا اور جس کے مطابق احکامات و فیصلے صادر کرتا تھا اور فتوے دیتا تھا، وہ امیر المؤمنینؑ کا وہ عہد نامہ ہے جس کو آپؑ نے اشتر نخعیؓ کے لیے تحریر فرمایا تھا کیوں کہ اس کا اسلوب و طرز ایک ہی ہے دراصل حضرت علیؑ ہی سے لوگوں نے آداب سلطنت، قضایا حکومت و احکام سیاست کی تعلیم حاصل کی ہے اور یہ عہد نامہ معاویہ کو اس وقت ملا ہے جب کہ اشتر نخعیؓ کو مصر پہنچنے سے پہلے ہی راہ میں زہر سے شہید کر دیا گیا ہے اور ان کے سامان سے یہ عہد نامہ لے کر معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا ہے، یقیناً یہ عہد نامہ اس قابل ہے کہ سلاطین کے خزانوں میں اس کو محفوظ کر دیا جائے۔



ج: ۱۔ اس مقام پر ابن ابی الحدید کو دھوکہ ہو رہا ہے، اس لیے کہ جب مقام عریش میں معاویہ کی خفیہ سازش سے مالک اشترؓ کو زہر دیا گیا ہے تو ان کا سامان لوٹا نہیں گیا، وہاں تو معاویہ کا مقصود صرف یہ تھا کہ خفیہ طریقے سے علیؓ کے سپہ سالار کو زہر سے ختم کر دیا جائے، تاکہ دنیا یہ سمجھے کہ وہ اپنی طبعی موت مرے، اس لیے ان کے سامان سے تعرض نہیں کیا جاسکتا تھا، کیوں کہ اس سے افشائے راز کا خوف تھا۔ علاوہ ازیں عہد نامہ مالک اشترؓ ضائع نہیں ہو۔ بلکہ حضرت علیؓ کے صحابی اصغ بن نباتہ مجاشعی کے پاس مدّون و محفوظ تھا۔ (مہنج المقال) ہاں حضرت علیؓ کا وہ فرمان جو آپ علیؓ کے اصحاب کے پاس محفوظ نہ تھا اور ضائع ہوا، وہی ہے جو آپ علیؓ نے محمدؐ بن ابی بکر کے نام لکھا تھا جس کے متعلق حضرت علیؓ نے محمدؐ کی شہادت کے بعد ارشاد فرمایا تھا: ”جب میں نے محمدؐ بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا تو انہوں نے مجھ کو لکھا کہ مجھ کو سنت (تعلیمات نبوی و اسلامی طریق حکومت) کا علم نہیں ہے۔ پس میں نے ان کو آداب حکومت و تعلیمات پیغمبر ﷺ کو لکھ بھیجا، مگر دشمنوں نے ان کو قتل کر کے اس کتاب کو ضبط کر لیا۔

ج: ۲۔ یہ محمد بن ابراہیم اٹھقی کی روایت ہے، جس کو کہ اس نے عبد اللہ بن محمد المدائنی سے نقل کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فرمان وہ نہیں ہے جو مالک اشترؓ کے نام لکھا گیا تھا، دراصل جب محمدؐ بن ابی بکر فرس طامصر میں عمر و عاص کی فوج سے شکست کھا کر قتل

کئے گئے ہیں، تو ان کے سامان کو بھی دشمنوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا، جس میں

حضرت علیؑ کا یہ مکتوب بھی تھا، جو معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا تھا اور جس کے لیے معاویہ نے ولید بن عقبہ سے یہ کہا تھا کہ میں لوگوں سے یہ کہوں گا کہ یہ ابو بکر صدیق کی تحریر ہے، جو ان کے بیٹے محمد کے پاس تھی۔ امیر المؤمنین علیؑ کو اس گرانقدر تحریر کے ضائع جانے کا افسوس بھی تھا، جیسا کہ محمد بن ابراہیم الثقفی بیان کرتا ہے۔ جب حضرت علیؑ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ نامہ معاویہ کے پاس پہنچ گئی ہے تو آپؑ کو اس پر بہت افسوس ہوا۔

تاریخ کی اس شہادت کے بعد اب معترض کا یہ اعتراض کیا وقعت رکھتا ہے کہ آپؑ نے مالک اشترؒ ہی کو ایسا دستور کیوں عطا فرمایا، محمدؐ بن ابی بکر کو جب کہ وہ مصر کے گورنر تھے انہیں کیوں نہیں عطا کیا گیا تھا۔

## اعتراض ۵:

رسالہ ”المقتطف“ کا فریب کہ ۸۵۸ھ کے بعد عہد نامہ مالک اشترؒ

کا اضافہ ہوا؟

ج: ۱۔ لیکن ان حقائق و دلائل کے بعد اسکول اور ٹیمپل اسٹیڈیز لندن یونیورسٹی کے پروفیسر خلوصی ایک متعصب مسیحی رسالہ ”المقتطف“ ماہ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ جلد ۴۲، پر ایمان لے آئے ہیں اور آپ اس کے صفحہ ۲۴۸ کو دلیل و حجت کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، اس رسالہ میں ”عہد الامام علیؑ“ و کتاب السلطان بایزید الثانی“ کے زیر عنوان یہ لکھا گیا ہے کہ سلطان بایزید ثانی متوفی

۱۵۱۲ء کا نسخہ عہد نامہ مالک اشتر جس کی کتابت ۸۵۸ھ کی ہے وہ بہت مختصر ہے، بمقابلہ اس عہد نامہ مالک اشتر کے جو نچ البلاغہ میں درج ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ یہ اضافہ ۸۵۸ھ کا طبع نچ البلاغہ، مطبوعہ مصر و بیروت اور ۱۳۰ھ کے درمیان میں واقع ہوئی ہے، یہ دلیل ایسی ہے جس سے بچوں کو بھی ہنسی آئے کہ لندن یونیورسٹی کا پروفیسر اتنا سادہ لوح ہے لیکن ایک ہوش مند اس پر روئے گا، بریں عقل و دانش بپائید گریست! اس لیے کہ

گر ہمیں مکتب است و این ملا کار پغلاں خراب خواہد شد

ج: ۲۔ سلطان بایزید ثانی سے تقریباً ساڑھے چار سو برس پہلے نچ البلاغہ کی تدوین ہوئی جس کے تمام نسخوں میں عہد نامہ موجود ہے:

دنیا جانتی ہے کہ سید رضی "نچ البلاغہ کی تالیف سے رجب ۴۰۰ھ میں فارغ ہوئے ہیں جیسا کہ آخر کتاب میں سید رضی نے خود اختتام سال تالیف کو درج فرمایا ہے جو مطبوعہ و مخطوطہ نچ البلاغہ کے ہر نسخے میں موجود ہے، اس کے بعد علماء و ادباء میں یہ کتاب برابر متداول و مشہور رہی شارحین اس کی شرح کرتے رہے، اگر اس میں بعد میں اضافہ ہوتی تو کوئی شارح اس پر ضرور متنبہ کرتا، نچ البلاغہ کے مخطوطات بھی بہ کثرت محفوظ موجود ہیں۔

ج: ۳۔ ۸۵۸ھ سے پہلے ۵۰۶ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ نچ البلاغہ نجف اشرف میں موجود ہے اس کے علاوہ ایک نادر مخطوطہ شہر موصل کے "مدرسہ حسن پاشا" میں ہے جو محلہ "رابعیہ" میں واقع ہے، یہ نسخہ ورق حریر پر قدیم رسم الخط میں نہایت خوش خط قلمی

ہے جس کے حواشی مختلف رنگوں سے مزین ہیں، ان رنگوں میں لاجوردی رنگ کو خاص خصوصیت ہے جلد سیاہ ہے اور اس پر نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ خاص خصوصیت یہ ہے کہ یہ نسخہ دولت بنی عباس کا مشہور کاتب ”یاقوت المستعصمی“ کا لکھا ہوا ہے، کاتب نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے نام کو لکھا ہے: ”کتبہ العبد الفقیر الی رحمة اللہ تعالیٰ یاقوت بن عبد اللہ الکاتب النوری“ یہ امر ضرور قابل توجہ ہے کہ کاتب نے اپنی عادت کے مطابق اپنے کو ”خليفة معتمم بالله العباسی“ کی طرف منسوب نہیں کیا ہے، بلکہ بجائے ”معتممی“ کے نوری لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ: ”یاقوت المعتممی“ نے خلیفہ معتمم باللہ کے قتل کے بعد بسبب خوف و احتیاط کے اپنے نام کے ساتھ معتممی لکھنا ترک کر دیا تھا اور ابوالحسین النوری جو جنید بغدادی کے خلفاء میں سے تھے، کے ساتھ ارادت و عقیدت رکھنے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ نوری لکھنے لگا تھا۔

ج: ۴۔ اس واقعے سے یہ معلوم ہوا کہ یاقوت نے صفر ۶۵۶ھ کے بعد اس نسخہ کی کتابت کی ہے اس لیے کہ ۱۴ صفر ۶۵۶ھ کو معتمم قتل ہوا ہے۔ ۶۷۴ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ بخط عرب کتب خانہ ناصر یہ لکھنو میں موجود ہے جس کی کتابت محمد بن حسین معروف بہ برہان نظامی کچی نے کی ہے، جو علماء اہل سنت سے ہیں، موصوف نے صرف کتابت ہی نہیں فرمائی ہے بلکہ حاشیہ پر حل لغات اور تشریحات و افادات کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔ جس کی حیثیت ایک مستقل شرح کی ہو گئی ہے، اس نسخہ میں صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۷ بہ تمام و کمال عہد نامہ مالک اشتر موجود ہے، صفحہ ۱۰۶ کے حاشیہ پر نفس عہد

نامہ کے متعلق یہ افادہ فرمایا ہے: یہ عہد نامہ تمام مسلمانوں میں عام طور سے رائج و شائع رہا ہے اگرچہ مالک اشترؓ اس پر عامل نہ ہو سکے، کیونکہ صدور عہد نامہ کے بعد ہی اُن کی وفات واقع ہوئی۔

اس نسخے کی کتابت سے سہ شنبہ کے دن ۲۴ ذی الحجہ کو فارغ ہوا، یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ امام علیؑ کا ایسا منتخب کلام جو فصاحت و خطابت میں سب سے مقدم اور جو یوم مباہلہ (رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ اہل کتاب کے مقابلے میں) مباہلہ کے لیے طلب کیا گیا، روز مباہلہ ۶۷۴ھ میں اس کلام کی کتابت کو ختم کیا بخظ بندہ گناہگار و ضعیف و مجرم و نحیف محمد بن حسین معروف بہ برہان نظامی کجی، حمد ہے خدا کی اور اُس کے رسول ﷺ پر درود و سلام۔

ج: ۵۔ اس سے قدیمی نسخہ جو ۵۱۰ھ کا لکھا ہوا ہے، ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب کے کتب خانہ، شہر لکھنؤ میں موجود جس کا خط بہت ہی پاکیزہ ہے۔

ج: ۶۔ اس سے بھی زیادہ قدیمی مخطوط نسخ البلاغہ جو تقریباً ۵۰۰ھ کا تحریر کیا ہوا ہے۔ لیٹن لائبریری مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں موجود ہے جو بضمن کتب ادب نمبر ۴ پر محفوظ ہے۔

ج: ۷۔ لیکن ان میں سے سب سے قدیم ترین نسخے کو میں نے ۲۹ ستمبر ۱۹۴۵ء مطابق ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ یوم دوشنبہ کو طہران میں ڈاکٹر سید صد الدین نصیری کے محفوظات، مخطوطات میں دیکھا ہے یہ نسخہ ۴۹۴ھ کا لکھا ہوا ہے جو علامہ سید رضیؒ متوفی ۴۰۶ھ کے انتقال کے ۸۸ سال بعد کا تحریر کردہ ہے، اس کے کاتب نے اپنے

نام اور سال کتابت کو ان الفاظ میں لکھا ہے:

اس کی کتابت سے فضل اللہ بن طاہر بن مطہر حسینی نے چوتھی ماہ رجب ۷۹۴ھ میں فراغت حاصل کی۔

**الحاصل:** ان تمام نسخوں میں عہد نامہ مالک اشترؓ بغیر کسی فرق کے موجود ہے جو مطبوعہ نسخہ میں پایا جاتا ہے، پروفیسر خلوصی ”مزید مطالعہ“ کے لیے یونیورسٹی سے رخصت لے کر ان مقامات پر جائیں اور ملاحظہ کریں، اس مطالعہ میں آپ کو علامہ عبد الحسین احمد الامینی النجفی سے بھی کافی مدد ملے گی، جن کی کتاب ”الغدیر“ کو دیکھ کر آپ اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ ”ان قضیة الغدیر لا شک فی صحتها“ (الغدیر، جلد ۵ دیاچہ، ص ۵، ۶) نہج البلاغہ کے قدیمی مخطوطات کو ملاحظہ فرمانے کے علاوہ اگر اس کی شروع پر نظر فرمائیے تو اُس وقت بھی مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔

شرح ابن ابی الحدید عبد الحمید التتوی ۶۵۵ھ اور شرح علامہ ابن میثم التتوی ۶۷۹ھ ملاحظہ فرمائیے، ان شروع کے مخطوطات و مطبوعات میں آپ دیکھیں گے کہ نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت و مصر میں جو عہد نامہ مالک اشترؓ ہے یعنی وہی ان شروعوں میں بھی بغیر کسی فرق کے پایا جاتا ہے، نسخہ سلطان بایزید دومؒ تو ۸۵۸ھ کا لکھا ہوا ہے بقول ”المقتطف“ جب ۸۵۸ھ کے بعد سے اضافہ کیا گیا تو ان قدیمی نسخوں میں کیونکر اضافہ ہو گیا، بایزید ثانی کے نسخے کو دیکھ کر یہ خیالی عمارت قائم کرنا کہ اگر اس

سے قدیم کوئی اور نسخہ عہد نامہ مالک اشترؑ کا ملے تو وہ اس سے بھی مختصر ہوگا، یہاں تک کہ آخری نسخہ چند سطروں کا رہ جائے گا۔ کس قدر مضحکہ خیز ہے، بائزید ثانی والا نسخہ تو ۸۵۸ھ کا لکھا ہوا ہے، لیجئے نہج البلاغہ جس کا سال تالیف ۴۰۰ھ ہے، میں اس سے بھی قدیم کتاب میں عہد نامہ مالک اشترؑ جو نہج البلاغہ میں ہے اسی اطناب و تنوع مضامین کے ساتھ دکھلا دوں۔ چنانچہ محمد بن حسن بن علی بن شبعۃ الحلبی المتوفی ۳۳۲ھ نے اسی شرح و بسط کے ساتھ عہد نامہ مالک اشترؑ کو اپنی کتاب ”تحف العقول“ میں وارد فرمایا ہے۔ تحف العقول کے مخطوطات عراق و ایران و ہندوستان کے کتب خانوں میں موجود ہیں اس کے علاوہ یہ کتاب عرصہ ہوا ایران میں طبع بھی ہو چکی ہے۔

سلطان بائزید دومؑ کا نسخہ عہد نامہ مالک اشترؑ، اصل عہد نامہ کا خلاصہ ہے جس کو کسی صوفی نے کیا ہے: آخر اس امر کو تسلیم کرنے میں کیا قباحت ہے کہ سلطان بائزید دومؑ والا نسخہ جس کو ۸۵۸ھ میں ”محمد“ نامی کاتب نے لکھا ہے، وہ نہج البلاغہ یا تحف العقول سے اخذ کیا ہوا ہے، دراصل معلوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص جو مذاق تصوف رکھتا تھا اس نے عہد نامہ مالک اشترؑ کا خلاصہ کیا ہے، اپنے مذاق تصوف کی بنا پر جن چیزوں کو وہ ضروری سمجھتا تھا اس نے ان کو ایک سلسلے سے نقل کیا اور بقیہ مضامین کو حذف کر دیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسی نسخہ کے پہلے صفحہ کی ابتداء میں اصل عبارت کو شروع کرنے سے پہلے یہ لکھا ہوا ہے۔



## صحبہ کبریٰ

### عہدِ باطنیہ

اعتراض و:

خلوصی صاحب کا ایک ضمنی شبہہ کہ علیؑ کے عہد میں کاغذ کا وجود نہ تھا۔

خلوصی صاحب نے اپنے سلسلہ کلام میں ایک شبہہ یہ بھی وارد کیا ہے کہ اوائل اسلام میں عرب میں کاغذ کا وجود نہ تھا، بلکہ ۶۰۲ء مطابق ۷ھ میں سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے کاغذ کا استعمال کیا، اس لیے حضرت علیؑ اپنے اس طویل عہد نامہ کو جو مالک اشترؓ کے نام ہے، کیوں کر لکھ سکتے تھے۔

ج: ۱۔ پروفیسر خلوصی کے اس شبہے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف قرآن، حدیث، تاریخ اسلام ان سب سے بے خبر ہیں، اگر موصوف کا مطالعہ وسیع ہوتا تو یہ اشتباہ نہ وارد کرتے، قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت عربوں میں ایسی چیزیں موجود تھیں، جن پر وہ لکھا کرتے تھے، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ملاحظہ ہو:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ... فَاكْتُبُوهُ“

”اے ایمان والو جب ایک میعاد مقرر تک کے لیے آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اس معاملے کو لکھ لیا کرو۔“

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں لکھنے پڑھنے سے لوگ واقف تھے اور کاغذ قسم کی چیزیں موجود تھیں جن پر لکھا جاتا تھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حکم مہمل ہو جاتا، اب اگر یہ کہا جائے کہ اس حکم کی پابندی ایک مختصر یا



دداشت سے ہو سکتی ہے اور ایسی یادداشت کسی چیز پر بھی تحریر ہو سکتی ہے، تو یہ اعتراض طویل عبارات سے متعلق ہے قرآن اس شبہ کو بھی یوں دفع کرتا ہے۔

وقالوا اساطیر الاولین ..... بکرة واصیلا“ (سورہ فرقان آیت ۵) اور کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن اگلوں کے قصے ہیں جس کو آنحضرت ﷺ نے لکھوایا اور صبح و شام لوگ آپ سے لکھتے اور پھر سنتے ہیں۔“

کیا اس آیت سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس عہد میں کوئی ایسی چیز موجود تھی، جس پر قرآن جیسی ضخیم کتاب جس میں سورہ بقرہ جیسا طولانی سورہ بھی موجود ہو تحریر کیا جاسکتا تھا، جہی تو کفار یہ طنز کرتے تھے، رہا یہ امر کہ آخر وہ کون سی چیزیں تھیں جس پر وہ لکھا کرتے تھے، قرآن نے اس میں سے ایک شی کو بتلایا ہے، جس کو وہ قرطاس (کاغذ) کہتے تھے۔ ”ولو نزلنا علیک کتاباً فی قرطاس“ (سورہ انعام، آیت ۷) ”اے رسول ﷺ اگر ہم قرطاس (کاغذ) پر لکھی لکھائی کتاب بھی نازل کرتے“۔ دوسری جگہ ہے کہ: ”تجعلونہ قرطاس“ (انعام، آیت ۹۲) اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت عرب میں (قرطاس) کا وجود تھا جس پر لکھا جاتا تھا، قرآن میں خصوصیت کے ساتھ قرطاس کا ذکر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جن چیزوں پر لکھا جاتا تھا ان میں قرطاس کا استعمال عام تھا جس سے عرب اچھی طرح واقف تھے۔

بیتال

سبیلِ سیدنا  
حیدرآباد، سندھ، پاکستان

نکتہ جہاں بانی

یعنی

عہد نامہ مالکِ اشترؓ

مکتوب حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ

﴿ حصہ دوم ﴾

مؤلف: پروفیسر آصف پاشا صدیقی  
تدوین و نشر: باب العلم دارالتحقیق کراچی پاکستان  
فروغ ایمان ٹرسٹ شمالی ناظم آباد کراچی



## فہرست حصہ دوم

- ۱۲۱ - مکتوب نمبر ۵۳ (عہد نامہ)
- ۱۲۳ - ۲۔ خود سازی کی ضرورت
- ۱۲۴ الف: تقویٰ
- ۱۲۵ ب: اطاعت الہی
- ۱۲۶ ج: کتاب و سنت کی پیروی
- ۱۲۷ د: ذاتی خواہشات کی مذمت
- ۱۲۸ ہ: سابقہ حکومتوں سے سبق لینا
- ۱۲۸ و: فکر کی تربیت کی ضرورت
- ۱۳۱ - ۳۔ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ
- ۱۳۳ الف: قانون سازی میں نرمی
- ۱۳۳ ب: گناہگاروں کی اصلاح
- ۱۳۴ ج: نا انصافی کے راستے بند ہوں
- ۱۳۸ - ۴۔ غرور و خود پسندی سے پرہیز
- ۱۳۹ الف: جبر و قہر سے اجتناب
- ۱۳۹ ب: عوام کی رفاہ
- ۱۴۰ ج: حاکمانہ غرور سے پرہیز

- ۱۴۲ -۵۔ عدل و انصاف کا قیام
- ۱۴۳ الف: معاشرہ کا کوئی فرد محروم نہ رہے
- ۱۴۳ ب: فلاحی اقدامات کی ضرورت
- ۱۴۷ -۶۔ رازداری کی اہمیت
- ۱۴۸ الف: جاسوسی کی مذمت
- ۱۴۸ ب: باہمی روابط
- ۱۵۱ -۷۔ مشیر کون ہو؟
- ۱۵۳ الف: باہمی مشاورت کی ضرورت
- ۱۵۳ ب: بخل و حرص و بدگمانی
- ۱۵۴ ج: خیانت کاروں سے دوری
- ۱۵۴ د: طبقاتی امتیازات کی مذمت
- ۱۵۵ ہ: خوشامدیوں سے دوری
- ۱۵۶ و: متقی افراد کی حوصلہ افزائی
- ۱۶۱ -۸۔ اچھے لوگوں سے تعلقات
- ۱۶۳ الف: اہل علم سے استفادہ
- ۱۶۶ -۹۔ معاشرے کے مختلف طبقات
- ۱۶۷ الف: فوج کی اہمیت
- ۱۶۸ ب: تعلقات کی بنیاد تقویٰ ہو

- ج: افواج مملکت جانثار ہوں ۱۶۹
- د: علاقائی حدود کی حفاظت ۱۶۹
- ھ: عدلیہ کی تشکیل ۱۷۰
- و: اقتصادی تعلقات ۱۷۱
- ذ: غریبوں کا خیال ۱۷۱
- ۱۰۔ فوج کی سرداری ۱۷۴
- الف: دفاعی امور میں ذمہ دار افراد کا انتخاب ۱۷۸
- ب: بے داغ افراد کو ذمہ دار بنانا ۱۷۸
- ج: معلومات فراہم کرنے والوں پر کڑی نظر ۱۷۹
- ۱۱۔ قضاوت ۱۸۳
- ۱۲۔ حکومتی امور ۱۸۷
- الف: تحفظات کا نظام ۱۸۸
- ب: حکومتی اداروں پر کڑی نظر ۱۸۹
- ۱۳۔ مالیاتی ادارے ۱۹۲
- الف: مال گزاری کا بہتر نظام ۱۹۴
- ۱۴۔ بہترین نشی ۱۹۶
- الف: مکار لوگوں سے دوری ۱۹۷
- ب: سفارتی نظام ۱۹۸

- ۱۹۸ ج: خاندانی افراد کا احترام
- ۱۹۹ د: حسن اعتماد کی فضاء
- ۲۰۲ ۱۵۔ تاجروں سے حسن سلوک
- ۲۰۳ الف: تجارت پر اعتماد کی فضاء
- ۲۰۴ ب: افرادی قوت کی حوصلہ افزائی
- ۲۰۵ ج: زمینی دریائی اور فضائی وسائل
- ۲۰۵ د: ذخیرہ اندوزی کی مذمت
- ۲۰۹ ۱۶۔ محتاج، فقیر اور معذوروں کا خیال
- ۲۱۲ الف: پسماندہ افراد کی دستگیری
- ۲۱۳ ب: بیت المال
- ۲۱۳ ج: یتیموں اور بوڑھوں کا خیال
- ۲۱۴ د: بے کس و مجبور لوگ
- ۲۱۷ ۱۷۔ بعض معاملات خود انجام دو
- ۲۲۰ الف: اوقات کی قدر
- ۲۲۰ ب: ارباب اقتدار خدا سے غافل نہ ہوں
- ۲۲۱ ج: عوام و حکمران میں روابط
- ۲۲۵ ۱۸۔ رازدار افراد
- ۲۲۶ الف: خواص پر کڑی نظر

- ۲۲۷ ب: خصوصی مراعات کی مذمت
- ۲۲۷ ج: زمینوں کی تقسیم میں احتیاط
- ۲۲۸ د: عوامی شکایات
- ۲۳۱ ۱۹۔ دشمن سے معاملات
- ۲۳۳ الف: دفاعی جنگ کے اصول
- ۲۳۴ ب: سرحدی معاہدوں کی پابندی
- ۲۳۸ ۲۰۔ ظلم و زیادتی سے پرہیز
- ۲۳۸ الف: خون ناحق نہ گرے
- ۲۴۰ ب: بے گناہ قتل سے گریز
- ۲۴۲ ۲۱۔ خود پسندی سے دوری
- ۲۴۲ الف: عوام سے جھوٹے وعدے
- ۲۴۲ ۲۲۔ احسان جتانے کی مذمت
- ۲۴۲ الف: معاشرے کی ترقی
- ۲۴۶ ۲۳۔ کاموں میں جلد بازی سے پرہیز
- ۲۴۸ ۲۴۔ مشترکہ چیزوں کو مخصوص نہ کرنا
- ۲۵۰ الف: عوام کے حقوق
- ۲۵۱ ب: اقتدار کا نشہ خطرناک ہے
- ۲۵۲ ج: زبانی جمع خرچ

حیدرآباد سندھ پبلشرز  
سید علی حسین کسٹون



کتب جہاں بانی

۲۵۲

و: ریاستی وسائل کا غلط استعمال

۲۵۳

ھ: ماضی سے سبق

۲۵۳

و: کتاب وسنت کی پیروی

۲۵۴

ز: ھمیت حاکمہ کی بالادستی

۲۵۷

منتخب اقوال امیر المومنینؑ

۲۶۰

کتابیات

۲۶۲

یادداشت

(وَمِنْ عَهْدٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ)

مکتوب نمبر ۵۳ (عہد نامہ)

سیاسی ، اخلاقی ، اقتصادی ، نظامی ، سماجی ، عبادی

كُتِبَهُ لِلْأَشْتَرِ النَّخَعِيِّ لَمَّا وَلاَهُ عَلَى مِصْرَ وَأَعْمَالَهَا حِينَ اضْطَرَبَ  
 أَمْرُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ أَطْوَلُ عَهْدٍ وَأَجْمَعُ كُتِبَهُ لِلْمَحَاسِنِ  
 ترجمہ: مالک اشترؓ کے نام یہ خط (۳۸ ہجری میں) امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؓ نے  
 اُس وقت لکھا، جب آپؓ کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا، اُس وقت مصر کی حالت یہ تھی  
 کہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی حکومت کمزور پڑ گئی تھی اور حضرت علیؓ سے مکہ کی  
 درخواست کی گئی تھی، یہ ”نبیح البلاغہ“ کے تمام خطوط میں سب سے طویل اور خوب  
 صورت ترین خط ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هَذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ عَلِيُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ، مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ  
الْأَشْترِ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ حِينَ وُلَّاهُ مِصْرَ : جَبَايَةَ خَرَاجِهَا ، وَجِهَادَ عَدُوِّهَا ،  
وَاسْتِصْلَاحَ أَهْلِهَا ، وَعِمَارَةَ بِلَادِهَا -

ترجمہ: یہ وہ فرمان ہے جو بندہ خدا امیر المؤمنین علیؑ نے مالک بن اشتر نخعیؓ کے نام  
لکھا جب انہیں خراج جمع کرنے، دشمنوں سے جہاد کرنے، حالات کو بہتر بنانے اور  
شہروں کو آباد کرنے کے لیے مصر کا عامل (گورنر) بنا کر بھیجا۔

☆ شرح:

(۱) وَعِمَارَةَ بِلَادِهَا : یعنی اس کے شہروں قصبوں دیہات اور گاؤں کو آباد کر دے۔

(۱)

## خودسازی کی ضرورت

أَمْرُهُ بِتَقْوَى اللَّهِ وَإِثَارِ طَاعَتِهِ ، وَاتِّبَاعِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي كِتَابِهِ : مِنْ فَرَائِضِهِ وَسُنَنِهِ الَّتِي لَا يَسْعَدُ أَحَدٌ إِلَّا بِاتِّبَاعِهَا ، وَلَا يَشْقَى الْإِمَامَ جُحُودُهَا وَاضَاعَتِهَا وَأَنَّ (☆) يَنْصُرَ اللَّهُ سُبْحَانَ بِقَلْبِهِ وَيَدِهِ وَلِسَانِهِ ، فَإِنَّهُ جَلَّ اسْمُهُ قَدْ تَكْفَلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهُ وَاعْزَازِ مَنْ أَعَزَّهُ وَأَمْرَهُ أَنْ يَكْسَرَ نَفْسَهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَيَزَعَهَا (١) عِنْدَ الْجَمَاحَاتِ (٢) فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَارَةً بِالشُّؤْءِ إِلَّا مَا رَحِمَ اللَّهُ - ثُمَّ أَعْلَمَ يَا مَالِكُ أَنِّي قَدْ وَجَّهْتُكَ إِلَى بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دَوْلٌ قَبْلَكَ مِنْ عَدْلٍ وَجَوْرِ - وَأَنَّ (☆☆) النَّاسَ يَنْظُرُونَ مِنْ أُمُورِكَ فِي مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيهِ مِنْ أُمُورِ الْوَلَاةِ قَبْلَكَ ، وَيَقُولُونَ فِيكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِيهِمْ ، وَإِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِينَ بِمَا يُجْرَى اللَّهُ لَهُمْ عَلَى أَلْسِنِ عِبَادِهِ ، فَلْيَكُنْ أَحَبَّ الدُّخَائِرِ إِلَيْكَ ذَخِيرَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ - فَأَمْلِكْ هَوَاكَ ، وَشَحَّ (٣) بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ ، فَإِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ الْإِنْصَافَ مِنْهَا فِيمَا أَحَبَّتْ أَوْ كَرِهَتْ -

ترجمہ: سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو، اُس کی اطاعت کرو اور جن فرائض اور سنتوں کا اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بجالانے کا حکم دیا ہے، ان احکامات کا اتباع کرو کہ کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک بخت نہیں ہو سکتا اور اس کے انکار اور بربادی کے بغیر بد بخت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اپنے دل، ہاتھ اور زبان سے دین الہی

کی مدد کرتے رہنا کہ ”عزّٰ اسمہ“ نے خود یہ ذمّے داری لی ہے۔ وہ اپنے مددگاروں کی مدد فرمائے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزّت و شرف عطا کرے گا۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کو کچل دو اور نفس کو اس کی منہ زوریوں سے باز رکھو، کیونکہ نفس انسان کو بُرائیوں کا حکم دینے والا ہے، جب تک پروردگار کا رحم شامل نہ ہو جائے۔ اس کے بعد مالکؑ یہ بات یاد رکھنا کہ میں نے تمہیں ایسے علاقے کی جانب بھیجا ہے، جہاں عدل اور ظلم کی مختلف حکومتیں گزر چکی ہیں اور لوگ تمہارے کاموں کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں، جس نظر سے تم ان کے کاموں کو دیکھ رہے تھے اور وہ تمہارے بارے میں وہی کہیں گے جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ نیک کردار لوگوں کی شناخت اُس ذکرِ خیر سے ہوتی ہے، جو ان کے لیے لوگوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے۔ لہذا تمہارا سب سے اچھا ذخیرہ عملِ صالح ہونا چاہیے۔ اپنی خواہشات کو روکے رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو، اس کے بارے میں اپنے نفس کو صرف کرنے میں کنجوسی کرو کہ یہ کنجوسی اس کے حق میں انصاف ہے، چاہے اسے اچھا لگے یا برا لگے۔

(۱) ہر حال اور ہر کام میں تقویٰ الہی اختیار کریں۔

آیت: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا

(سورہ نساء، آیت ۱۳۱)

اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہم نے

ہدایت کی ہے انہیں کہ جن کو تمہارے پہلے کتاب دی گئی تھی اور تمہیں کہ اللہ کے غضب سے بچو (تقویٰ اختیار کرو) اور اگر تم کفر اختیار کرو گے تو اللہ کا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ بے نیاز ہے، تعریفوں کا حقدار ہے۔

(نورالقرآن، ص ۱۰۰)

حدیث: قَالَ عَلِيٌّ إِنَّ التَّقْوَى مُنْتَهَى رِضَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ حَاجَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ

حضرت علیؑ نے فرمایا: تقویٰ خوشنودی خدا کی آخری منزل ہے اور یہی

بندوں سے اس کی چاہت ہے۔ (منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۱۰۷۶)

(۲) خدا کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنی حکمرانی و اقتدار کی اصل و اساس قرار دیں کہ اس میں کامیابی کا راز نہفتہ ہے۔

آیت: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا“

(سورۃ نساء، آیت ۵۹)

اے ایمان لانے والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ

کی اور سران کی جو تم میں فرمان روائی کا حق دار ہیں۔ (نورالقرآن، ص ۸۸)

حدیث: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ” إِنَّهُ لَا يُدْرِكُ مَا عِنْدَ اللَّهِ

الْبَاطِعَاتِ“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس تک رسائی اس کی فرمانبرداری کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ (میزان الحکمت، جلد ۲، ص ۶۲۶)

(۳) کتاب و سنت کی مکمل پیروی کریں کہ اس کے سوا سعادت کا حصول ممکن نہیں

آیت: وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

(سورہ حجر، آیت ۸۷)

اور بلاشبہ ہم نے آپ کو عطا کی سات دہرائی جانے والی آیتیں اور عظیم

قرآن۔ (نور القرآن، ص ۲۶۷)

حدیث: قال زين العابدين: " لَوْ مَاتَ مَنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ لِمَا اسْتَوْحَشْتُ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ الْقُرْآنُ مَعِيَ "

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرماتے ہیں: اگر مشرق و مغرب کے درمیان بسنے

والے سارے لوگ بھی مرجائیں تب بھی میں تنہائی محسوس نہیں کروں گا بشرطیکہ قرآن

میرے ساتھ ہو۔

آیت: " مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ

مِنْكُمْ وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر، آیت ۷)

اور جو رسول عطا کریں اسے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ!

حدیث: قال الامام زين العابدين علیہ السلام: اِنَّ اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ مَا عَمِلَ

(نور القرآن، ص ۵۴۷)

بِالسَّنَةِ وَإِنْ قَلَّ.

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ کے نزدیک بہترین عمل وہ ہے جو

سنت کے مطابق انجام دیا جائے اگرچہ کم ہو۔ (منتخب الحکمتہ، جلد ۱، ص ۵۱۴)

(۴) ذاتی ترجیحات و شخصی مفادات کو ہرگز مقصد حیات قرار نہ دیں۔

آیت: وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(الحشر، آیت ۹)

اور وہ جو پہلے اس دیار میں قیام کیے ہوئے تھے اور ان کے (آنے سے)

پہلے ایمان لائے تھے وہ محبت رکھتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کی طرف آتے

ہیں اور وہ اپنی بستیوں کے اندر رشک و حسد محسوس نہیں کرتے اس سے جو انہیں دیا گیا

ہے اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ ضرورت مند ہوں اور جو اپنی

نفسانی تنگدستی سے بچا رہے تو یہی لوگ دین و دنیا کی بہتری حاصل کرنے والے

(نور القرآن، ص ۵۴۷)

ہیں۔

حدیث: قال علیؑ: عَامِلٌ سَائِرَ النَّاسِ بِالْإِنْصَافِ وَعَامِلٌ الْمُؤْمِنِينَ بِالْإِيْتَارِ.

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: تمام لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ اور

(منتخب الحکمتہ، جلد ۱، ص ۸)

مؤمنین کے ساتھ ایثار کے ساتھ۔



(۵) سابقہ حکومتوں کی تاریخ سے سبق سیکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ انکی غلط پالیسیوں کے تسلسل سے حالات کی ابتری میں اضافہ ہو جائے اور حکام و عوام میں ایک دوسرے سے فاصلے بڑھ جائیں جو کہ کسی بھی حکومت کے لیے خطرناک و تباہ کن صورت ہے۔

آیت: لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى  
وَلَكِن تَصَدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ  
يُؤْمِنُونَ (سورۃ یوسف، آیت ۱۱۱)

بلاشبہ ان کے واقعات میں سبق ہے صاحبان عقل کے لیے۔

(نور القرآن، ص ۲۴۹)

حدیث: رسول الخراصین علیہم السلام کا ارشاد گرامی ہے: ” اِعْتَبِرُوا فَقَدْ خَلَتِ الْمَثَلَا  
تُ فِي مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ “

عبرت حاصل کرو کہ تمہارے پاس تم سے پہلے والوں سے متعلق سبق آموز  
عبرتیں ہیں۔ (منتخب المیزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۶۴۴)

(۶) معاشرہ میں لوگوں کی فکری تربیت پر بھرپور توجہ دی جائے۔

آیت: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ  
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

(سورۃ بقرہ، ص ۱۵۱)

جیسا کہ ہم نے تم میں تم ہی کا ایک پیغمبر بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر  
سناتا، تمہیں سیدھا کرتا، تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا اور تمہیں وہ وہ باتیں بتاتا ہے

(نور القرآن، ص ۲۴)

جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔

حدیث: حدیث شریف: بِتَزْكِيَةِ النَّفْسِ يَحْصُلُ الصَّفَاءُ " تزکیہ نفس سے ہی صفا (صفاء باطن) حاصل ہوتی ہے۔ (میزان الحکمت، جلد ۴، ۲۰۴)

☆ شرح:

ہاتھ سے اللہ کی نصرت کرنا یعنی تلوار سے جہاد کرنا اور دل سے یعنی حق کا عقیدہ رکھنا اور زبان سے یعنی حق بات کہنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس شخص کی نصرت کرنے کا عہد کیا ہے جو اس کی نصرت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: "اور ضرور بضرور۔ اللہ اس کی نصرت کرے گا جو اس کی نصرت کرتا ہے۔" (۱) ﴿سورۃ الحج: ۵۰﴾

☆☆☆ شرح:

آپؐ گورنروں کی خبریں سنتے تھے تو کچھ کی مذمت اور بعض کی تعریف کرتے تھے، بالکل اسی طرح اب لوگ آپؐ کی حکومت کے بارے میں ویسا ہی بولنا شروع ہو جائیں گے جس طرح آپؐ سابقہ حکمرانوں کے بارے میں بولتے تھے۔ پس اپنے بارے میں برائی اور مذمت سے بچیں۔ یاد رکھیں آپؐ بھی اس حاکم کی برائی اور مذمت کرتے رہے ہیں جو مذمت کا مستحق ٹھہرا۔ (۲)

☆☆☆ شرح:

۱- مِنْ فَرَائِضِهِ وَ سُنَنِهِ : یعنی فرائض، واجبات اور سنتیں

۲۔ فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یعنی نفس امارہ ہمیشہ انسان کو برائی کے ارتکاب پر اکساتا رہتا ہے۔

۳۔ فَإِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ: کیونکہ اس کنجوسی سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں تمہیں اچھی یا بری لگیں ان کے متعلق انصاف سے کام لو۔ (۳)

۱۔ شرح نفع البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۷، ص ۳۱

۲۔ شرح نفع البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۷، ص ۳۱

۳۔ ترجمہ گویا و شرح فشرذہ ای از نفع البلاغہ: ج ۳، ص ۱۳۱

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور اس کے معانی:

(۱) قَبُولُهَا اور اسے روکے رہو۔

(۲) الْحِجَابُ منہ زوریوں۔

(۳) شُحٌّ بخل کرو۔

## لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

وَأَشْعِرُ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ وَالْمَحَبَّةَ لَهُمْ وَاللُّطْفَ بِهِمْ ، وَلَا تَكُونَنَّ  
 (☆) عَلَيْهِمْ سُبْعًا ضَارِيًا (ضَارِبًا) تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ فَإِنَّهُمْ صِنْفَانِ إِمَّا أَحْ لَكَ فِي  
 الدِّينِ وَإِمَّا نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ يَفْرُطُ (١) مِنْهُمْ الزَّلْلُ (٢) تَعْرِضُ لَهُمْ  
 الْعِلْلَ ، وَيُؤْتِي عَلَى أَيْدِيهِمْ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَاءِ فَأَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَ  
 صَفْحِكَ مِثْلَ الَّذِي تَحِبُّ أَنْ يُعْطِيكَ اللَّهُ مِنْ عَفْوِهِ وَصَفْحِهِ ، فَإِنَّكَ  
 فَوْقَهُمْ ، وَوَالِي الْأَمْرِ عَلَيْكَ فَوْقَكَ ، وَاللَّهُ فَوْقَ مَنْ وَلَاكَ (٦) ، وَقَدْ  
 اسْتَكْفَاكَ (٣) أَمْرَهُمْ وَابْتَلَاكَ بِهِمْ وَلَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ لِحَرْبِ اللَّهِ (٤)  
 فَإِنَّهُ لَا يَدُ لَكَ بِنِقْمَتِهِ (٥) ، وَلَا غِنَى بِكَ عَنْ عَفْوِهِ وَرَحْمَتِهِ - وَلَا تَتَدَنَّ مَنْ  
 عَلَى عَفْوٍ ، وَلَا تَبْجَحَنَّ (٦) بِعُقُوبَةٍ ، وَلَا تُسْرِعَنَّ إِلَى بَادِرَةٍ (٧) وَجَدْتَ  
 مِنْهَا مَنُذُوحَةً (٨) ، وَلَا تَقُولَنَّ إِنِّي مُؤَمَّرٌ (٩) أَمْرٌ فَاطَأَعُ فَإِنَّ ذَلِكَ إِذْغَالٌ  
 (١٠) فِي الْقَلْبِ ، وَمَنْهَكَةٌ (١١) لِلدِّينِ ، وَتَقَرَّبْ مِنَ الْغَيْرِ (١٢) ، وَإِذَا  
 أَحَدَتْ لَكَ مَا أَنْتَ فِيهِ مِنْ سُلْطَانِكَ أَهْبَةً (١٣) أَوْ مَخِيلَةً (١٤) فَانظُرْ  
 إِلَى عِظَمِ مُلْكِ اللَّهِ فَوْقَكَ وَقُدْرَتِهِ مِنْكَ عَلَى مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ نَفْسِكَ ،  
 فَإِنَّ ذَلِكَ يُطَامِنُ (١٥) إِلَيْكَ مِنْ طَمَاحِكَ (١٦) ، وَيَكْفُ عَنكَ مِنْ  
 غَرْبِكَ (١٧) وَيَفِيءُ (١٨) إِلَيْكَ بِمَا عَزَبَ (١٩) عَنكَ مِنْ عَقْلِكَ -

ترجمہ: اپنی رعایا کے ساتھ لطف و کرم کو اپنا شعار بناؤ اور خبردار، ان کے حق میں درندہ

کی مثل نہ بن جانا کہ انہیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھو۔ مخلوقِ خدا کی دو اقسام ہیں، بعض تمہارے دینی بھائی ہیں اور بعض تخلیق میں تمہارے جیسے انسان ہیں، جن سے لغزشیں ہو جاتی ہیں اور انہیں اپنی خطاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جان بوجھ کے یا نادانی میں ان سے غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ لہذا انہیں اسی طرح معاف کر دینا، جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہارا پروردگار تمہاری غلطیوں سے درگزر فرمائے کہ تم ان سے بالاتر ہو اور تمہارا اولوالامر تم سے بالاتر ہے اور تمہارا پروردگار تمہارے والی سے بھی بالاتر ہے اور اُس نے تم سے ان کے معاملات کو انجام دینے کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمہارے لیے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے۔

اور خبردار، اپنے نفس کو اللہ کے مقابلے پر نہ اتار دینا، وہ ہر جابر کو ذلیل کر دیتا ہے، اور ہر مغرور کو پست بنا دیتا ہے کہ تمہارے پاس اُس کے عذاب سے بچنے کی طاقت و صلاحیت نہیں ہے اور تم اُس کے معاف کرنے اور رحم سے بے نیاز بھی نہیں اور خبردار، کسی کو معاف کرنے پر شرمندہ نہ ہونا اور کسی کو سزا دے کر غرور نہ کرنا۔ غصے کے اظہار میں جلد بازی نہ کرنا اور اگر ٹال دینے کی گنجائش موجود ہو تو خبردار، یہ نہ کہنا کہ مجھے حاکم بنایا گیا ہے۔ (۱) لہذا میری شان یہ ہے کہ میں حکم دوں اور میری اطاعت کی جائے کہ اس طرح فساد دل میں داخل ہو جائے گا اور دین کمزور پڑ جائے گا اور انسان تعمیراتِ زمانہ سے فریب ہو جائے گا۔ اگر کبھی سلطنت اور حکمرانی کو دیکھ کر دل میں عظمت و تکبر اور غرور پیدا ہو، تو اپنے پروردگار کے عظیم ترین مُلک پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تمہارے اُوپر تم سے زیادہ قادر ہے کہ اس طرح تمہارے نفس کی سرکشی دب جائے گی،

تمہاری طغیانی رُک جائے گی اور تمہاری گم شدہ عقل واپس آجائے گی۔

(۱) قانون سزا میں نرمی و رحمدلی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کیونکہ سزا میں مجرم کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔

آیت: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

(سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹)

اور اگر آپ سخت طبیعت، درشت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ کے ارد گرد سے

تتر بتر ہو جاتے۔ (نور القرآن، ص ۷۲)

حدیث: قال الصادق ؑ: ”مَنْ كَانَ رَفِيقًا فِي أَمْرِهِ نَالَ مَا يُرِيدُ مِنَ النَّاسِ“

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ جو شخص نرمی اور پیار و محبت سے حکم

دیتا ہے وہ لوگوں سے جو کچھ چاہتا ہے حاصل کر لیتا ہے۔

(منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۱، ص ۴۳۴)

(۲) گناہگاروں و خطا کاروں کی اصلاح کے لیے عفو و درگزر اور معافی کے

طریقے اپنائے جائیں کیوں کہ ہر مسئلہ کا حل سزا نہیں بلکہ معافی زیادہ موثر واقع ہوتی

ہے۔

آیت: وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا

اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے مگر جو معاف کر دے اور تعلقات اچھے رکھے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے بلاشبہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(نور القرآن، ص ۴۸۸)

حدیث: قال النبی ﷺ: 'تَجَاوَزُوا عَنْ عَثْرَاتِ الْخَاطِئِينَ يَقِيكُمْ اللَّهُ بِذَلِكَ سُوءَ الْإِقْدَارِ'

رسول الخدایتی ﷺ فرماتے ہیں: خطا کاروں کی لغزشوں سے غفور و درگزر کرو کہ اللہ اس کی بدولت تمہیں بد قسمتی سے محفوظ رکھے گا۔

(منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۶۹۸)

۳) نا انصافی و معاشرتی نابرابری کے تمام راستوں کو بند کیا جائے۔

آیت: وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ  
(سورہ ہود، آیت ۱۱۳)

اور ان کی طرف جو ظالم ہیں نہ جھکو کہ پہنچے تم کو آتش دوزخ اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے کوئی حوالی موالی نہ ہوں گے، پھر تمہاری مددہ ہوگی۔

(نور القرآن، ص ۲۳۵)

حدیث: قال علیؑ: إِيَّاكَ وَالظُّلْمَ فَمَنْ ظَلَمَ كَرِهَتْ أَيَّامُهُ، حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ظلم سے بچو، کیوں کہ جس نے ظلم کیا اس پر برے دن مسلط ہوں گے۔

(منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۶۳۲)

☆ شرح:

یعنی رحم اور مہربانی کو اپنا شعار بنا لو۔ شعار (عربی میں) یعنی وہ لباس جو جسم سے چپکار ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: چونکہ رعیت کے افراد یا تو آپ کے دینی بھائی ہیں یا آپ کی طرح انسان ہیں۔ اس لیے انسانی فطرت اور ہم نوعی کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ان پر مہربان رہیں۔ (۱)

☆ شرح:

تعرض لهم العلل۔ جن سے لغزشین ہو جاتی ہیں: اس سے مراد وہ امور ہیں جو حوالی کے احکامات کو مطلوبہ صورت میں نافذ کرنے سے انہیں مصروف رکھتے ہیں۔ ویؤتی علی ایدیہم۔ اور انہیں خطاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے: یہ کنایہ ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ غیر معصوم ہیں بلکہ خطا اور غلطی بھی ان سے سرزد ہو جاتی ہے۔

ولاتنصبن نفسک لحرب اللہ۔ اپنے نفس کو اللہ کے مقابلے پر نہ اتار دینا۔ اللہ کے سامنے معصیت کرنے کے مفہوم کی بھرپور وضاحت کے لیے حرب ”جنگ“ کا لفظ بطور استعارہ لایا گیا ہے۔ (۲)

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱، ص ۳۳

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ امی از نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۴۳



والغیر۔ یہ غیرت کی جمع ہے اور اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف کہ: ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ ینزلوا ما بانفسہم۔ (سورہ رعد آیت ۱۱) ج کا اردو شعر  
ی ترجمہ یہ ہے کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی  
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

☆☆ شرح:

۱۔ وَأَشْعِرُ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ: اپنی قوم و ملت کے لیے اپنے دل کو رحمت و محبت اور لطف و کرم سے بھر دے۔

۲۔ تَعْرِضُ لَهُمُ الْعِلْلُ: کبھی تکالیف سے دوچار ہوتے ہیں۔

۳۔ وَلَا تُسْرِعَنَّ إِلَىٰ بَادِرَةٍ: نیز اس حادثے کے معاملے میں جو پیش آنے والا ہے مگر اس کی چارہ جوئی ممکن ہے ہرگز جلدی نہ کرنا۔

۴۔ عَزَبَ عَنكَ مِنْ: جو خود پسندی کے برے اثرات سے دوچار ہو گئی تھی۔

۵۔ فَأَغْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ: یعنی ایسے مواقع میں (۱)

۶۔ وَلَا تَقُولَنَّ إِنِّي مُؤَمَّرٌ: یعنی یہ نہ کہو کہ میں مامور ہوں اور حالات پر میرا قابو ہے۔

۷۔ وَتَقَرَّبْتُ مِنَ الْغَيْرِ: یعنی اقتدار اور حاکمیت میں تبدیلی کے نزدیک ہونے کا

سبب کی بنا پر

باعث ہے۔

حیدرآباد لطیف آباد پونٹ نمبر ۸-۸۱

## مشکل الفاظ اور اس کے معانی:

(۱) بَطْرُطٌ: سرزد ہو جاتی ہے۔ (۲) الرَّؤْلُنْ: لغزش (۳) اسْتِكْفَاكٌ: طلب کفایت کیا ہے۔ (۴) لِحْرٌ بِاللّٰهِ: قوانین الہیہ کی مخالفت (۵) تَقَمُّثٌ: عذاب۔ (۶) نَجْحٌ: طرح۔ (۷) وِرْوَةٌ: آثار غیبیہ و غضب (۸) مندوحہ: وسعت (۹) مَوْتَرٌ: مسلط (۱۰) اذغال: فساد کرنا (۱۱) منھکہ: کمزوری (۱۲) غیر: حوادث زمانہ (۱۳) ابھہ: عظمت و ہیبت (۱۴) تخیلہ: غرور (۱۵) یطامن: کم کر دیتا ہے (۱۶) طماح: اکر (۱۷) غرب: شدت (۱۸) یغنی: واپس آجاتا ہے (۱۹) عزب: غائب ہو گیا، (تشریح) اسلام کا مدعا عوام کو راضی رکھنا اور ان کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے، عوام کو اپنے انگوٹھے کے نیچے رکھنا یا انہیں انکے واقعی مفادات سے بے خبر رکھنا نہیں ہے، یہ دنیا کے ظالم اور بے دین حکام کا طرز عمل ہے اور اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

## غرور اور خود پسندی سے پرہیز

إِيَّاكَ وَمُسَامَاةَ اللَّهِ فِي عَظَمَتِهِ، وَالتَّشْبُهَ بِهِ فِي جَبْرُوتِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ يُذِلُّ كُلَّ جَبَّارٍ وَيُهَيِّئُ كُلَّ مُخْتَالٍ أَنْصِفِ اللَّهَ وَأَنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ وَمِنْ خَاصَّةِ أَهْلِكَ، وَمَنْ لَكَ فِيهِ هَوَى مِنْ رَعِيَّتِكَ، فَإِنَّكَ إِلَّا تَفْعَلْ تَظْلِمُ، وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللَّهِ كَانَ اللَّهُ خَصَمَهُ دُونَ عِبَادِهِ، وَمَنْ خَاصَمَهُ اللَّهُ أَدْحَضَ (۱) حُجَّتَهُ، وَكَانَ لِلَّهِ حَرْبًا (۲) حَتَّى يَنْزِعَ (۳) أَوْ يُتَوَبَ. وَلَيْسَ شَيْءٌ أَدْعَى إِلَى تَغْيِيرِ نِعْمَةِ اللَّهِ وَتَعْجِيلِ نِقْمَتِهِ مِنْ إِقَامَةِ عَلِيٍّ ظُلْمٍ، فَإِنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ دَعْوَةَ الْمُضْطَّهِدِينَ وَهُوَ لِلظَّالِمِينَ بِالْمِرْصَادِ.

ترجمہ: دیکھو خبردار، اللہ سے اُس کی بڑائی میں مقابلہ اور اُس کے جبروت سے برابری کی کوشش نہ کرنا کہ وہ ہر جبار کو ذلیل کرتا ہے اور ہر مغرور کو پست بنا دیتا ہے۔ اپنی ذات، اپنے اہل و عیال اور رعایا میں جن سے تمہیں خاص تعلق ہے، سب کے سلسلے میں اپنے نفس اور اپنے پروردگار سے انصاف کرنا کہ اگر ایسا نہ کیا تو ظالم بن جاؤ گے اور جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرے گا، اس کے دشمن لوگ نہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ ہوگا، اور جس کا دشمن خود اللہ تعالیٰ ہو جائے، اس کی ہر دلیل باطل ہو جائے گی، اور وہ ربِّ تعالیٰ کا مدِّ مقابل تصور ہوگا، جب تک اپنے ظلم سے باز نہ آجائے یا توبہ نہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا رک جانا اور اُس کے عذاب میں جلدی کا سبب، ظلم پر قائم رہنے سے بڑا کوئی اور نہیں ہے، اس لیے کہ وہ مظلوموں کی فریاد سننے والا اور ظالموں کے لیے موقع

کا انتظار کر رہا ہے۔

(۱) جبر و قہر اور آمریت سے اجتناب برتا جائے کہ ان کا انجام بہت بُرا ہے۔

آیت: فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ

(سورہ نحل، آیت ۲۹)

تو اب داخل ہو دو زح کے دروازوں میں، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہتے ہوئے،

تو کیا برا ٹھکانا ہے وہ سرکشی کرنے والوں کا۔

(نور القرآن، ص ۲۷۱)

حدیث: قَالَ الصَّادِقُ: مِمَّنْ رَجُلٍ تَكَبَّرَ أَوْ تَجَبَّرَ إِلَّا لِلذَّلَّةِ فِي نَفْسِهِ

امام جعفر صادق عليه السلام فرماتے ہیں: کوئی بھی مرد تکبر یا جبر و قہر نہیں کرتا مگر جب

اپنے آپ میں کوئی پستی اور ذلت محسوس کرتا ہے۔

(منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۸۲۶)

(۲) عوام کے رفاہ کو ہر چیز پر مقدم رکھا جائے اور ان کی بھلائی پر تمام تر وسائل

صرف کیے جائیں۔

آیت: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ

(سورہ آل عمران، ص ۹۲)

بِهِ عَلِيمٌ

ہرگز تم بھلائی کا درجہ حاصل نہیں کرو گے جب تک خیرات نہ کرو اس میں سے

(نور القرآن، ص ۶۳)

جو تمہیں پسند ہے۔

حدیث: قَالَ الصَّادِقُ: ”ثَلَاثَةٌ أَشْيَاءُ يَحْتَاجُ النَّاسُ طُرًّا إِلَيْهَا الْأَمْنُ

وَالْعَدْلُ وَالْخِصْبُ“

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: تین چیزیں تمام لوگوں کی ضرورت ہوتی ہیں، امن و امان، عدل و انصاف اور رفا و آسائش۔

(منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۱۰۲۲)

۳) حاکمانہ غرور و تکبر ہرگز نہ اپنایا جائے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ه الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ه فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ

(سورۃ الفطار، ص ۸ تا ۶)

اے آدمی! کاہے نے تجھے دھوکے میں مبتلا کر دیا اپنے اس لطف و کرم والے پروردگار کے بارے میں، جس نے تجھے خلق کیا تو تجھے سرتاپا درست بنایا، تیرے اعضاء میں تناسب پیدا کیا۔

(انوار القرآن، ص ۵۹۳)

حدیث: قال علی علیہ السلام: اِنَّ مِنَ الْعُرَّةِ بِاللّٰهِ اَنْ يَّصِرَ الْعَبْدُ عَلٰى الْمَعْصِيَةِ وَيَتَمَنَّى عَلٰى اللّٰهِ الْمَغْفِرَةَ“

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ کے بارے میں دھوکہ اور غرور میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کا کوئی بندہ گناہ و معصیت پر مصر رہے اور اللہ سے مغفرت اور بخشش کی بے جا امید رکھے۔

(منتخب میزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۷۶۰)

☆ شرح:

- ۱۔ اَنْصِفِ اللّٰهَ : اللہ کی نسبت انصاف کرو۔ (۱)  
 ۲۔ وَكَيْسَ شَيْءٌ اَدْعَىٰ اِلَيْهِ : یعنی جان لو کہ کوئی بھی چیز۔ (۲)

۱۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۳

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۵

حاشیہ: دنیا کے ہر سماج میں دو طرح کے افراد پائے جاتے ہیں، ”خواص اور عوام“

خواص: وہ ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی بنیاد پر اپنے امتیازات کے قائل ہوتے ہیں، اور ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ انہیں قانون میں زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل ہوں، اور ہر موقع پر ان کی حیثیت کو پیش نظر رکھا جائے۔

اس کے برخلاف عوام الناس: ہر مصیبت میں سینہ سپر رہتے ہیں، ہر خدمت کے لیے آمادہ رہتے ہیں اور کم سے کم مطالبہ کرتے ہیں، مولانا علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہکتے کی طرف متوجہ کیا ہے کہ حاکم کا فرض ہے کہ وہ عوام الناس کے مفادات کا تحفظ کرے اور انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرے کہ پہلی دین کا ستون ہے۔ اور انہیں سے اسلام کی طاقت کا مظاہرہ ہوتا ہے، اس کے بعد اگر خواص ناراض بھی ہو گئے تو ان کی ناراضی کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور اس کے کام چلتے رہیں گے، لیکن اگر عوام الناس ہاتھ سے نکل گئے اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے تو اس طوفان کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا اور یہ سیلاب بڑے بڑے تخت و تاج کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) ادھن: باطل کر دے گا (۲) حرب: جنگ کرنے والا (۳) بیزع: باز آجائے۔

## عدل و انصاف کا قیام

وَلْيَكُنْ أَحَبَّ الْأُمُورِ إِلَيْكَ أَوْسَطُهَا فِي الْحَقِّ ، وَأَعْمَهَا فِي الْعَدْلِ وَأَجْمَعُهَا  
 (☆) لِرِضَى الرَّعِيَّةِ ، فَإِنَّ سُخْطَ الْعَامَّةِ يُجْحِفُ (۱) بِرِضَى الْخَاصَّةِ يُغْفَرُ  
 مَعَ رِضَى الْعَامَّةِ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الرَّعِيَّةِ أَثْقَلَ عَلَى الْوَالِيِّ مَوْؤَنَةً فِي الرَّخَاءِ ،  
 وَأَقْلَ مَعُونَةً لَهُ فِي الْبَلَاءِ ، وَ أَكْرَهُ لِلْإِنصَافِ ، وَأَسْأَلَ بِالْإِلْحَافِ (۲) ، وَ  
 أَقْلَ شُكْرًا عِنْدَ الْإِعْطَاءِ . وَأَبْطَأَ عُذْرًا عِنْدَ الْمَنْعِ ، وَأَضْعَفَ صَبْرًا عِنْدَ مُلِمَاتِ  
 الدَّهْرِ مِنْ أَهْلِ الْخَاصَّةِ وَأَنَّمَا عِمَادُ الدِّينِ ، وَجَمَاعُ (۳) الْمُسْلِمِينَ ،  
 وَالْعِدَّةُ لِلْأَعْدَاءِ الْعَامَّةِ مِنَ الْأُمَّةِ فَلْيَكُنْ صِغُوكَ (۴) لَهُمْ وَمِثْلِكَ مَعَهُمْ .

ترجمہ: تمہارے لیے پسندیدہ کام وہ ہونے چاہئیں، جو حق کے اعتبار سے سب سے  
 اچھے، انصاف کے اعتبار سے سب کو شامل اور رعایا کی مرضی سے عوام کی اکثریت کے  
 لیے پسندیدہ ہوں کہ عام لوگوں کی ناراضی خواص کی رضامندی کو زائل کر دیتی ہے اور  
 خاص لوگوں کی ناراضی عام لوگوں کی رضا کے ساتھ قابلِ معافی ہے۔ خواص رعایا میں  
 طبقہ والی (عالم) پر خوش حالی میں بوجھ، بلاؤں میں کم ترین مددگار، انصاف کو ناپسند  
 کرنا اور اصرار کے ساتھ مطالبات کرنا، عطا کے موقع پر کم شکر یہ ادا کرنے والا اور  
 بخشش و عطا نہ کرنے کے موقع پر عذر بہ مشکل قبول کرنے والا اور زمانے کے مصائب  
 میں کمترین صبر کرنے والا طبقہ ہے۔

(۱) معاشرہ کے کسی فرد کو اس کے حق سے محروم نہ رکھا جائے اور نہ ہی کسی کے دل میں محرومیت کا احساس جنم پائے۔

آیت: **وَأْتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرْ تَبْدِيرًا**

(سورۃ اسراء، آیت ۲۶)

اور قربات دار کو اس کا حق عطا کرو اور مسکین اور مسافر کو اور بہت زیادہ بے

جا خرچ نہ کرو۔ (نور القرآن، ص ۲۸۵)

حدیث: **قال علی علیہ السلام: وَأَعْظَمُ مَا افْتَرَضَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ**

**تِلْكَ الْحُقُوقِ: حَقُّ الْوَالِي عَلَى الرَّعِيَّةِ وَحَقُّ الرَّعِيَّةِ عَلَى الْوَالِي** “

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جن حقوق کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے ان

میں سے سب سے عظیم ہو ہیں جو والی (حاکم) پر رعیت کے سلسلے میں اور رعیت پر والی

(حاکم) کے متعلق مقرر کئے گئے ہیں۔ (منتخب میزان الحکمة، جلد ۱، ص ۲۸۶)

(۲) معاشرے کے محروم افراد کی بہبود و بہتری کے لیے ٹھوس اقدامات کئے

جائیں۔

آیت: **وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ**

(سورۃ الذاریات، آیت ۱۹)

اور ان کے اموال میں حق تھا مانگنے والے کے لیے۔

حدیث: **قال علی علیہ السلام: ” جَعَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ حُقُوقَ عِبَادِهِ**

**مُقَدَّمَةً عَلَى حُقُوقِهِ فَمَنْ قَامَ بِحُقُوقِ عِبَادِ اللَّهِ كَانَ مُؤَدِّيًّا إِلَى الْقِيَامِ**



اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بندوں کے حقوق کو اپنے حقوق پر مقدم کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص حقوق العباد ادا کرتا ہے وہ حقوق اللہ کو بھی ادا کر سکتا ہے۔

(میزان الحکمۃ، جلد ۲، ص ۷۴)

### ☆ شرح:

پھر آپؐ نے ان کو یہ تعلیم دی کہ امارت اور حکومت کا قانون یہ ہے کہ عوام کی رضایت اور ان کو خوش کرنے کے لیے جدوجہد اور کوشش کرے۔ کیونکہ حکمران اور امراء کے لیے قریبی افراد اور خاص لوگوں کی ناراضی اس وقت کوئی خطرہ نہیں رکھتی جب عوام ان سے راضی ہوں۔ لیکن اگر عوام ناراض ہو جائیں تو خواص کی خوشنودی بے فائدہ ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک ملک میں دس بیس صاحب ثروت افراد اور حکمران خاندان کے دو متمند حضرات ہمیشہ حاکم کے ساتھ اس کی خدمت کرتے رہیں، اس کے ساتھ راتیں گزاریں اور یہ ان کا دوست بن جائے تو یہ لوگ اور وہ لوگ جو ارباب سفارش اور خاص مراعات والے ہیں اس وقت اس کے کوئی کام نہیں آتے جب عوام ان کو مسترد کر دیں۔ اس کے برعکس ان کی ناراضی اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اگر عوام اس سے خوش ہوں۔ کیونکہ خاص لوگوں کی ضرورت انہی پر منحصر نہیں ہے اور ان کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن حکمران عوام سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ نیز اگر عوام اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو یہ ٹھاٹھیں

ماتے ہوئے سمندر کی طرح بن جائیں گے جس کا کوئی بھی شخص حریف نہیں بن سکتا۔  
جبکہ خواص میں یہ امتیاز نہیں ہے۔ (۱)

☆☆ شرح:

۱۔ یُعْتَفَرُ مَعَ رِضَى الْعَامَّةِ : یعنی قابل تلافی ہے۔ (۲)

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۷، ص ۳۵

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرذہ ای از نہج البلاغہ: ج ۳۳، ص ۱۳۵

مسلمانوں کی اجتماعی طاقت (دین کا ستون ہے) دشمنوں کے مقابلے میں  
 سامانِ دفاع عوام ہی ہوتے ہیں۔ لہذا تمہارا اُٹھ کاؤ انہی کی جانب ہونا چاہیے اور تمہارا  
 رجحان انہی کی طرف ضروری ہے۔

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) سمجھ: برباد کر دیتا ہے (۲) الحاف: اصرار (۳) جماع (۴) صفو: میل

## رازداری کی ضرورت

وَلَيْسَ كُنْ أَبْعَدَ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ ، وَأَشْنَأَهُمْ (۱) عِنْدَكَ ، أَطْلَبُهُمْ (۲) لِمَعَابِ  
النَّاسِ ، فَإِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوبًا ، أَلْوَالِي أَحَقُّ مَنْ سَتَرَ هَا ، فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا  
غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ ، وَاللَّهُ يَحْكُمُ عَلَى مَا غَابَ  
عَنْكَ . فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللَّهُ مِنْكَ مَا تَحِبُّ سِتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ .  
أَطْلِقِ (۳) عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ كُلِّ حِقْدٍ ، وَأَقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وَتْرٍ (۴) ، وَ  
تَغَابَ (۵) عَنْ كُلِّ مَالًا يَضِحُ (۶) لَكَ ، وَلَا تَعْجَلَنَّ إِلَى تَصْدِيقِ سَاعٍ ،  
فَإِنَّ السَّاعِيَ (۷) غَاشٌّ ، وَإِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِينَ . ☆

ترجمہ: رعایا میں سے سب سے دُور اس شخص کو رکھو، جو سب سے زیادہ لوگوں کی  
عیب جوئی کا متلاشی ہو۔ اس لیے کہ لوگوں میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ  
پوشی کی سب سے بڑی ذمے داری گورنر (والی) پر ہے۔ لہذا خبردار، جو عیب تمہارے  
سامنے نہیں ہے اس کا انکشاف نہ کرنا، تمہاری ذمے داری تو صرف عیوب کی اصلاح  
کردینا ہے اور غیب کا فیصلہ کرنے والا رب العزت ہے، جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں  
کے ان عیبوں کی پردہ پوشی کرتے رہو، جن عیوب کی پردہ پوشی کی اپنے پروردگار سے  
تمنا کرتے ہو۔ لوگوں کی طرف سے بغض و کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کو  
کاٹ دو اور جو بات تمہارے لیے واضح طور پر نہ ہو، اس سے تم بھی انجان بن جاؤ اور  
ہر چغل خور کی بات کی تصدیق جلدی سے نہ کیا کرو، کیوں کہ چغل خور ہمیشہ خیانت

کرنے والا ہوتا ہے، چاہے وہ مخلص ہی بن کر کیوں نہ آجائے۔

(۱) جاسوسی کا نظام انسانی قدروں اور فطری آزادی کی پامالی کا سبب بنتا ہے۔ اصلاحی امور میں توجہ دے کر لوگوں کی شخصی زندگی کے معاملات میں مداخلت نہ کی جائے بلکہ کمزور طبائع کے مالک افراد کے اعمال پر پردہ پوشی کے ذریعے انکی اصلاح کا ہدف حاصل کیا جائے۔

آیت: وَيَلُّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

(سورہ الہمزہ، آیت ۱)

دائے ہو ہر اس شخص کے لیے جو طعن و تشنیع کر نیوالا لوگوں کی برائیوں کو

اچھالنے والا ہو۔

حدیث: قال الصادق عليه السلام: اَبْعَدَ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ اللَّهِ اَنْ يَكُونَ

الرَّجُلُ يُوَاخِي الرَّجُلَ وَهُوَ يَحْفَظُ عَلَيْهِ زَلًّا تَبَهُ لِيُعَيَّرَهُ بِهَا يَوْمَ مَا

امام جعفر صادق عليه السلام کا ارشاد ہے: وہ بندہ خدا، اللہ سے نہایت ہی دور ہے

جس کسی کیساتھ اور نہ تعلقات استوار کرتا ہے اور اس کی لغزشوں کو اپنی یادداشت میں رکھتا ہے تاکہ کسی دن اس کی سرزنش کرے۔

(منتخب میزان الحکمة، جلد ۲، ص ۷۵۶)

(۲) افرادِ معاشرہ کے درمیان بہتر باہمی روابط کے قیام کو یقینی بنا کر ان کے درمیان دشمنی و عداوت کے جذبات کا قلع قمع کر دیا جائے۔

آیت: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(سورہ حجرات، آیت ۱۰)

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہی تو ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، شاید اس کی رحمت تمہارے شامل حال ہو جائے۔

(نور القرآن، ص ۵۷)

حدیث: قال الصادق عليه السلام : صَدَقَةٌ يُحِبُّهَا اللَّهُ : إِصْلَاحٌ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا وَتَقَارُبٌ بَيْنَهُمْ إِذَا تَبَاعَدُوا۔

امام جعفر صادق عليه السلام فرماتے ہیں: وہ صدقہ جسے اللہ پسند کرتا ہے یہ ہے کہ جب لوگوں کے تعلقات خراب ہو جائیں تو ان کی اصلاح کی جائے اور جب ان کے درمیان دوری پیدا ہو جائے تو انہیں آپس میں ملا یا جائے۔

(منتخب المیزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۵۸۴)

☆ شرح:

۱۔ فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ : بنا برائیں جہاں تک ممکن ہے لوگوں کے عیبوں کو چھپا لو تا کہ اللہ تمہاری ان برائیوں کو چھپالے جن کے لوگوں میں فاش ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔

۲۔ أَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ : یعنی اچھے برتاؤ کے ذریعے سے

☆☆ شرح:

الحورة ----- وہ بڑی چیز جو آدمی سے سرزد ہو جائے۔ (۱)

۱۔ ترجمہ گویا و شرح فشرده امی از نسخ البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۵

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) اشنو: بدترین دشمن (۲) الطلب: سب سے زیادہ طلب کرنے والا (۳) اطلق: کھول دو (۴) وتر: عداوت (۵) تغاب:

تغافل (۶) بضح: واضح ہو جائے (۷) ساعی: چغلی کھانے والا۔

## مشیر کون ہو؟

وَلَا تَدْخُلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلاً يُعَدِلُ بِكَ عَنِ الْفُضْلِ (۱) ، وَيَعِدُكَ (۲) (☆) الْفَقْرَ ، وَلَا جَبَانًا يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ ، وَلَا حَرِيصًا يُزِيئُ لَكَ الشَّرَّهٗ (۳) بِالْجَوْرِ ، فَإِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتَّى (۴) يَجْمَعُهَا سُوءُ (☆☆) الظَّنِّ بِاللَّهِ . إِنَّ شَرَّوَرَرَاتِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ قَبْلَكَ وَزِيْرًا ، وَمَنْ شَرَّ كَهُمْ فِي الْأَثَامِ فَلَا يَكُونَنَّ لَكَ بَطَانَةً ، (۵) فَإِنَّهُمْ أَغْوَانُ الْأَثَمَةِ (۶) ، وَإِخْوَانُ الظُّلْمَةِ (۷) ، وَأَنْتَ وَاجِدٌ مِنْهُمْ خَيْرَ الْخَلْفِ مِمَّنْ لَهُ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَنَفَادِهِمْ ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَصَارِهِمْ (۸) وَأُوزَارِهِمْ (۹) وَأَثَامِهِمْ . مِمَّنْ لَمْ يُعَاوِنُ ظَالِمًا عَلَى ظُلْمِهِ ، وَلَا آثِمًا عَلَى إِثْمِهِ ، أُولَئِكَ أَخْفَتْ عَلَيْكَ مَوْؤَنَةً ، وَأَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً ، وَأَحْسَى عَلَيْكَ عَطْفًا ، وَأَقْلَلُ لِعَيْرِكَ الْفَأْ (۱۰) ، فَاتَّخِذْ أَوْلِيَاكَ خَاصَّةً لِحَلْوَاتِكَ وَحَفَلَاتِكَ ، ثُمَّ لِيَكُنْ آثَرُهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَلُهُمْ بِمُرَّ الْحَقِّ لَكَ ، وَأَقْلَهُمْ مُسَاعَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ مِمَّا كَرِهَ اللَّهُ لِأَوْلِيَائِهِ ، وَاقِعًا ذَلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ .

ترجمہ:

بے ایمان سے مشورے کی ممانعت:

دیکھو، اپنے مشورے میں کسی کنجوس (بخیل) کو شریک مت کرنا، کہ وہ تمہیں فضل و کرم کی راہ سے ہٹا دے گا اور تمہیں فقر و فاقے کا خوف دلاتا رہے گا اور اسی طرح بزدل



سے مشورہ نہ کرنا کہ وہ تمہیں ہر معاملے میں کمزور بنائے گا، اور حریص اور لالچی شخص سے بھی مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ انداز سے مال جمع کرنے کو بھی تمہاری نگاہوں میں سجا کر پیش کرے گا، یہ بخل، بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصوصیات ہیں، مگر ان سب کی قدر مشترک رب العزت سے سُوئے ظن ہے، جس کی وجہ سے یہ خصلتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

شریرو زراء: اور دیکھو، تمہارے وزیروں میں سب سے بدترین وہ شخص ہے، جو تم سے پہلے اشارہ کا وزیر رہ چکا ہو اور ان کے گناہوں میں بھی شریک رہ چکا ہو۔ لہذا خبردار، ایسے افراد کو اپنے مصاحب میں شریک نہ کرنا، یہ ظالموں کے مددگار و معاون اور خیانت کرنے والوں کے ساتھی ہیں۔

با ایمان لوگوں سے مشورے کی تاکید:

اور تمہیں ان کے بجائے دوسرے بہترین لوگ مل سکتے ہیں، جن کے پاس انہی جیسی عقل اور کام کی صلاحیت ہو اور ان جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے ڈھیر نہ ہوں۔ نہ انہوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد و معاونت کی ہو، اور نہ کسی گناہ گار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ ایسے لوگ ہیں، جن کا بوجھ تمہارے لیے ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین معاون ہوں گے اور تمہاری طرف محبت کا ہتھکاؤ ہوگا اور غیروں سے اُلفت و محبت بھی نہیں رکھتے ہوں گے۔ اپنے اجتماعات میں انہی کو اپنا مصاحب قرار دینا اور ان میں سے سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کی تلخ بات

کو کہنے کی زیادہ جرأت رکھنے والا ہو، اور تمہارے کسی ایسے عمل میں تمہارا ساتھ نہ دے، جسے رب تعالیٰ اپنے اولیاء کے لیے ناپسند فرماتا ہو، چاہے وہ تمہاری خواہشات سے کتنی ہی زیادہ رغبت رکھتا ہو۔

(۱) معاشرے میں باہمی مشاورت کے نظام کو رائج کریں تاکہ افراد کی فکری و عملی توانائیوں سے استفادہ ممکن ہو۔

آیت: وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ  
(سورہ شوریٰ، آیت ۳۸)

اور جنہوں نے اپنے پروردگار کے فرمان کو ماننا ہے اور نماز کے پابند رہے اور ان کے معاملات ان کے درمیان باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اور جو اس میں سے ہم نے انہیں دیا ہے خیرات کرتے ہیں۔

(انوار القرآن، ص ۴۸۸)

حدیث: ”قال علیؑ: لَا ظَهِيرَ كَالْمَشَاوِرَةِ“

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: مشورت سے بڑھ کر کوئی سہارا نہیں۔

(منتخب میزان الحکمة، جلد ۱، ص ۵۵۶)

(۲) بخل، حرص و بدگمانی کی لغتیں ختم کر کے اعتماد کی فضا بحال کی جائے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ  
(سورہ حجرات، آیت ۱۲)

اے ایمان لانے والو! بہت سے گمانوں سے پرہیز کرو، یقیناً بعض گمان بڑا گناہ ہونے ہیں۔  
(انوار القرآن، ص ۵۱۸)

حدیث: قال علیؑ: ”حُسْنُ الظَّنِّ رَاحَةُ الْقَلْبِ وَسَلَامَةُ الدِّينِ“

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: نیک گمانی دل کی راحت اور دین کی سلامتی کا باعث ہے۔

(منتخب میزان الحکمة، جلد ۲، ص ۶۳۶)

۳) گناہگار، خطا کار، بدکردار، خیانت کار افراد کو امور مملکت داری میں اہم ذمہ داریاں نہ سونپی جائے۔

آیت: إِنَّ وَلِيَّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

(سورہ اعراف، آیت ۱۹۶)

یقیناً میرا ولی اللہ ہے جس نے یہ کتاب اتاری ہے اور وہ سرپرستی کرتا ہے نیت اعمال لوگوں کی۔  
(نور القرآن، ص ۱۷۷)

حدیث: قال النبی ﷺ: ”إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُؤْتِي عَلَىٰ هَذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ“ .

رسول الخدای ﷺ فرماتے ہیں: بخدا ہم اس کام کی ذمہ داری ایسے شخص کو نہیں سونپتے جو اسکی خواہش کرے نہ ہی ایسے کو جو اس میں لالچ رکھتا ہے۔

(منتخب میزان الحکمة، جلد ۲، ص ۱۱۰۰)

۴) طبقاتی امتیازات اور اشرافی تصورات کو پروان نہ چڑھنے دیں۔

آیت: قُلْ أَتَعْلَمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (سورۃ الحجرات، آیت ۱۳)

اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں قرار دیا ہے اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، یقیناً تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے یہاں وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

(انوار القرآن، ص ۵۱۸)

حدیث: قال علیؑ: النَّاسُ فِي الْحَقِّ سَوَاءٌ “

حضرت علیؑ نے فرمایا: حقوق میں تمام لوگ برابر ہیں۔

(منتخب المیزان الحکمتہ، جلد ۲، ص ۱۰۲۲)

۵) خوشامدیوں اور چاچا پوسی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے، کیوں کہ وہ حکام کو اپنے مفادات کے تحفظ کی راہ پر گامزن رکھتے ہیں جس سے امور مملکت درست انجام پذیر نہیں ہو سکتے۔

آیت: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَرِثَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (سورۃ انفال، آیت ۴۷)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو نکلے اپنے گھروں سے اکڑ میں اور آدمیوں کو دکھانے کے لیے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اللہ اس پر جو وہ کرتے ہیں حاوی ہے۔

(نور القرآن، ص ۱۸۴)

حدیث: قال علیؑ: مَا أَقْبَحَ بِالْإِنْسَانِ بَاطِنًا عَلِيلًا وَظَاهِرًا جَمِيلًا “

حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں: انسان کے لیے کتنا برا ہے کہ اس کا اندر اور باطن خراب ہو اور ظاہر اچھا ہو۔

(منتخب میزان الحکمة، جلد ۱، ص ۴۰۸)

(۶) متقی و پرہیزگار اور دیانت دار و با کردار افراد کی عزت و احترام میں ہرگز کمی و بیشی نہیں آنی چاہیے بلکہ پاکیزہ اقدار کی پاسداری کرنے والوں کی تکریم کے ذریعے معاشرہ میں ان صفات کو عام کرنے کا رواج پیدا کیا جائے۔

آیت: وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأَ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ (سورہ ہود، آیت ۳۸)

انہوں (نوح) نے کہا تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو ہم بھی (یکدن) تم سے تمسخر کریں گے جس طرح تم تمسخر کر رہے ہو۔

حدیث: قال الصادقؑ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: مَنْ أَهَانَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ أَرْصَدَ لِمَحَارَبَتِيْ وَأَنَا أَسْرَعُ شَيْءٍ إِلَىٰ نُصْرَةِ أَوْلِيَائِيْ

امام جعفر صادقؑ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: جو بھی شخص میرے کسی ولی (دوست) کی تذلیل کرے تو گویا اس نے مجھ سے جنگ کی تیاری کی ہے اور میں اپنے اولیاء (دوستوں) کی نصرت کرنے میں ہر چیز زیادہ تیز ہوں۔

(منتخب میزان الحکمة، جلد ۱، ص ۲۸۲)

☆ شرح :

اور کسی بخیل و کنجوس کو اپنے مشوروں میں ہمارا نہ بنائیں کیونکہ اس کی صفت یہ ہے کہ وہ آپ کو سخاوت سے بیزار کر کے غربت کی طرف لے جائے گا۔ یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اخذ کیا گیا ہے 'الشیطان بعد کم الفقر و یا مر کم بالفحشاء و المنکر۔۔۔' ﴿سورۃ البقرہ، ۲۶۸﴾

مفسرین کہتے ہیں یہاں پر فحشاء سے مراد بخل ہے اور یعد کم الفقر سے مراد یہ ہے کہ وہ (شیطان) تم پر یہ خیال مسلط کر دے گا کہ اگر تم نے مال دینے میں سخاوت سے کام لیا تو غربت کا شکار ہو جاؤ گے، وہ تمہیں ڈرائے گا اور تم ڈر جاؤ گے اور بخل کرتے رہو گے۔

☆☆☆ شرح:

آپؐ نے انہیں بدترین وزراء کے انتخاب سے منع فرمایا کہ ایسے لوگوں کو راز دار نہ بنائیں جو اس سے پہلے ظالموں کے ہمراز رہے ہیں۔ اس لیے کہ اب ظلم اور اس کے بارے میں ان کی خام خیالی ان کی ذات میں ریشہ دوانیاں کر چکی ہے، اس لیے بعید ہے کہ وہ اس سے الگ تھلگ ہو جائیں۔ چونکہ اب یہ ان کی خصلت بن گئی ہے جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گی۔ کیونکہ ایک عادت بن گئی ہے۔ کتاب و سنت میں ظالموں کی مدد کرنا نیز ان سے مدد طلب کرنا حرام قرار پایا ہے۔ پس جو شخص ان سے مدد طلب کرے گا وہ انہی کا مددگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وما كنت متخذ المضلین عضداً -- (۱) نیز لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیون الآخر یوادون سن حد اللہ ورسولہ (۲) (۳)

☆☆☆ ویزین لك الشره بالجور --- کیونکہ حریص اور لالچی شخص اپنی خصلت کی بناء پر مال حاصل کرنے اور جمع کرنے کا مشورہ دیتا رہے گا جا کی وجہ سے مشورہ لینے والا لالچ اور ظلم و نا انصافی کی مذموم صفت اپناتا جائے گا۔

۱۔ سورۃ الکہف ۵۱

۲۔ سورۃ الجادلہ ۲۲

۳۔ شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱، ص ۴۲

☆☆☆☆☆ شرح:

سؤ ظن ----- بدگمانی اللہ کی کماحقہ معرفت نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جاہل انسان اس بات سے نابلد ہے کہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے میں فیاضی سے کام لیتا ہے اس شخص کے لیے جو اس کی اصلیت رکھتا ہے۔ اس لیے اللہ پر بدگمان ہوتا ہے اور اس پر بھروسہ اور توکل نہیں کرتا، کیوں کہ اس کی خصلت اسے عطا و بخشش سے روک لیتی ہے اور فقر و فاقہ سے ڈرا دیتی ہے اس لیے اس کا نفس امارہ اسے لالچ پر اکساتا رہتا ہے اور بز دل اللہ کی اس جہت کی معرفت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے بندوں پر لطف و کرم کرتا ہے اور ان کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہے۔ نیز اسے لوگوں کے اجل کے بارے میں قدرت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا، اس لیے اسے یہ بدگمانی رہتی ہے کہ اللہ کو اس کے ضائع ہونے کی کوئی پرواہ نہیں اور وہ حفاظت نہیں کرتا اور جنگ سے گریز کرتا ہے۔ اس لیے بز دل اس کا لازمہ بن جاتی ہے۔



☆☆☆☆☆ شرح:

۱۔ وَلَا حَبَانًا يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ: نیز بزدل افراد سے مشورہ نہ کرو کیونکہ وہ ہر کام کے متعلق تیرا حوصلہ پست کر دیں گے۔

۲۔ فَإِنَّ الْبُخْلَ: یعنی جو کچھ بھی ایسے افراد کے بارے میں ہم نے بتایا وہ اس لیے تھا کہ کنجوسی۔۔۔۔۔

۳۔ وَمَنْ شَرَّ كَهْمُ فِي الْأَثَامِ: یعنی وہ افراد جو گناہوں میں ان کے شریک کارر ہے ہیں تمہارے رازدار نہ بن پائیں۔

۴۔ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَنَفَاذِهِمْ: یعنی وہ لوگ جو فکری طور پر اور سماجی اثر و رسوخ کے لحاظ سے ان سے کمتر نہیں ہیں۔ (۱)

۱۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از بیج البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۷

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) فضل: احسان (۲) بیدک: ڈراتا ہے (۳) شرہ: لالچ (۴) شتی: مختلف (۵) بطانہ: خاص لوگ (۶) الاثمہ: گنہگار (۷)

ظلمہ: جمع عالم (۸) اوزار: بوجھ، گناہ (۹) آصار: گناہ (۱۰) الف: الفت و انس

## اچھے لوگوں سے تعلقات

وَالصَّقُّ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَالصَّدَقِ ، ثُمَّ رُضُّهُمْ (۱) عَلَى الْأَلَا يُطْرُوكَ وَلَا (☆) يَبْجَحُوكَ (۲) بِيَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلُهُ ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْإِطْرَاءِ (۳) تُحَدِّثُ الزَّهْوَ (۴) ، وَتُدْنِي (۵) مِنَ الْعِزَّةِ (۶) وَلَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَالْمُسِيءَ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةِ سَوَاءٍ ، فَإِنَّ فِي ذَلِكَ تَرْهِيْدًا لِأَهْلِ الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ ، وَتَدْرِيْبًا لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ . وَالزِّمُّ كُلًّا مِنْهُمْ مَا لَزِمَ نَفْسَهُ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِأَدْعَى إِلَى حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ ، وَتَخْفِيْفِهِ الْمَوْؤُنَاتِ عَلَيْهِمْ ، وَتَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ إِيَّاهُمْ عَلَى مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلَهُمْ (۷) . فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذَلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ ، فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَبًا (۸) طَوِيْلًا . وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ حَسَنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسَنَ بِلَاؤُكَ عِنْدَهُ ، وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بِلَاؤُكَ عِنْدَهُ . وَلَا تَنْقُضْ سَنَةَ صَالِحَةٍ عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هَذِهِ الْأُمَّةِ ، وَاجْتَمَعَتْ بِهَا الْأَلْفَةُ ، وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ ، وَلَا تُحَدِّثَنَّ سُنَّةَ تَضْرِبُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِيِ تِلْكَ السَّنَنِ ، فَيَكُونُ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا وَالْوِرْزُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا . وَأَكْثَرُ مُدَارَسَةِ الْعُلَمَاءِ ، وَمُنَاقَشَةِ الْحُكَمَاءِ فِي تَثْبِيْتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرٌ بِلَاؤِكَ ، وَإِقَامَةِ مَا سَتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ .

ترجمہ: اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ، اہل صداقت اور دوست و احباب سے رکھنا اور

انہیں بھی اس امر کی تربیت دینا کہ وہ تمہاری بلا سبب تعریف نہ کریں اور کسی ایسے عمل کا غرور پیدا نہ کرائیں، جو تم نے سرانجام نہ دیا ہو، کیوں کہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر کر دیتا ہے۔ (۱) دیکھو خیردار، نیک اور بد کردار لوگ تمہارے نزدیک برابر نہ ہونے پائیں، کہ اس طرح نیک کردار لوگوں میں نیکی سے بددلی پیدا ہو جائے گی۔ بد کرداری کے حامل لوگوں کا حوصلہ بڑھے گا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا، جس کے لائق اُس نے خود کو بنایا ہے اور یاد رکھنا کہ حاکم میں رعایا سے حُسنِ ظن کی اسی قدر توقع کرنی چاہیے کہ جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے عمل پر مجبور نہیں کرنا، جو ان کے بس میں نہ ہو، لہذا تمہارا برتاؤ اس سلسلے میں ایسا ہی ہونا چاہیے، جس سے تم رعایا سے زیادہ سے زیادہ حُسنِ ظن پیدا کر سکو کہ یہ حُسنِ ظن بہت سی اندرونی زحمتوں کو ختم کر دیتا ہے اور تمہارے حُسنِ ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے، جس کے ساتھ تم نے بہتر سلوک کیا ہے۔

اور سب سے زیادہ بدظنی کا حق دار وہ شخص ہے، جس کا رویہ تمہارے ساتھ خراب رہا ہو۔ (1) دیکھو، کسی ایسی نیک سنت (۲) کو مت توڑنا، جس پر امت کے بزرگوں نے عمل کیا ہو اور اسی کے سبب سماج میں اُلفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی بہتری ہوتی ہے اور کوئی ایسی سنت رائج نہ کر دینا جو گزشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کہ اس طرح اجرا کے لیے ہوگا، جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمہاری گردن پر ہوگا، کیوں کہ تم نے اسے توڑ دیا ہے۔

عالموں کے ساتھ علمی مباحثہ اور حکماء کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا (۳)  
ان مسائل کے بارے میں جس سے علاقے کے امور کی بہتری ہوتی ہے اور وہ امور  
قائم رہتے ہیں، جن سے گزشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔

(۱) اہل علم و دانش حضرات کی فکری صلاحیتوں سے استفادہ کیا جائے اور علماء و  
دانشوروں کے ساتھ مشاورت کا باقاعدہ نظام قائم ہونا چاہئے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا  
يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانشُرُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ  
أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ (سورہ مجادلہ، آیت ۱۱)

اللہ بلندی نمایاں کرتا ہے بدرجہا انکی جو تم میں ایمان رکھتے ہیں اور جنہیں علم  
کا جوہر عطا ہوا ہے اور اللہ جو تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔

(نور القرآن، ص ۵۴۴)

حدیث: قال علیؑ: ” مَنْ وَقَرَ عَالِمًا فَقَدْ وَقَرَ رَبَّهُ “

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: جس نے کسی عالم کی عزت و تکریم کی اس نے  
یقیناً اپنے پروردگار کی عزت و تکریم کی ہے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۲۴۷)

☆ شرح:

پرہیزگار اور متقی لوگوں سے پیوست رہیں یعنی انہیں اپنے خواص اور مخلص بنا لیں۔

پھر انہیں اس بات پر راضی کر لیں کہ آپ کی تعریف آپ کے منہ پر نہ کریں اور آپ کو باطل اور غلط کام پر فخر کرنے والا نہ بنا لیں۔ یعنی مثلاً حکمرانوں کے ساتھی اور دوست ان سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ سے زیادہ عدل و انصاف والا حاکم نہیں دیکھا یا آپ سے زیادہ کھلے دل کا صدر آج تک ہمیں نظر نہیں آیا۔

ایک آدمی نے حضرت علیؑ کے سامنے آپ کی تعریف میں زیادہ روی کی، آپؑ نے اس سے فرمایا: ”جو کچھ تم بتا رہے ہو اس سے کمتر ہوں اور جو تمہارے دل میں ہے اس سے بالاتر ہوں۔ (۱)

## ☆☆☆ شرح:

۱۔ وَاللَّزِمُ كُفْلًا مِنْهُمْ مَا أَلَزَمَ نَفْسَهُ. : یعنی ہر ایک کو اس کی کارکردگی کے لحاظ سے

پاداش دو۔

۲۔ وَتَرَكِ اسْتِكْرَاهِهِ اِيَّاهُمْ : یعنی ایسے کام کرنے پر ان کو مجبور نہ کرنا جو ان پر فرض

نہیں ہے۔ (۱)

۱۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۹

حاشیہ: (۱) ان فقرات میں زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ہدایات کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس نکتے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حاکم کو کسی شعبہ حیات سے عاقل نہیں ہونا چاہیے، اور کسی بھی محاذ پر ایسا کوئی اقدام نہ کیا جائے، جو حکومت کو تباہ و برباد کر دے، اور عوامی مفادات کو نذرِ تغافل کر کے انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنا دے۔

(۲) اس مقام پر حضرت علیؑ نے سماج کو نو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے: اور سب کی خصوصیات، فرائض، اہمیت اور ذمے داریوں کا تذکرہ فرمایا ہے، اور یہ واضح کر دیا ہے کہ کسی کا کام دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا، لہذا ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے کی مدد کرے تاکہ سماج کی مکمل اصلاح ہو سکے، اور معاشرہ چین اور سکون کی زندگی گزار سکے، ورنہ اس کے بغیر سماج تباہ و برباد ہو جائے گا، اور اس کی ذمے داری تمام طبقات پر عائد ہوگی۔

(۳) علماء اور حکماء، فقہاء اور فلسفی نہیں ہیں، بلکہ وہ افراد ہیں جو اجتماعی معاملات پر نظر رکھتے ہوں اور امن اور اصلاح کے طریقوں سے باخبر ہوں۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) رض: تربیت دو (۲) بیخ: خوش کرنا (۳) اطراء: ضرورت سے زیادہ تعریف کرنا (۴) زھو: غرور (۵) تدنی: قریب کر

دینا ہے (۶) عزہ: تکبر (۷) قبل: پاس (۸) نصب: تعجب (۹) بلاء: برتاؤ

## معاشرے کے مختلف طبقات

وَأَعْلَمُ أَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا إِلَّا بِبَعْضٍ، وَلَا غِنَى بَعْضُهَا عَنْ  
 (☆) بَعْضٍ، فَمِنْهَا جُنُودُ اللَّهِ وَمِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ وَمِنْهَا قُضَاةُ  
 الْعَدْلِ وَمِنْهَا عُمَّالُ الْإِنصَافِ وَالرَّفْقِ، وَمِنْهَا أَهْلُ الْحِزْبِيَّةِ وَالْخِرَاجِ مِنْ  
 أَهْلِ الدِّمَّةِ وَمُسْلِمَةِ النَّاسِ، وَمِنْهَا التُّجَّارُ وَأَهْلُ الصَّنَاعَاتِ، وَمِنْهَا الطَّبَقَةُ  
 السُّفْلَى مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْمَسْكِينَةِ وَكُلًّا قَدْ سَمَى اللَّهُ سَهْمَهُ (٢) لَهُ،  
 وَوَضَعَ عَلَى حَدِّهِ فَرِيضَةً فِي كِتَابِهِ أَوْسَنَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَهْدًا مِنْهُ  
 عِنْدَنَا مَحْفُوظًا. فَالْجُنُودُ بِأَذْنِ اللَّهِ حُصُونُ الرَّعِيَّةِ، وَرِزْنُ الْوَلَاةِ،  
 وَعِزُّ الدِّينِ، وَسُبُلُ الْأَمْنِ، وَلَيْسَ تَقْوَمُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ، ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ  
 إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَهُمْ مِنَ الْخِرَاجِ الَّذِي يَقْوَرُونَ بِهِ عَلَى جِهَادِ عَدُوِّهِمْ،  
 وَيَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُصْلِحُهُمْ، وَيَكُونُونَ مِنْ وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ ثُمَّ لَا قِوَامَ لِهَذَا  
 يَنْ الصَّنَفَيْنِ إِلَّا بِالصَّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ، وَالْعُمَّالِ وَالْكِتَابِ لِمَا  
 يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ (٢) وَيَجْمَعُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ، وَيُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ مِنْ  
 خَوَاصِّ الْأُمُورِ وَعَوَامِهَا وَلَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعًا إِلَّا بِالتُّجَّارِ وَذَوِي الصَّنَاعَاتِ  
 فِيمَا يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ (٣)، وَيَقِيمُونَهُ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ. وَيَكُونُهُمْ  
 مِنَ التَّرَفِّقِ (٤) بِأَيْدِيهِمْ مَا لَا يَبْلُغُهُ رَفْقٌ غَيْرِهِمْ. ثُمَّ الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ أَهْلِ  
 الْحَاجَةِ وَالْمَسْكِينَةِ الَّذِينَ يَحِقُّ رَفْدُهُمْ (٥) وَمَعُونَتُهُمْ. وَفِي اللَّهِ لِكُلِّ

سَعَةً ، وَلِكُلِّ عَلَى الْوَالِي حَقٌّ بِقَدْرِ مَا يُصْلِحُهُ ، وَكَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ مَا أَلْزَمَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا بِالْإِهْتِمَامِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ ، وَتَوَطُّبِنِ نَفْسِهِ عَلَى لُزُومِ الْحَقِّ ، وَالصَّبْرَ عَلَيْهِ فِيمَا حَفَّتْ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ .

ترجمہ: اور یاد رکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات ہوتے ہیں، جن میں سے کسی کی بہتری دوسرے کے بغیر نہیں ہو سکتی اور دوسرے سے لاتعلقی نہیں ہو جا سکتا، انہی میں اللہ تعالیٰ کے لشکر کے سپاہی بھی ہیں اور خاص و عام امور کے لکھنے والے بھی ہیں، انہی میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے اور انہی میں انصاف اور نرمی کرنے والے کارندے بھی ہیں، انہی میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل ذمہ ہیں، اور انہی میں تجارت، صنعت و حرفت والے لوگ بھی ہیں اور پھر انہی میں غریب فقیر و مسکین کا پست طبقہ بھی ہے اور سب کے لیے پروردگار نے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے اور اپنی کتاب کے فرائض یا اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت میں اس کی حدود مقرر کر دی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ ☆

## فوج کی اہمیت:

حکم خدا سے فوجی دستے رعایا کے محافظ اور گورنروں (والیوں) کی زینت کا سبب ہیں۔ انہی سے دین الہی کی عزت ہے اور یہی امن و امان کا وسیلہ ہیں۔ رعایا (عوام) کے امور کا قیام ان کے بغیر ممکن نہیں ہے اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے، جب تک خراج نکال نہ دیا جائے، جس کے ذریعے دشمن خدا سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے، اور



جس پر حالات کی بہتری میں اعتماد کیا جاسکتا ہے اور وہی ان کے حالات کو بہتر بنانے کا وسیلہ ہے۔ ☆ اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام، قاضی، عامل اور کاتبوں کے طبقے کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ یہ سب عہد و پیمانہ کو مضبوط بنانے والے ہیں۔ منافع کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ☆ اس کے بعد ان سب کا قیام تاجروں اور صنعت کاروں کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ وہ وسائل زندگی فراہم کرتے ہیں، بازاروں کو قائم کرتے ہیں اور لوگوں کی ضروریات کا سامان ان کی تکلیف کے بغیر مہیا کرتے ہیں۔ ☆ اس کے بعد فقراء اور مساکین کا نچلا طبقہ ہے، جو امداد کا مستحق ہے اور اللہ کے پاس ہر ایک کے لیے سامان زندگی مقرر ہے اور ہر ایک کا گورنر (والی) پر اتاحق ہے، جس سے اُس کے امر کی اصلاح ہو سکے اور گورنر (والی) اس فریضے سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا، جب تک ان مسائل کو حل نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب نہ کرے، اور حقوق کی ادائیگی اور اس راہ میں مشکلات پر اپنے نفس کو آمادہ نہ کرے۔

(۱) شعبہ ہائے تعلقات عامہ کو تقویٰ و دیانتداری پر استوار ہونا چاہیے کہ انہی کے ذریعے لوگوں میں خود اعتمادی کو قوت ملتی ہے۔

آیت: اَفَمَنْ اَسْسَ بُنْيَانَهُ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرًا مِّنْ اَسْسِ بُنْيَانَهُ عَلٰی شَفَا جُرْفٍ هَارٍ فَاَنْهَارٍ بِهٖ فِی نَارٍ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ توبہ، آیت ۱۰۹)

کیا وہ جو اپنی عمارت کی بنیاد رکھے خود اہلی (تقویٰ) اور اس کی خوشنودی پر وہ

بہتر ہے جو اپنی بنیاد رکھے ایک گڑھے کے کنارے جو دھنس جانے والا ہو۔

(نور القرآن، ص ۲۰۵)

حدیث: قال علیؑ: مَنْ غَرَسَ اشْجَارَ التَّقَىٰ جَنَىٰ ثَمَارِ الْهُدَىٰ

حضرت علیؑ فرمایا: جس نے تقویٰ اور پرہیزگاری کے درخت بوئے اس

نے ہدایت کے پھل حاصل کئے۔ (منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۱۰۷۸)

(۲) افواج مملکت میں شامل مخلص جاں نثاروں کی ہر حال میں حوصلہ افزائی کی جائے انہی کی بدولت و امان کا قیام یقینی ہوتا ہے۔

آیت: هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

(سورہ اس، آیت ۴)

اور اللہ کے لیے آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں اور اللہ بڑا جاننے والا حکمت

(نور القرآن، ص ۵۱۲)

والا۔

حدیث: قال علیؑ: مَنْ خَذَلَ جُنْدَهُ نَصَرَ أَضْدَادَهُ

حضرت علیؑ کا فرمان ہے: جس نے اپنی فوج کی مدد چھوڑ دی اس نے

اپنے مخالفین کی گویا مدد کی ہے۔ (منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۱۹۸)

(۳) اعتقادی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ علاقائی حدود کا تحفظ بھی

ضروری ہے اس مقصد کے لیے دفاعی جہاد کی راہیں کھولی جائیں۔

سبیل سکینہ

چیدرا بادلطیف آباد، پرنٹ نمبر ۸-۱۹

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ انفِرُوا جَمِيعًا  
(سورہ نساء، آیت ۷۱، (نور القرآن، ص ۲۲۷)

اے ایمان لانے والو! اپنی حفاظت کا سامان مکمل رکھو۔

(نور القرآن، ص ۹۰)

امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا سرحد کے محافظوں کے بارے میں:

حدیث: قال زین العابدین علیہ السلام: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَحَصِّنْ  
تُغُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ بِعَزَّتِكَ وَايْدٍ حُمَاتَهَا بِقُوَّتِكَ۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما

اور اپنے غلبہ کے ذریعے مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے

سہارے محافظین حدود کی تائید فرما۔ (صحیفہ سجادیہ کی دعا، ۲۷، ص ۱۸۲ / ۱۸۳)

(۴) عدلیہ کی تشکیل نہایت باریک بینی سے کی جائے کہ اس کے ذریعے افراد

معاشرہ سکھ چین کی نیند سو سکتے ہیں

آیت: سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَاؤُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ

أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (المائدہ، آیت ۴۲)

اور اگر فیصلہ کیجئے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے، یقیناً اللہ

انصاف کر نیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ (نور القرآن، ص ۱۱۴)

حدیث: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ” مَنْ ابْتَلَىٰ بِالْقَضَاءِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَعْدِلْ

بَيْنَهُمْ فِي لِحْظِهِ وَإِشَارَتِهِ وَمَقْعَدِهِ وَمَجْلِسِهِ“

رسول خدا ﷺ: جو بھی شخص مسلمانوں کے درمیان قضاوت اور فیصلہ کر نیکا ذمہ دار مقرر ہو جائے اسے چاہیے کہ اپنے ملاحظت، اشارات اور نشست و برخاست میں ان کے درمیان عدل و انصاف سے کام لے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۸۴۴)

(۵) اقتصادی روابط کے استحکام و استحسان اور ان میں اعتدال کے فروغ پر پوری توجہ جائے کہ مملکت کی خوشحالی اس سے وابستہ ہوتی ہے۔

آیت: وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى

(سورہ طہ، آیت ۱۲۴)

اور جو میری نصیحت سے روگردانی کرے گا تو اس کے لیے سخت زندگی ہوگی۔

(نور القرآن، ص ۳۲۱)

حدیث: قَالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَهْنَى الْعَيْشِ إِطْرَاحُ الْكُلْفِ.

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: گوارا ترین زندگی وہ ہے جس میں تکلفات نہ ہوں۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۷۵۸)

(۶) غریب و نادار افراد کی بہبود کے لیے مالی وسائل کی فراہمی حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے اس میں کسی طرح کی کوتاہی قابل معافی نہیں۔

آیت: لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ

النَّاسِ الْإِحْفَافَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (سورہ بقرہ، آیت ۲۷۳)

ان تنگ دست افراد کا حق ہیجو اللہ کی راہ میں بے چارہ و تدبیر ہو گئے ہیں اس طرح روئے زمین پر سفر نہیں کر سکتے۔

ناواقف انہیں رکھ رکھاؤ کی وجہ سے مالدار سمجھے گا تم انہیں ان کے قیافہ سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

حدیث: قال علیؑ: لَا تُحَقِّرُوا ضِعْفَاءَ إِخْوَانِكُمْ فَإِنَّهُ مَنِ احْتَقَرَ مُؤْمِنًا لَمْ يَجْمَعِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا فِي الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ “

حضرت علیؑ نے فرمایا: مالی طور پر کمزور اپنے بھائیوں کو تحقیر نہ کرو۔ کیوں کہ جس نے بھی کسی مؤمن کو پست کر دیا اللہ ان دونوں کو جنت میں ایک ساتھ نہیں رکھے گا مگر یہ کہ تحقیر کرنے والا توبہ کر لے۔ (منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۸۱۰)

☆ شرح:

انسان مدنی الطبع ہے۔ یعنی اس طرح خلق کیا گیا ہے کہ اپنی خلقت کے اعتبار سے مجبور ہے کہ اپنے ہم جنس افراد کے ساتھ ضم ہو کر رہے اور ایک مخصوص جگہ کی تہذیب و آداب کو اپنالے۔ متمدن سے مراد وہ شخص نہیں جو دروازوں والے شہروں کا رہنے والا ہے بلکہ متمدن وہ شخص ہے جو کسی بھی جگہ انسانوں کے ایک گروہ کے ساتھ رہنا ضروری سمجھتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنی بقا کی خاطر کھانے، پینے کی اشیاء کا محتاج ہے۔ نیز لباس کی اسے ضرورت ہے تاکہ سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچا رہے اور

رہا تشگاہ کی ضرورت ہے جس میں سکون پائے تاکہ دوسرے حیوانات کی جارحیت سے محفوظ رہے مذکورہ امور کو ہر انسان تن و تنہا انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی ان وسائل کو فراہم کر سکتا ہے، بلکہ ضروری ہے کہ ایک گروہ دوسروں کے لیے کھیتی باڑی کر کے اناج فراہم کرے، اور ایک جماعت ان کاشتکاروں کے لیے لباس تیار کرے اور اس گروہ کے لیے ایک جماعت گھر بنانے کا کام کرے جس کو بناء (مستری) کہتے ہیں (۱)

## ☆☆ شرح:

۱۔ وَمِنْهَا عُمَّالُ الْإِصْصَافِ وَالرَّفْقِ: یعنی اندرونی (داخلی) امور کے منتظمین

۲۔ بِمَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَهُمْ مِنَ الْخِرَاجِ: یعنی اسلامی مالیات

۳۔ لَا قِوَامَ لِهَذَا بَيْنَ الصَّنَفَيْنِ: یعنی افواج اور مالیات ادا کرنے والے

۴۔ مِنَ الْقُضَاةِ، وَالْعُمَّالِ: یعنی حُجْر اور سرکاری ملازمین

۵۔ جَمِيعًا إِلَّا بِالتَّجَارِ: یعنی تاجر طبقہ پیشہ ور افراد اور صنعت کار

۶۔ الطَّبَقَةُ السُّفْلَى: نچلا طبقہ

۷۔ حُصُونُ الرَّعِيَّةِ: عوام کے لیے قلعے کی مانند ہیں۔

۸۔ لِمَا يُحْكَمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ: معاہدوں اور معاملات کو استحکام بخشنے ہیں۔ (۲)

۱۔ شرح نوح البلاغ ابن ابی الحدید: ج ۱، ص ۲۸

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از نوح البلاغ: ج ۳، ص ۱۴۱

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) حسم: حصہ (۲) معاقد: عہد و پیمان (۳) مرافق: منافع (۴) ترقق: کسب (۵) رفد: مساعدت

## فوج کی سرداری

فَوَلِّ مِنْ جُنُودِكَ أَنْصَحَهُمْ فِي نَفْسِكَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا مَمْلَكَ ، وَأَنْقَاهُمْ حَيًّا  
 (☆) (۱) ، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا (۲) ، مِمَّنْ يُبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ ، وَيَسْتَرِيحُ إِلَى  
 الْعُذْرِ ، وَيَرَأْفُ بِالضُّعْفَاءِ ، وَيَبُؤُ (۳) عَلَى الْأَقْوِيَاءِ ، وَمِمَّنْ لَا يُبِيرُهُ الْعُنْفُ  
 وَلَا يَقْعُدُ بِهِ الضَّعْفُ - ثُمَّ الصَّقُ بِذَوِي الْمُرُوثَاتِ وَالْأَحْسَابِ وَأَهْلِ  
 الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ ، وَالسَّوَابِقِ الْحَسَنَةِ ، ثُمَّ أَهْلِ النَّجْدَةِ وَالشُّجَاعَةِ  
 وَالسَّخَاءِ وَالسَّمَاخَةِ ، فَإِنَّهُمْ جَمَاعٌ (۴) مِنَ الْكِرَمِ ، وَشَعْبٌ (۵) مِنَ  
 الْعُرْفِ (۶) ثُمَّ تَفَقَّدْ مِنْ أُمُورِهِمْ مَا يَتَفَقَّدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا ، وَلَا يَتَفَاقَمَنَّ  
 (۷) فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ قَوَّيْتَهُمْ بِهِ ، وَلَا تَحْقِرَنَّ لُطْفَاتِهَا تَهْمٌ بِهِ وَإِنْ قَلَّ ،  
 فَإِنَّهُ دَاعِيَةٌ لَهُمْ إِلَىٰ بَدْلِ النَّصِيحَةِ لَكَ ، وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكَ . وَلَا تَدْعُ تَفَقُّدَ  
 لَطِيفِ (۸) أُمُورِهِمْ اتِّكَالًا عَلَىٰ جَسِيمِهَا فَإِنَّ لِيَسِيرٍ مِنْ لُطْفِكَ مَوْضِعًا  
 يَنْتَفِعُونَ بِهِ ، وَلِلْحَسِيمِ مَوْقِعًا لَا يَسْتَعْنُونَ عَنْهُ . وَلْيَكُنْ أَثَرُ (۹) رُؤْسِ  
 جُنُودِكَ عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ (۱۰) فِي مَعُونَتِهِ ، وَأَفْضَلَ (۱۱) عَلَيْهِمْ مِنْ  
 جِدَّتِهِ (۱۲) بِمَا يَسْعُهُمْ وَيَسَعُ مَنْ وَرَأَتْهُمْ مِنْ خُلُوفِ (۱۳) أَهْلِيهِمْ حَتَّىٰ  
 يَكُونَ هَمُّهُمْ هَمًّا وَاحِدًا فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ . فَإِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَعْطِفُ  
 قُلُوبَهُمْ عَلَيْكَ ، وَإِنَّ أَفْضَلَ قُرَّةِ عَيْنِ الْوَلَاةِ اسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلَادِ ،  
 وَظُهُورُ مَوَكَّةِ الرَّعِيَّةِ ، وَإِنَّهُ لَا تَظْهَرُ مَوَدَّتُهُمْ إِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُورِهِمْ ، وَلَا

تَصِحَّ نَصِيحَتُهُمْ إِلَّا بِحِيْطَتِهِمْ (۱۴) عَلَيَّ وُلَاتِ الْأُمُورِ ، وَقَلَّةِ اسْتِثْقَالِ  
 دَوْلِهِمْ ، وَتَرْكِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِهِمْ ، فَافْسَحْ فِي أَمَالِهِمْ ، وَوَاصِلْ فِي  
 حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ ، وَتَعْدِيدِ مَا أَبْلَى ذَوُومِ الْبَلَاءِ مِنْهُمْ ، فَإِنَّ كَثْرَةَ  
 الذِّكْرِ لِحُسْنِ أَعْمَالِهِمْ تَهْزُ الشُّجَاعَ ، وَتَحْرُضُ النَّاكِلَ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ -  
 ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ أَمْرٍ مِنْهُمْ مَا أَبْلَى ، وَلَا تَضْمَنَّ بِلَاءَ أَمْرِي إِلَى غَيْرِهِ ، وَلَا  
 تَقْصِرَنَّ بِهِ دُونَ غَايَةِ بِلَائِهِ ، وَلَا يَدُ عُونِكَ شَرَفَ أَمْرِي إِلَى أَنْ تُعْظَمَ مِنْ  
 بِلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيرًا ، وَلَا ضَعْفُ أَمْرِي إِلَى أَنْ تُسْتَصْغَرَ مِنْ بِلَائِهِ مَا كَانَ  
 عَظِيمًا -

وَارْذُدْ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ مَا يُضِلُّكَ مِنَ الْخَطُوبِ ، وَيَشْتَبِهَ عَلَيْكَ  
 مِنَ الْأُمُورِ ، فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِقَوْمِ أَحَبِّ إِرْشَادِهِمْ : ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ  
 فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ ﴾ فَالْرُّدُّ إِلَى اللَّهِ : الْإِخْذُ بِمُحْكَمِ كِتَابِهِ ، وَالرُّدُّ إِلَى  
 الرَّسُولِ الْإِخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ غَيْرِ الْمُفْرَقَةِ -

ترجمہ: لشکرِ اسلام کا سردار اس شخص کو مقرر کرنا جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور  
 امام علیہ السلام کا سب سے زیادہ مخلص، سب سے زیادہ پاک باز اور سب سے زیادہ برداشت  
 والا ہو (۱)، غصے کے موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو، عذر کو قبول کرنے والا ہو، کمزوروں پر  
 مہربان ہو، طاقتور افراد کے سامنے ڈٹ جاتا ہو، بد خوئی سے جوش میں نہ لاتی ہو  
 (۲) اور کمزوری اسے بٹھانہ دیتی ہو۔



تعلقاتِ عامہ: (۳) اپنا رابطہ اعلیٰ خاندان، نیک گھرانے، اچھی

روایات والے اور بہادر و شجاع، سخاوت و کرم کے حامل لوگوں سے مضبوط رکھو۔ یہ لوگ فضل و کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال رکھنا، جس طرح والدین اپنی اولاد کے حالات پر نظر رکھتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ایسا سلوک کرو، جو انہیں طاقت بخشتا ہو، تو اسے عظیم خیال نہ کر لینا اور اگر معمولی برتاؤ کیا ہے تو اسے تصور کر کے روک نہ لینا، اس لیے کہ اچھا سلوک انہیں خلوص کی دعوت دے گا اور ان میں حُسنِ ظن پیدا ہوگا۔

اور خبردار، بڑے کاموں پر اعتبار کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظر انداز نہ کر دینا کہ معمولی سی مہربانی کا بھی ایک اثر ہوتا ہے، جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور بڑے کرم کا بھی ایک مقام ہے، جس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے۔

دفاع: اور دیکھو، سردارانِ لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل و اعلیٰ اسے ہونا چاہیے، جو سپاہیوں کی مدد میں ہاتھ بٹاتا ہو اور اپنے مال میں سے ان پر اس قدر خرچ کرتا ہو کہ سپاہیوں کے پس ماندگان اور متعلقین کے لیے کافی ہو، تاکہ سب کا مقصد ایک رہ جائے، اور وہ ہے دشمنِ خدا سے جہاد۔ اس لیے کہ تمہاری مہربانی ان کے دل تمہاری طرف موڑ دے گی اور گورنروں (والیوں) کے حق میں بہترین حکمی چشم کا باعث یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم ہو اور عوام میں محبت اور اُلفت ظاہر ہو۔ اور یہ کام اُس وقت تک ممکن نہیں، جب تک سینے سلامت نہ ہوں اور ان کی

خیر خواہی مکمل نہیں ہو سکتی، جب تک یہ اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور ان کے اقتدار کو سر پر بوجھ تصور نہ کریں۔ (۴) اور ان کی حکومت کے خاتمے کا انتظار نہ کریں، لہذا ان کی اُمیدوں میں وسعت دینا اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے رہنا، بلکہ عظیم لوگوں کے کارناموں کو شمار کرتے رہنا کہ ایسا کرنا بہادروں کو پُر جوش بنانا ہے اور پیچھے ہٹ جانے والوں کو بہادری پر اُبھارنا ہے۔ ..... ان شاء اللہ.....

اس کے بعد ہر شخص کے کارنامے کو پہچانتے رہنا اور کسی ایک کے کارنامے کو دوسرے کے نامہ اعمال میں تحریر نہ کرنا اور ان کو مکمل بدلہ دینے میں کوتاہی نہ کرنا اور کسی کی سماجی حیثیت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم کسی کے معمولی عمل کو بڑا قرار دیدو یا کسی کم حیثیت کے آدمی کے بڑے کارنامے کو معمولی قرار دو۔

جو کام مشکل دکھائی دیں اور تمہارے لیے مشتبہ ہو جائیں، انہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹا دو کہ پروردگارِ عالم نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے، اُس نے فرمایا ہے کہ ”اے ایمان والو، اللہ، رسول ﷺ اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹا دو۔“ اللہ کی طرف پلٹانے سے مراد اُس کی کتابِ محکم کی طرف پلٹانا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے مراد حضورِ اکرم ﷺ کی اُس سنت کی طرف پلٹانا ہے، جو اُمت کو جمع کرنے والی ہو۔ حضورِ اکرم ﷺ کی وہ سنت ہی نہیں، جو لوگوں کو تفرقے میں ڈالنے والی ہو۔

(۱) دفاعی امور و مصارف میں دیانتداری افراد کے تقرر کیساتھ ان کی حوصلہ افزائی اور ان کے لواحقین کی مالی کفالت کا عادلانہ نظام و انتظام ہونا چاہیے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (سورہ المائدہ، آیت ۸)

انصاف کرتے رہو، یہی پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔

(نور القرآن، ص ۱۰۹)

حدیث: قال علیؑ: مَا عَمَّرَتِ الْبُلْدَانُ بِمِثْلِ الْعَدْلِ “

حضرت علیؑ نے فرمایا: شہروں کی تعمیر جس طرح عدل و انصاف کے قیام سے ہو سکتی ہے ویسا کسی اور کچھ سے نہیں ہو سکتی۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۶۵۰)

(۲) حکومتی امور میں شامل ذمہ دار افراد کی ذاتی صلاحیت کردار کی عظمت اور امانتداری و دیانتداری کی بھرپور جہاں بین کی جائے اور بے داغ کردار کے حاصل افراد کو ترجیحی بنیادوں پر مواقع فراہم کئے جائیں۔

آیت: وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ۔ (سورہ مؤمنون، آیت ۸)

اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں۔

(نور القرآن، ص ۳۳۳)

حدیث: قال النبی ﷺ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت کی پاسداری نہ کر

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۱۱۶)

تا ہو۔

(۳) اطلاعات فراہم کرنے والے افراد کی گفتار و رفتار پر کڑی نظر رکھتے ہوئے

انکی کارکردگی پر ان کی مناسب حوصلہ افزائی کی جائے اور ان میں کوہ اعتمادی کے جذبات کو فروغ دیا جائے۔

آیت: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (سورہ ق، آیت ۱۸)

کوئی بات اس کی زبان سے نہیں نکلتی مگر یہ کہ اسکے پاس نگران تیار موجود ہیں

حدیث: قال الصادق عليه السلام: مَنْ اعْتَدَلَ يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُورٌ وَمَنْ كَانَ فِي

عَدِهِ شَرًّا مِنْ يَوْمِهِ فَهُوَ مَفْتُورٌ وَمَنْ لَمْ يَتَفَقَّدِ النُّقْصَانَ فِي نَفْسِهِ دَامَ

نَقْصُهُ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ

جس شخص کے دونوں دن برابر ہوں وہ خسارے میں رہا، جس کا فردا اسکے آج

سے بدتر ہو وہ فتنوں کا شکار ہوا، جو شخص اپنے نقصان کی نگرانی نہیں کرے گا وہ ہمیشہ

نقصان میں رہے گا اور جو ہمیشہ نقصان میں رہے گا اس کے لیے موت بہتر ہے۔

(میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۳۱۰)

(۴) اچھے اور بڑے کارناموں پر حسن کارکردگی و حوصلہ افزائی کے صلے و تمنغے

وانعامات دیئے جائیں، اس مقصد کے لیے صرف اور صرف عملی کارناموں کی حاصل

کیفیت اسی کو بنیادی طور پر ملحوظ ہونی چاہیے نہ کہ معاشرتی و دیگر جہات۔

آیت: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (سورہ نحل، آیت ۹۷)

جو نیک اعمال کرے خواہ مرد ہو یا عورت درآن حالیکہ وہ باایمان ہو تو ہم اسے ایک پاک و پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

(نور القرآن، ص ۲۷۹)

حدیث: قال علیؑ : مَنْ يَعْمَلْ يَزِدُّ قُوَّةً ، مَنْ يَقْصِرْ فِي الْعَمَلِ يَزِدُّ فَتْرَةً .

علیؑ نے فرمایا: جو عمل کرتا ہے اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے اس کی سستی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۱۶)

☆ شرح:

یہ فصل فوجی کمانڈروں کے بارے میں سفارشات سے متعلق ہے آپ نے انہیں اس بارے میں یہ احکامات دیئے کہ انہیں عہدوں پر مامور کرنے کی شرائط یہ ہیں

- ۱۔ امین ہو اور خیانت سے بچنے والا ہو۔

- ۲۔ اپنے غصے پر قابو رکھنے والا اور معمولی سی معذرت کے ساتھ بھی معاف کرنے والا ہو۔

- ۳۔ کمزوروں پر مہربان اور شفقت کرنے والا ہو۔

- ۵۔ طاقتوروں سے دور رہے اور انہیں کمزوروں پر ظلم کرنے سے باز رکھنے والا

ہو۔

۶۔ غصے میں تشدد اور کمزوری میں عاجزی دکھانے والا نہ ہو۔

☆ شرح:

(1) وَظُهُورٌ مَّوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ : یعنی عوام کی ان حکمرانوں سے محبت کا اظہار ہے۔ (۲)

۱۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۳

۱۔ شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱ ص ۵۲

حاشیہ: (۱) واضح رہے کہ مولائے کائنات ﷺ کی نظر میں طبقات کی بنیاد دولت و ثروت، نسل و نسب اور دین و مذہب نہیں ہے، بلکہ ان کا تمام تر دار و مدار کام اور صرف کام پر ہی ہے، اور سماج میں جتنے قسم کے کام ہیں، اتنے ہی قسم کے طبقات پائے جاتے ہیں، اور سب ایک دوسرے کے لیے ضروری ہیں، جن میں کسی کی افادیت دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے، لہذا اسے فوقیت اور برتری کی علامت بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(۲) یہ خاندان پرستی یا شخصیت پرستی کی تعلیم نہیں ہے، بلکہ کارناموں کی قدر دانی ہے، جن گھروں میں بڑے کارناموں والے افراد پائے جاتے ہیں، ان کی تربیت اور ذہنیت دوسرے افراد سے بلند ہوتی ہے، اور اس کے بعد اس رابطے کا مقصد بھی کوئی امتیاز دینا نہیں ہے، بلکہ ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا اور انہیں بروئے کار لانا ہے، اور اس میں کسی قسم کا جمہوری عیب نہیں ہے۔

(۳) سرداران لشکر کے بارے میں اس قدر تاکید اور ان کی شرائط اور اوصاف میں اس قدر شدت، اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ لشکر ہی ملک کا واحد ذمے دار ہوتا ہے، اور اس کا جان کی بازی لگا دینا سارے ملک کو جان کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے، ایسے حالات میں اگر اس کے بارے میں سختی سے کام نہ لیا گیا اور اسے نا اہلوں کی نگرانی میں دیدیا گیا تو ملک کی تباہی میں کوئی دیر نہیں رہ جائے گی۔ سوچئے ملک کا کروڑوں کا دفاعی بجٹ اور دفاع پر خرچ ہونے والا بے حساب سرمایہ کیا اسی قابل ہے کہ اسے بے دردی سے برباد کیا جائے، اور اس کی ذمے داری غیر ذمے دار قسم کے افراد کے حوالے کر دی جائے، جو ملک کو اپنی خواہشات کی راہ پر چلانا چاہتے ہوں اور خود کو بہ ظاہر مجتہم نیکی بنا کر پیش کرنا چاہتے ہوں۔

(۴) یہ اس نکتے کی طرف اشارہ ہے کہ حاکم کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ لوگ اس کے اقتدار کو ایک بوجھ تصور کریں، اور اس کی حکومت کے خاتمے کا انتظار کریں۔ اس صورت حال کا خاتمہ خنجر و مشیر اور ظلم و ستم سے نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کا واحد راستہ عوام میں محبت اور اعتماد کا پیدا کرنا ہے، جو بہترین برتاؤ کے بغیر ناممکن ہے۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

- (۱) جیب: گریبان (۲) حلم: تجل، عقلم (۳) بیخود: اکرز جاتا ہے (۴) جماع: مجموعہ (۵) شعب: جمع شعبہ (۶) عرف: نیکی (۷) تقاضا: بڑائی (۸) لطف: مہربانی (۹) آثر: افضل (۱۰) واساہم: ہمدردی (۱۱) افضل: مہربانی کی (۱۲) جدہ: مال داری (۱۳) خلوف: بقیہ، پسماندگان (۱۴) حیضہ: حفاظت (۱۵) ذووالبلاء: عظیم کام انجام دینے والے (۱۶) ناکل: پست ہمت (۱۷) بلاء: نیکی (۱۸) بھلع: مشکل ہو جائے (۱۹) محکم: کتاب: صریح احکام۔

## قضات کے لیے بہترین انسان کا انتخاب

ثُمَّ اخْتَرِ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ أَفْضَلَ رَعِيَّتِكَ فِي نَفْسِكَ مِمَّنْ لَا تَضِيقُ بِهِ  
 (☆) الْأُمُورَ ، وَلَا تَمَحَّكُهُ (١) الْخُصُومُ ، وَلَا يَتِمَادَى (٢) فِي الزَّلَّةِ (٣) ،  
 وَلَا يَحْضَرُ (٤) مِنَ الْفِيءِ (٥) إِلَى الْحَقِّ إِذَا عَرَفَهُ ، وَلَا تُشْرِفْ (٦) نَفْسُهُ  
 عَلَى طَمَعٍ ، وَلَا يَكْتَفَى بِأَدْنَى فِهِمْ دُونَ أَقْصَاهُ (٧) ، وَأَوْفَقَهُمْ فِي  
 الشُّبُهَاتِ ، وَآخَذَهُمْ بِالْحُجَجِ ، وَأَقْلَهُمْ تَبَرُّمًا (٨) بِمُرَاجِعَةِ الْخُصْمِ ،  
 وَأَصْبَرَ هُمْ عَلَى تَكْشُفِ الْأُمُورِ ، وَأَصْرَمَهُمْ (٩) عِنْدَ اتِّضَاحِ (٢) الْحُكْمِ ،  
 مِمَّنْ لَا يَزِدُّ هَيْبَةَ اطْرَاءِ (١٠) وَلَا يَسْتَمِيلُهُ إِغْرَاءُ ، وَأَوْلَيْكَ قَلِيلٌ . ثُمَّ  
 أَكْثَرُ تَعَاهُدَ (١١) قَضَائِهِ وَأَفْسَحَ لَهُ فِي الْبَدْلِ (١٢) مَا يُزِيلُ عِلَّتَهُ ، وَتَقِلُّ  
 مَعَهُ حَاجَتُهُ إِلَى النَّاسِ ، وَأَعْطَاهُ مِنَ الْمَنْزِلَةِ لَدَيْكَ مَا لَا يَطْمَعُ فِيهِ غَيْرُهُ مِنْ  
 (☆☆) خَاصَّتِكَ لِيَأْمَنَ بِذَلِكَ أَعْتِيَالَ الرَّجَالِ (١) لَهُ عِنْدَكَ . فَاَنْظُرْ فِي  
 ذَلِكَ نَظْرًا بَلِيغًا فَإِنَّ هَذَا الدِّينَ قَدْ كَانَ أَسِيرًا فِي أَيْدِي الْأَشْرَارِ ، يُعْمَلُ فِيهِ  
 بِالْهَوَى ، وَتُطَلَّبُ بِهِ الدُّنْيَا .

ترجمہ: لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ان لوگوں کو منتخب کرنا، جو عوام میں تمہارے نزدیک سب سے بہتر ہوں۔ (۱) اس اعتبار سے کہ نہ معاملات تنگی کا شکار ہونے والے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرنے والے ہوں، نہ غلطی پر اڑنے والے ہوں اور نہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے



میں تکلف کرنے والے ہوں اور نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکنے والا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ افہم پر اکتفا کر کے مکمل تحقیق نہ کرے والے ہوں۔ شبہات پر توقف کرتے ہوں اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرتے ہوں۔ فریقین کی بحث سے اکتا جانے والے نہ ہوں اور معاملات کی چھان پھٹک میں پوری قوت برداشت کا مظاہرہ کرنے والے ہوں، اور حکم کے واضح ہو جانے کے بعد نہایت وضاحت سے فیصلہ کرتے ہوں۔ نہ تو کسی کی تعریف سے مغرور ہوں اور نہ کسی کے اُبھارنے پر اُونچے ہو جانے والے ہوں۔ ایسے لوگ یقیناً کم ہیں، لیکن ہیں۔

پھر اس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے عطیات میں اتنی وسعت کر دینا کہ ان کی ضرورت ختم ہو جائے اور پھر وہ لوگوں کے محتاج نہ رہیں۔ انہیں اپنے قریب ایسا رتبہ اور مقام عطا کرنا، جس کی تمہارے خاص مصاحب بھی طمع نہ کرتے ہوں کہ اس طرح وہ لوگوں کے ضرر سے محفوظ رہیں گے، مگر اس معاملے پر بھی گہری نظر رکھنا کہ یہ دین بہت دنوں اشرار کے ہاتھوں قیدی رہا ہے، جہاں ان کی خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا رہا ہے اور مقصد صرف دنیا طلبی تھا۔

☆ شرح:

مقدمے کے افراد اس شخص کو جو قاضی کے منصب پر فائز ہوتا ہے ہٹ دھرمی پر اکسانہ سکیں اور اگر اس سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو اسی میں لگن نہ رہے بلکہ حق کی طرف واپس پلٹ آئے، بلکہ حق بات کے کہنے میں ہچکچاہٹ سے کام نہ لے۔ اپنے

مفادات کے خطرے میں پڑ جانے کی پروا نہ کرے۔ جلدی فیصلہ کرنے والا نہ ہو بلکہ ممکنہ حد تک مقدمات کے بارے میں جانچ پڑتال کرے، مقدمات کی کثرت اور مراجعین کی تعداد میں اضافے سے تنگدل اور بے قرار نہ ہو جائے، کیونکہ یہ چیزیں ہر انسان کے لیے بری ہیں اور قاضی کے لیے تو بدتر ہیں۔

پھر آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان ججوں کے فیصلوں اور مقدمات کی پیروی سے آگاہ رہیں، ان کی تمام ضروریات کو پورا کریں تاکہ وہ کسی گلے کے محتاج نہ رہیں۔

☆☆ شرح:

”ان هذا الدين كان اسيرا“ یہ ارشاد ہے عثمان کے دور خلافت کے ججوں اور ارباب اقتدار کی طرف اور یہ کہ وہ لوگ حق کی بنیاد پر فیصلے نہیں سناتے تھے بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی میں دینوی مفادات کے لیے ایسا کرتے تھے۔

☆☆ شرح:

۱- لَيْسَ مَنْ بَدَا لِكَ أَعْتِيَالَ الرَّجَالِ : اور یقین کر لے کہ اس کی حیثیت اتنی کم نہیں ہے کہ اس کے خلاف شکایت کی جاسکے۔

۲- وَأَصْرَ مَهُمْ (۹) عِنْدَ اتِّضَاحِ : حق آشکار ہونے کے بعد فیصلہ دینے میں سب سے زیادہ مصمم ہو۔ (۱)

۱- شرح نوح البلاغ ابن ابی الحدید: ج ۱۷، ص ۵۹، ۶۰

۲- ترجمہ گویا و شرح فشرہ ای از نوح البلاغ: ج ۳، ص ۱۳۷

حاشیہ: (۱) اس مقام پر قاضی کے حسب ذیل صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱۔ خود حاکم کی نگاہ میں قضاوت کرنے کا اہل ہو۔ ۲۔ تمام رعایا میں افضلیت کی بنیاد پر منتخب کیا گیا ہو۔

۳۔ مسائل میں اُلجھ نہ جاتا ہو، بلکہ صاحبِ نظر و استنباط ہو۔ ۴۔ فریقین کے جھگڑوں پر غصہ نہ کرتا ہو۔

۵۔ غلطی ہو جائے تو اس پر اکرڑتا نہ ہو۔ ۶۔ لالچی نہ ہو۔ ۷۔ معاملات کی مکمل تحقیق کرتا ہو۔ اور کابلی کا شکار نہ ہو۔ ۸۔

شہادت کے موقع پر جلدی بازی سے کام نہ لیتا ہو، بلکہ دیگر مقررہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرتا ہو۔ ۹۔ دلائل کو قبول کرنے والا

ہو۔ ۱۰۔ فریقین کی طرف مراءعہ کرنے سے اکتانہ ہو، بلکہ پوری بحث سُننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ۱۱۔ تحقیقات میں بے پنا

ہ قوت، صبر و تحمل کا مالک ہو۔ ۱۲۔ بات واضح ہونے کی صورت میں قطعی فیصلہ کرنے میں تکلف نہ کرتا ہو۔ ۱۳۔ تعریف

سے مغرور نہ ہوتا ہو۔ ۱۴۔ لوگوں کے اُبھارنے سے کسی کی طرف جھکاؤ نہ پیدا کرتا ہو۔

تشریح:

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) محکم: غصہ میں آجانا (۲) تہادی: دور تک چلا جانا (۳) زلہ: لغزش (۴) لامحصر: خستہ نہ ہو جائے (۵) فیء: رجوع (۶) لا

تشریف: سراٹھا کر نہ دیکھے (۷) اقصیٰ: دور رس (۸) تہرم: بددلی (۹) اصرم: زیادہ صریح (۱۰) اطراء: بے تحاشہ تعریف (۱۱)

تعاهد: نگرانی (۱۲) بذل: عطیہ۔



## حکومتی کاموں کی نگرانی

ثُمَّ انظُرْ فِيْ أُمُوْرِ عَمَّا لِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمْ اخْتِباْرًا (۱) ، وَلَا تُؤَلِّهِمْ مُحَابَاةً (۲)  
 (☆) وَأَثَرَةً (۳) ، فَإِنَّهُمَا جَمَاعٌ مِّنْ شَعْبِ الْجَوْرِ وَالْخِيَاْنَةِ . وَتَوَخَّ (۴)  
 مِنْهُمْ أَهْلَ التَّجْرِبَةِ وَالْحَيَاءِ ، مِّنْ أَهْلِ الْبُيُوْتَاتِ الصَّالِحَةِ ، وَالْقَدَمِ (۵) فِي  
 الْإِسْلَامِ الْمُتَقَدِّمَةِ ، فَإِنَّهُمْ أَكْرَمُ أَخْلَاقًا ، وَأَصْحُ أَعْرَاضًا وَأَقْلُ فِي الْمَطَامِعِ  
 إِشْرَاقًا وَأَبْلَغُ فِي عَوَاقِبِ الْأُمُوْرِ نَظْرًا . ثُمَّ أَسْبِغْ (۶) عَلَيْهِمُ الْأَرْزَاقَ ، فَإِنَّ  
 ذَلِكَ قُوَّةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِصْلَاحِ أَنْفُسِهِمْ ، وَغِنَى لَهُمْ عَنِ تَنَاوُلِ مَا تَحْتَ  
 أَيْدِيهِمْ ، وَحُجَّةٌ عَلَيْهِمْ إِنْ خَالَفُوا أَمْرًا أَوْ تَلَمَّوْا (۷) أَمَانَتَكَ . ثُمَّ تَفَقَّدْ  
 أَعْمَالَهُمْ ، وَأَبْعَثِ الْعُيُوْنَ (۸) مِّنْ أَهْلِ الصَّدَقِ وَالْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ ، فَإِنَّ  
 تَعَاهُدَكَ فِي السِّرِّ لَا مُوْرِهِمْ حَدُوَّةٌ (۹) لَهُمْ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْأَمَانَةِ ، وَالرَّفْقِ  
 بِالرَّعِيَّةِ وَتَحْفَظُ مِنَ الْأَعْوَانِ ، فَإِنْ أَحْبَبْتَهُمْ بَسَطْ يَدَهُ إِلَى خِيَاْنَةِ  
 اجْتَمَعَتْ بِهَا عَلَيْهِ عِنْدَكَ أَخْبَارُ عُيُوْنِكَ اِكْتَفَيْتَ بِإِلَّاكَ شَاهِدًا ، فَسَطَّطْ  
 عَلَيْهِ الْعُقُوْبَةَ فِي بَدَنِهِ وَأَخَذْتَهُ بِمَا أَصَابَ مِنْ عَمَلِهِ ، ثُمَّ نَصَبْتَهُ بِمَقَامِ  
 الْمَدَلَّةِ ، وَوَسَّمْتَهُ بِالْخِيَاْنَةِ ، وَقَلَّدْتَهُ عَارِئْتَهُمَةَ .

ترجمہ: اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نظر رکھنا اور انہیں آزمائش کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار، تعلقات یا جانب داری کی وجہ سے کسی کو عہدہ نہ دینا کہ یہ ظلم و خیانت میں شامل ہے اور دیکھوان میں بھی جو مخلص اور غیرت مند لوگ ہوں، ان کو

تلاش کرنا اور جو اچھے خاندان کے افراد ہوں اور اسلام کے لیے پہلے خدمات انجام دے چکے ہوں، کیوں کہ ایسے لوگ خوش اخلاق اور بے داغ عزت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے اندر اسراف کا لالچ کم ہوتا ہے اور یہ لوگ کام کے انجام پر نظر رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اخراجات کا انتظام کر دینا کہ اس طرح انہیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع میسر آتا ہے اور دوسروں کے مال و دولت پر قبضہ کرنے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھر تمہارے حکم کی مخالفت کریں یا امانت میں خیانت کریں تو ان پر سخت تمام ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمال (کار گزار) کے کاموں کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر، سچے اور پاک باز لوگوں کو ان پر جاسوسی کے لیے مقرر کرنا کہ یہ طریقہ انہیں ایمانداری اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کر دے گا اور دیکھو اپنے معاونین اور مددگاروں سے بھی خود کو بچا کر رکھنا کہ ان میں اگر ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے (۱) اور تمہارے جاسوس یہ خبر دیں تو اس کو ابھی کو کافی سمجھنا اور اسے جسمانی سزا بھی دینا اور جو مال و دولت حاصل کیا، وہ بھی چھین لینا اور معاشرے میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کے مرتکب مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور رسوائی کا طوق اس کی گردن میں ڈال دینا۔

۱۔ معاشرہ و امور مملکت داری کے تحفظات کی نظام، سیکورٹی سسٹم میں شامل افراد کی پاکیزگی و کردار اور قوت قلب کی باریک بینی کے ساتھ جہاں بینی کیجائے تاکہ بھرپور اطمینان کی فضاء میں نظام حکومت چل سکے۔

آیت: وَمَا لَهُمْ إِلَّا يَعْذِبُهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أُولِيَآؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ  
(سورہ انفال، آیت ۳۴)

وہ ان کے ورثہ دار نہیں ہیں مگر پرہیزگار لوگ لیکن ان میں سے زیادہ تر آدمی علم نہیں رکھتے  
(نور القرآن، ص ۱۸۲)

حدیث: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا كَانَ أَمْرًاؤُكُمْ حَيَارًاكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سَمَحَاتِكُمْ وَأَمْرُكُمْ شُورَى بَيْنِكُمْ فَظَهَرَ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا  
رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حکمران نیک لوگ ہوں گے، تمہارے مالدار سخی ہوں گے، تمہارے

معلومات باہمی مشوروں سے طے پاتے رہیں گے تمہارے لیے زین کی پشت اسکے شکم سے بہتر ہوگی۔

(میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۲۱۶)

۲۔ حکومتی اداروں اور تمام متعلقہ محکموں کے ملازمین کی کارکردگی و کارگزاری پر کڑی نظر رکھی جائے اور مخلص و فرمانبردار افراد کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ رخنہ اندازوں، مفاد پرستوں اور احکامات کی خلاف ورزی کے مرتکب عناصر کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنیکے لیے سخت تنبیہ کا نظام قائم کیا جائے۔ اور مجرم افراد کے محکمانہ احتساب کے ساتھ ساتھ سخت و عبرت ناک جسمانی سزا اور معاشرتی سرزنش سے دریغ نہ کیا جائے۔

آیت: فاعبد الله مخلصا له الدين . سورة زمر، آیت ۲، - اللہ کی عبادت کیجئے خالص رکھتے ہوئے دین کو اس کے لیے۔

(نور القرآن، ص ۴۵۹)

حدیث قال علیؑ: اَخْلَصِ الْعَمَلَ يُجْزِكَ مِنْهُ الْقَلِيلُ۔ حضرت علیؑ فرمایا: عمل کو خلوص کے ساتھ انجام دو کہ اس کا تھوڑا بھی تمہارے لیے کافی ہوگا۔

یکصد موضوع، ۵۰۰ داستان، چاپ دوم، ص ۴۰

☆ شرح:

سرکاری ملازمین یعنی خفیہ سیکرٹ ادارے، مالیات اور صدقات اوقاف، رفاہ عامہ اور دیگر ملازمین کے بارے میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ انہیں پہلے آزمائیں اور صلاحیت کی بنیاد پر مامور کر لیں نہ کہ اقربا پروری، سفارش، دباؤ اور انعام و اکرام کی بنیاد پر، کیونکہ یہ باتیں اور خیانت کے زمرے میں شامل ہیں۔ اس لیے کہ غیر مستحق کو مستحق پر ترجیح دی جا رہی ہے اور یہ مستحق کے ساتھ نا انصافی اور جور ہے اور خیانت اس اہل افراد کو ملازمت دینا ہی امانت کا تقاضا ہے۔ پس جس نے اس کی خلاف ورزی کی گویا اس نے اس کے ساتھ خیانت کی جس نے اسے اقتدار سونپا ہے۔

(1) وَلَا تُؤْتُوهُمْ مُحَابَاةً: اپنی ذاتی رغبت اور آمریت کی بنیاد پر کسی کو معاملات نہ سونپو کیونکہ آمریت اور ذاتی رغبت کا رجحان ظلم اور خیانت کے زمرے میں آتا ہے

(۲)

۲۔ وَقَلَّدَتْهُ عَارِلْتُهُمَّةَ: اور اسکو معاشرے میں اس طرح رسوا کرو کہ دوسروں کے لیے باعث عبرت بنا جائے۔ (۳)

۱۔ شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۷، ص ۶۹

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۷

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۳۹

حاشیہ: (۱) یہ اسلامی نظام کا طرہ امتیاز ہے کہ اس نے زمینوں پر ٹیکس ضرور رکھا ہے کہ پیداوار میں اگر ایک حصہ مالک زمین کی محنت اور آباد کاری کا ہے، تو ایک حصہ مالک کائنات کے کرم کا بھی ہے، جس نے زمین میں پیداوار کی صلاحیت و دیعت کی ہے، اور وہ پوری کائنات کا مالک ہے، وہ اپنے حصے کو پورے سماج میں تقسیم کرنا چاہتا ہے، اور اسے نظام کی تکمیل کا بنیادی عنصر قرار دینا چاہتا ہے، لیکن اس ٹیکس کو حاکم کی صوابدید اور اس کی خواہش پر نہیں رکھا ہے، جو دنیا کے تمام ظالم اور عیاش حکام کا طریقہ کار ہے، بلکہ اُس زمین کے حالات سے وابستہ کر دیا ہے، تاکہ ٹیکس اور پیداوار میں رابطہ رہے، اور مالکان زمین کے دلوں میں حاکم سے ہمدردی پیدا ہو، پُر سکون حالات میں دل لگا کر کاشت کریں اور حادثاتی مواقع پر مملکت کے کام آسکیں۔ ورنہ اگر عوام میں بدولی اور بدظنی پیدا ہوگی تو نظام اور سماج کو بربادی سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔  
مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) اختصار امتحان (۲) اثرہ خود رانی (۳) محاباة، تغالقات (۴) تورخ، تلاش کرو (۵) قدم، سابقہ (۶) اسغ، بکمل کرو (۷)

ثموا، کوتاہی کی (۸) عیون، نگران، چاسوس (۹) حدوہ، ہنگامہ



## مالیاتی اداروں پر کڑی نظر

وَتَفَقَّدَ أَمْرَ الْخَرَاجِ بِمَا يُصْلِحُ أَهْلَهُ ، فَإِنَّ فِي صَلَاحِهِ وَصَلَاحِهِمْ وَصَلَاحًا حَاقًا لِمَنْ سِوَاهُمْ ، وَلَا صَلَاحَ لِمَنْ سِوَاهُمْ إِلَّا بِهِمْ ، لِأَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ عِيَالٌ عَلَى الْخَرَاجِ وَأَهْلِهِ وَلَيْكُنْ نَظْرُكَ فِي عِمَارَةِ الْأَرْضِ أَبْلَغَ مِنْ نَظْرِكَ فِي اسْتِجْلَابِ الْخَرَاجِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يُدْرِكُ إِلَّا بِالْعِمَارَةِ ، وَمَنْ طَلَبَ الْخَرَاجَ بِغَيْرِ عِمَارَةٍ أَخْرَبَ الْبِلَادَ ، وَأَهْلَكَ الْعِبَادَ ، وَلَمْ يَسْتَقِمْ أَمْرُهُ إِلَّا قَلِيلًا . فَإِنْ شَكُوا ثِقَلًا أَوْ عِلَّةً (۱) ، أَوْ انْقِطَاعَ شَرْبِ (۲) أَوْ بَالَةٍ ، أَوْ أَحَالَةَ (۳) أَرْضٍ اغْتَمَرَهَا (۴) غَرَقٌ ، أَوْ أَجْحَفَ (۵) بِهَا عَطَشٌ ، خَفَّفْتَ عَنْهُمْ بِمَا تَرَجَّوْا أَنْ يَصْلِحَ بِهِ أَمْرُهُمْ ، وَلَا يَتَّقَلْنَ عَلَيْكَ شَيْءٌ خَفَّفْتَ بِهِ الْمَوْنَةَ عَنْهُمْ ، فَإِنَّهُ دُخْرٌ يَعُودُونَ بِهِ عَلَيْكَ فِي عِمَارَةِ بِلَادِكَ ، وَتَزْيِينِ وَلَايَتِكَ ، مَعَ اسْتِجْلَابِكَ حُسْنِ نَسَائِهِمْ ، وَتَبْجِحِكَ (۶) بِاسْتِيفَاضَةِ (۷) الْعَدْلِ فِيهِمْ ، مُعْتَمِدًا فَضْلَ قُوَّتِهِمْ ، بِمَا دَخَرْتَ عِنْدَهُمْ مِنْ إِجْمَامِكَ (۸) لَهُمْ ، وَالثِّقَةَ مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدْتَهُمْ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ وَرِفْقِكَ بِهِمْ ، فَرُبَّمَا حَدَثَ مِنَ الْأُمُورِ مَا إِذَا عَوَّلْتَ فِيهِ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِ احْتِمَالُوهُ طَيِّبَةً أَنْفُسَهُمْ بِهِ ، فَإِنَّ الْعُمُرَانَ مُحْتَمَلٌ مَا حَمَلْتَهُ . وَأَمَّا يُوتَى خَرَابُ الْأَرْضِ مِنْ إِعْوَاذِ (۹) أَهْلِهَا ، وَأَمَّا يُعَوِّزُ أَهْلُهَا لِإِشْرَافِ أَنْفُسِ الْوَلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ ، وَسُوءِ ظَنِّهِمْ بِالْبُقَاءِ ، وَقِلَّةِ انْتِفَاعِهِمْ بِالْعَبْرِ .

ترجمہ: اور خراج (۱) جمع کرنے اور مال گزاری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مال گزاروں کے حق میں زیادہ بہتر ہو کہ خراج اور اہل خراج کی اصلاح ہی میں سارے معاشرے کی اصلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی، سب لوگ اسی خراج کے بھروسے پر زندگی بسر کرتے ہیں، خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ کاشت پر ہونی چاہیے کہ مال جمع کرنا زمین کی کاشت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آباد کاری کے بغیر مال گزاری چاہی تو اس نے شہروں کو برباد کر دیا اور لوگوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ نہیں چل سکتی، اس کے بعد اگر لوگ مہنگائی، ناگہانی آفات، نہروں کی خشکی، بارش کی کمی، زمین کی غرقابی کی بنیاد پر تباہی اور خشکی کی بنیاد پر بربادی کی فریاد لائیں تو ان کے خراج میں اس قدر کمی کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے اور خبردار، یہ کمی تمہارے نفس پر گرانی محسوس نہ کرے، اس لیے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے، جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی زیب و زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف لوٹ آئے گا اور اس کے علاوہ تمہاری بہترین تعریف بھی کی جائے گی اور عدل و انصاف کے پھیلنے سے مسرت بھی حاصل ہوگی، پھر ان کے آرام، بہبود اور عدل و انصاف، نرمی و سہولت کی بنیاد پر جو اعتماد حاصل کیا ہے، اس سے ایک اضافی طاقت بھی حاصل ہوگی، جو بہ وقت ضرورت کام آئے گی۔ اس لیے کہ بعض اوقات ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ جن میں اعتماد اور حسن ظن کے بعد ان پر اعتماد کرو تو مصیبت کو نہایت خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آباد کاری ہی ہوتا

ہے۔ زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگ دستی سے پیدا ہوتی ہے اور تنگ دستی کا سبب حکام کا نفس مال کی جمع آوری کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

(۱) مال گزاری کے بہتر نظام کے ذریعے معاشرے کی معاشی خوشحالی کے اسباب فراہم کئے جائیں، مالیانہ کے عادلانہ اصولوں کو امور کا تحفظ بھی ہوا ہے درست اعمال کی وسعت و استحکام کے ذریعے معاشرتی ضرورتوں کی تکمیل میں بھی مدد ملے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا

(سورہ نساء، آیت ۲۹)

اے ایمان لانے والو! اپنے آپس کے مال ناحق نہ کھاؤ۔

(نور القرآن، ص ۸۲)

حدیث: قَالَ الصَّادِقُ عليه السلام: إِنَّ مِنْ بَقَاءِ الْإِسْلَامِ أَنْ تَصِيرَ الْأَمْوَالُ عِنْدَ مَنْ يَعْرِفُ فِيهَا الْحَقَّ وَيَصْنَعُ (فِيهَا) الْمَعْرُوفَ فَإِنَّ مِنْ فَنَاءِ الْإِسْلَامِ أَنْ تَصِيرَ الْأَمْوَالُ فِي أَيْدِي مَنْ لَا يَعْرِفُ فِيهَا الْحَقَّ وَلَا يَصْنَعُ فِيهَا الْمَعْرُوفَ

امام صادق عليه السلام نے فرمایا: مسلمانوں کی بقاء اور اسلام کے دوام کا ایک سبب

یہ بھی ہے کہ مال و ثروت، اس کے پاس پہنچ جائے جو حقوق کو جانتا ہو اور اس میں نیت

تصرف کر سکتا ہو، نیز اسلام کی فناء اور نابودی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مال و دولت ایسے ہاتھوں میں آجائے جو حقوق سے نابلد ہوں اور اس میں نیک تصرف نہ کر سکیں۔  
(منتخب المیزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۲۳۴)

حاشیہ: (۱) یہاں پر لفظ 'خراج' سے مراد فقط مال گزاری نہیں ہے، بلکہ حکومت کے تمام مالی وسائل اور بیت المال کے تمام ذخائر ہیں، چاہے ان کا تعلق زکوٰۃ سے ہو یا مالِ غنیمت سے یا فنی سے جس کا حصول کسی جنگ و جدل کے بغیر ہوتا ہے۔  
مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) عملہ: پیداوار میں کمی کی آفت (۲) انقطاع شرب: نہروں کا نہ ہونا (۳) احالة الارض: دانوں کا برباد ہو جانا (۴) اغترھا: برباد کر دیا (۵) اھتف: تلف کر دیا (۶) تنجیح: خوشی (۷) استفادہ: شمول و عموم (۸) اجمام: راحت و رفاحت (۹) اعجاز: کمی

## بہترین منشیوں کا تقرر

ثُمَّ انظُرْ فِي حَالِ كُتَابِكَ ، فَوَلِّ عَلَى أُمُورِكَ خَيْرَهُمْ ، وَاخْصُصْ رَسَائِلَكَ (☆) الَّتِي تُدْخِلُ فِيهَا مَكَائِدَكَ وَأَسْرَارَكَ بِأَجْمَعِهِمْ (١) لَوْجُودِ صَالِحِ الْأَخْلَاقِ ، مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ (٢) الْكِرَامَةُ ، فَيَجْتَرِي بِهَا عَلَيْكَ فِي خِلَافٍ لَكَ بِحَضْرَةِ مَلَأَ (٣) ، وَلَا تَقْصُرْ بِهِ الْغَفْلَةَ عَنْ إِيْرَادِ مُكَاتَبَاتِ عُمَّالِكَ عَلَيْكَ ، وَاصْدَارِ جَوَابَاتِهَا عَلَى الصَّوَابِ عَنْكَ فِيمَا يَأْخُذُكَ لَكَ وَيُعْطِي مِنْكَ ، وَلَا يُضْعِفُ عَقْدًا اعْتَقَدَهُ لَكَ ، وَلَا يَعْجِزُ عَنْ إِطْلَاقِ مَا عَقَدَ عَلَيْكَ ، وَلَا يَجْهَلُ مَبْلَغَ قَدْرِ نَفْسِهِ فِي الْأُمُورِ ، فَإِنَّ الْجَاهِلَ بِقَدْرِ نَفْسِهِ يَكُونُ بِقَدْرِ غَيْرِهِ أَجْهَلَ - ثُمَّ لَا يَكُنْ اخْتِيَارُكَ آيَاهُمْ عَلَى فِرَاسَتِكَ (٤) وَاسْتِنَامَتِكَ (٥) وَحُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ ، فَإِنَّ الرَّجَالَ يَتَعَرَّفُونَ لِفِرَاسَاتِ الْوَلَاةِ بِتَصْنُعِهِمْ (٦) وَحُسْنِ خِدْمَتِهِمْ ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ النَّصِيحَةِ وَالْأَمَانَةِ شَيْءٌ ، وَلَكِنْ اخْتَبِرْهُمْ بِمَا وُلُّوا لِلصَّالِحِينَ قَبْلَكَ فَاعْمِدْ لِأَحْسَنِهِمْ كَانَ فِي الْعَامَّةِ أَثْرًا ، وَأَعْرِفْهُمْ بِالْأَمَانَةِ وَجَهًّا فَإِنَّ ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى نَصِيحَتِكَ لِلَّهِ وَلِمَنْ وَوَلِيَّتْ أَمْرَهُ ، وَاجْعَلْ لِرَأْسِ كُلِّ أَمْرٍ مِنْ أُمُورِكَ رَأْسًا مِنْهُمْ ، لَا يَقْهَرُهُ كِبِيرُهَا وَلَا يَتَشَتَّتْ عَلَيْهِ كَثِيرُهَا ، وَمَهْمَا كَانَ فِي كُتَابِكَ مِنْ عَيْبٍ فَتَغَايَبَتْ عَنْهُ الرِّمْتَةُ .

ترجمہ: اس کے بعد اپنے منشی حضرات کے حالات پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہتر

لوگوں کے سپرد کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں سلطنت کے راز اور مملکت کے اُسرار ہوں، اُن لوگوں کے سپرد کرنا جو اخلاق و کردار میں بہترین ہوں اور عزت پا کر مغرور نہ ہو جاتے ہوں کہ ایک روز لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کر لیں اور اپنی غفلت کی وجہ سے لین دین میں تمہارے عمال کے خطوط پیش کرنے اور ان کے جواب میں کوتاہی سے کام کریں اور تمہارے لیے جو وعدہ کیا ہے، اسے کمزور کریں اور تمہارے مخالف ساز باز کو ناکام بنانے میں عاجزی کا اظہار کریں۔ دیکھو یہ لوگ معاملات میں اپنے منصب و مقام سے ناواقف نہ ہوں، کیوں کہ جو اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانتا ہو، وہ دوسرے کے مقام و مرتبے سے بھی یقیناً ناواقف ہوگا۔

مکار لوگوں کو عہدہ دینے کی ممانعت:

اس کے بعد ان کا تقرّر صرف ذاتی ہوش مندی، خوش اعتمادی اور حُسن ظن کی بنیاد پر نہ کرنا، کیوں کہ زیادہ تر لوگ حکام کے سامنے بہترین خدمات اور مصنوعی کردار کے ذریعے خود کو بہتر بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جب کہ حقیقت میں نہ تو خلوص ہوتا ہے اور نہ ایمانداری۔ پہلے ان کو آزما لینا کہ تم سے قبل والے نیک حکام سے ان کا رویہ کیسا رہا ہے، پھر جو رعایا میں بہتر اثر رکھنے والے ہوں اور ایمان داری کی بنیاد پر معروف ہوں، اُنہی کا تقرّر کرنا۔ یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ تم اپنے پروردگار کے مخلص بندے اور اپنے امام کے وفادار ہو۔ اپنے تمام شعبہ جات کے لیے ایک ایک افسر مقرر کرنا، جو بڑے سے بڑے کام سے گھبرانے والا نہ ہو اور کام کی

زیادتی سے حواس کھونے والا نہ ہو، اور یہ یاد رکھنا کہ ان منشیوں میں جو بھی بُرائی ہوگی اور تم نے ان کے عیوب سے چشم پوشی کی تو اس کا حساب تم سے ہی لیا جائے گا۔ (۱)

(۱) سفارتی نظام میں شامل افراد کی عادلانہ رفتار و گفتار کا یقینی ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ مملکت اور حکومت کی زبان ہوتے ہیں۔

آیت: فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

(سورہ شوریٰ، آیت ۱۵)

اور میں مامور ہوں کہ تمہارے درمیان عدالت سے کام لوں۔

(نور القرآن، ص ۲۸۵)

حدیث: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: أَلْعَدْلُ جُنَّةُ الدُّوَلِ. حضرت علیؑ فرماتے ہیں: عدل و انصاف حکومتوں کی سپر ہے۔

میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۶۵۰

(۲) نیک و صالح اور اچھی شہرت کے مالک افراد و خاندانوں کی خصوصی عزت و تکریم ہونی چاہیے کیوں کہ ان کے ذریعے نیکیوں کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔

آیت: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(سورہ حجرات، آیت ۱۳)

یقیناً تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے یہاں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز

گار ہو۔ (نورالقرآن، ص ۵۱۸)

حدیث: قال علیؑ : أَلَا إِنَّهُ مَنْ يُنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا عِزًّا .

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آگاہ رہو کہ جو شخص اپنی طرف سے لوگوں کو انصاف دیتا ہے اللہ اسکی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

(میزان الحکمہ، جلد ۶، ص ۴۵۱)

۳) معاشرہ میں حکام اور عوام کے درمیان حسن تعلق و اعتماد کی فضاء قائم ہونی چاہیے تاکہ عوام حکمرانوں کو اپنے لیے سر پر بوجھ نہ سمجھیں اور نہ ہی ان کے اقتدار کے خاتمہ کے متمنی ہوں۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ  
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا  
(سورہ نساء، آیت ۵۹)

اے ایمان لانے والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی اور ان کی جو تم

میں فرماں روائی کے حقدار ہیں۔ (نورالقرآن، ص ۸۸)

حدیث: قال علیؑ : حَقُّ عَلِيٍّ الْإِمَامُ أَنْ يَحْكُمَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَأَنْ يُؤَدِّيَ  
الْأَمَانَةَ فَإِذَا فَعَلَ فَحَقُّ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَأَنْ يُطِيعُوا وَأَنْ يُجِيبُوا  
إِذَا دُعُوا. حضرت علیؑ نے فرمایا: امام کا فرض ہے وہ خدائی فرامین کے مطابق



فیصلہ کرے اور امانت کو ادا کرے جب وہ ایسا کرے گا تو لوگوں کے لیے فرض بن جاتا ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور جب انہیں پکارا جائے۔ تو لبیک کہیں۔

﴿میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۲۸۶﴾

### ☆ شرح:

نشئی یا سیکریٹری جس کا کام حاکم کی طرف سے مامور دیگر حکام کے ساتھ روابط اور مراسلات کا سلسلہ برقرار رکھنا ہے اس میں یہ شرط ہے کہ وہ صالح یعنی نیک ہو جس پر راز دارانہ امور، حکمت عملی وغیرہ میں بھروسہ کیا جاسکے۔ اور انعام و اکرام کے لالچ میں گرفتار ہونے والا نہ ہو۔ اسمیں یہ شرائط نہ ہوں تو حاکم جلد ہی لوگوں کی نظروں میں پست قرار پائے گا، کیونکہ ایسا آدمی اس کے راز کو فاش کرنے میں کوئی دیر نہیں کرے گا۔ (۱) فرمایا: آپ کی طرف مامور عالموں کے مراسلات کا چھپانا یا انہیں اچھی طرح واضح نہ کرنا کاتب کی کوتاہی ہوگی۔ کیونکہ وہ آپ کا نمائندہ ہے اس امر میں، اور اس کی کوتاہی نمائندگی، نیابت اور وکالت میں خیانت سمجھی جائے گی۔

پھر آپ نے یہ تاکید فرمائی کہ ان کا انتخاب اور تقرری ان کے بارے میں ذاتی فہم و فراست یا ان کے بارے میں ناقص معلومات کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ اس میں دھوکے کا احتمال قوی ہے اور ایسے افراد امراء اور حکام کے سامنے

ظاہری اور بناوٹی نیک کرداری کی چال چلتے ہیں۔ (۲)

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱، ص ۷۶

۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱، ص ۷۸

## ☆☆☆ شرح:

- ۱۔ ثُمَّ انظُرْ فِي حَالِ كُتَابِكَ: یعنی نشی حضرات اور ملازمین
  - ۲۔ وَلَا تَقْصُرْ بِهِ الْغَفْلَةُ: خواہ وہ امور ہوں جو تمہاری طرف سے صادر ہوتے ہیں یا تمہاری جانب سے عطا ہوتے ہیں۔
  - ۳۔ الْوَلَاةِ بِتَصْنُعِهِمْ: اور خوش قسمتی کی ادا کھانے کو خوب جانتے ہیں۔
  - ۴۔ فَسَانَ ذَلِكَ دَلِيلٌ: اور ان لوگوں کے خیر خواہ ہو جن پر تم والی مقرر کئے گئے ہو۔
- (۱)



۱۔ ترجمہ گویا شرح فشرودہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۵۱

حاشیہ: (۱) بعض شارحین کی نظر میں اس حصے کا تعلق فقط کتابت اور انشا سے نہیں ہے، بلکہ ہر شعبہ حیات سے ہے، جس کی نگرانی کے لیے ایک ذمے دار کا ہونا ضروری ہے، اور جس کا ادراک اہل سیاست کو سیکڑوں سال کے بعد ہوا ہے، اور حکیم امت نے چودہ سو سال قبل اس نکتہ جہاں بانی کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) اجمع: ذخیرہ اندوزی (۲) بطر: مغرور بنا دینا (۳) ملاء: مجمع عام (۴) فراسہ: ہوشیاری (۵) استنامہ: سکون (۶) تفضیح: تکلف

## تاجروں، صنعت کاروں کے ساتھ حسن سلوک

ثُمَّ اسْتَوْصِ بِالتَّجَارِ وَذَوِي الصَّنَاعَاتِ ، وَأَوْصِ بِهِمْ خَيْرًا الْمُقِيمِ مِنْهُمْ  
 (☆) وَالْمُضْطَرِّبِ بِمَالِهِ (۱) ، وَالْمُتَرْقِقِ بِيَدَيْهِ ، فَإِنَّهُمْ مَوَادُّ الْمَنَافِعِ ،  
 وَأَسْبَابُ الْمَرَافِقِ ، وَجَلَابُهَا مِنَ الْمَبَاعِدِ وَالْمَطَارِحِ (۲) ، فِى بَرَكَ وَبَحْرِكَ ،  
 وَسَهْلِكَ وَجَبْلِكَ ، وَحَيْثُ لَا يَلْتَمُّ النَّاسُ لِمَوَاضِعِهَا ، وَلَا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْهَا ،  
 فَإِنَّهُمْ سِلْمٌ (۳) لَا تُخَافُ بَائِقَتُهُ (۴) ، وَصُلْحٌ لَا تَخْشَى عَائِلَتُهُ ، وَتَفَقَّدُ  
 أُمُورَهُمْ بِحَضْرَتِكَ وَفِى حَوَاشِى بِلَادِكَ . وَاعْلَمْ مَعَ ذَلِكَ أَنَّ فِى كَثِيرٍ  
 مِنْهُمْ ضَيْقًا (۵) فَاحْشَأْ ، وَشَحًّا قَبِيحًا ، وَاحْتِكَارًا (۶) لِلْمَنَافِعِ ، وَتَحَكُّمًا  
 فِى الْبِيعَاتِ ، وَذَلِكَ بَابٌ مَضْرُوبٌ لِلْعَامَّةِ ، وَعَيْبٌ عَلَى الْوَلَاةِ . فَاْمْنَعُ مِنَ  
 الْإِحْتِكَارِ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنَعَ مِنْهُ ، وَلِيَكُنِ  
 الْبَيْعُ بَيْعًا سَمْحًا ، بِمَوَازِينِ عَدْلِ ، وَأَسْعَارٍ لَا تُجْحِفُ بِالْفَرِيقَيْنِ مِنَ الْبَائِعِ  
 وَالْمُبْتَاعِ (۷) . فَمَنْ قَارَفَ (۸) حُكْرَةً (۹) بَعْدَ نَهْيِكَ آيَاهُ فَتَنَكَّلْ (۱۰) بِهِ ،  
 وَعَاقِبَهُ فِى غَيْرِ اسْرَافٍ (۱۱) .

ترجمہ: اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور  
 دوسرے لوگوں کو ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی نصیحت کرو، خواہ وہ ایک جگہ کام کرنے  
 والے ہوں یا مختلف مقامات پر گردش کرتے ہوں اور محنت مزدوری سے روزی کماتے  
 ہوں، اس لیے کہ یہی لوگ منافع بخش اور ضروریات زندگی کو میسر کرنے کا وسیلہ ہیں۔

یہی دُور دراز کے مقامات (۱) خشکی و بحری، پہاڑوں اور میدانوں غرض ہر جگہ سے ضرورت کی اشیاء فراہم کرتے ہیں، جہاں دیگر لوگوں کی رسائی نہیں ہو پاتی اور وہاں تک پہنچنے کی لوگوں میں ہمت نہیں ہوتی، یہ ایسے امن پسند افراد ہیں، جن سے جھگڑے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا، اور یہ لوگ صلح جو، پُر امن اور شورش نہ کرنے والے لوگ ہیں، اپنے اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ان کے معاملات کی نگرانی کرتے رہنا اور خیال رہے کہ ان میں اکثر لوگ انتہائی تنگ نظر اور بدترین قسم کے کنجوس ہوتے ہیں۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور نرخ از خود بڑھا دیتے ہیں، جس سے رعایا کا نقصان ہوتا ہے اور حکام کی بدنامی ہوتی ہے۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے روکو، کیوں کہ رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ خرید و فروخت میں آسانی ہونی چاہیے۔ عادلانہ میزان (ناپ تول) ہو اور قیمت مقرر کردہ ہو تو خریدار اور بیچنے والے کسی کا نقصان نہیں ہوگا۔ تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے تو اسے سزا دو، لیکن اس میں بھی حد سے بڑھ نہ جانا۔

(۱) اندرونی و بیرونی تجارت کے معاملات میں حکومتی سرپرستی کے ساتھ ساتھ مالی آزادی کا پر اعتماد ماحول پیدا کیا جائے

تاکہ تمام امور عدل و انصاف پر مبنی ہوں اور افراط و تفریط کے رجحانات کو

تقویت نہ پہنچے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا

تِجَارَةٌ عَنِ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا

(سورہ نساء، آیت ۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں دوسرے کا مال تاحق نہ کھایا کرو، مگر یہ کہ تم لوگو کی باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔

حدیث: قال علیؑ: تَعَرَّضُوا لِتِجَارَاتٍ فَإِنَّ لَكُمْ فِيهَا غِنًى عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الْمُحْتَرِفَ الْأَمِينِ .

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: تجارت کی طلب میں نفلو کیوں کہ اس میں تمہارے لیے لیے لوگوں سے بے نیازی ہے اور خداوند عالم امین صاحبِ حرفت کو دوست رکھتا ہے۔ (میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۷۵۰)

(۲) محنت و انفرادی قوت کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے کیوں کہ ان کے ذریعے معاشرے کا نظام بہتر سمت میں چل سکتا ہے

آیت: وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى (سورہ نجم، آیت ۴۰)

اور یہ کہ کسی آدمی کیلئے نتیجہ خیز نہیں ہے مگر وہی کوشش جو وہ کرے، اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب ہی (قیامت) میں دیکھی جائے گی۔ (نور القرآن، ص ۵۲۹)

حدیث: قال الصادقؑ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعْتَقَ أَلْفَ مَمْلُوكٍ مِنْ كَدِّ يَدِهِ .

امام صادقؑ فرماتے ہیں: امیر المؤمنینؑ نے ایک ہزار غلاموں کو اپنے ہاتھ کی کمائی سے آزاد کروایا۔ (میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۸۷۸)

۳۔ زمینی، دریائی، اور فضائی وسائل سے استفادہ کرنے کا جامع نظام وضع کیا جائے تاکہ ہر شعبہ میں خدا کی بنائی ہوئی نعمتوں سے استفادہ کی جائے۔

آیت: اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًی وَلَا كِتَابٍ مُّنبِئٍ

(سورہ لقمان، آیت ۲۰)

کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے تمہیں فائدہ پہنچانے پر مجبور کیا ہے تمام چیزوں کو جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(نور القرآن، ص ۴۱۴)

حدیث۔ قال علیؑ : أَحْسِنُوا صُحْبَةَ النِّعَمِ قَبْلَ فِرَاقِهَا فَإِنَّهَا تَزُولُ وَتَشْهَدُ عَلَىٰ صَاحِبِهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا .

امام علیؑ نے فرمایا: نعمتوں کے اچھے دوست اور ساتھی بنو، قبل اسکے کہ وہ تم سے جد ہو جائے، کیوں کہ جب وہ زائل ہو جاتی ہے تو اپنے مالک کے تصرفات کے خلاف گواہی دے گی۔

(میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۱۰۰۴)

۴۔ ذخیرہ اندوزی کی ہر لحاظ سے حوصلہ شکنی کی جائے اور اسکے مرتکب افراد کو سخت تنبیہ کر کے معاشرے کی معاشی صورت حال کو مستحکم کیا جائے۔

آیت۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (سورہ توبہ، آیت ۳۴)

اور وہ جو سونے اور چاندی کے ذخیرے اکٹھا کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔

(نور القرآن، ص ۱۹۳)

حدیث۔ قال علیؑ : الْأَحْتِكَارُ ذَا عِيَّةِ الْحِرْمَانِ . ذخیرہ اندوزی محرومی کا سبب ہوتی ہے۔

(میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۷۷)



☆ شرح:

تاجر اور صنعتکاروں سے اچھے تعلقات رکھنے اور نیک سلوک کرنے کی سفارش ہے۔ آپؐ نے اس طبقہ کی تین قسمیں بتائی ہیں۔ (۱) وہ تاجر جو ملک میں ہمیشہ حاضر ہے۔ (۲) وہ تاجر جو دوسرے ملکوں کا سفر کرتا رہتا ہے۔ مضطرب یعنی سفر کرنے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ ، جب تم زمین کی سیر و سفر کرو۔ (۲)

(۳) صنعت کار جو لوگوں کی مصنوعاتی ضروریات فراہم کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے خبردار کیا کہ اس طبقہ میں لالچ اور کنجوسی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس بنا پر وہ روزمرہ ضرورت کی اشیا کی ذخیرہ اندوزی کا شکار ہو جاتے ہیں یا لین دین میں مہنگائی بڑھا

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۷ ص ۸۲

۲۔ سورہ النساء آیت ۱۰۱

دیتے ہیں۔ سستے داموں غلے خرید کر مہنگے داموں فروخت کرنے کے لیے ذخیرہ اندوزی کر لیتے ہیں، اس کا سبب کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆ شرح:

۱- وَأَوْصِ بِهِمْ خَيْرًا: یعنی ان سفارشات میں ان تاجروں کے درمیان جو کہ شہریا دیہات میں ہیں اور ان کے مستقل مراکز اور تجارت خانے ہیں۔

۲- وَالْمُتَرَفِّقِ بِيَدِنِهِ: نیز وہ صنعتکار جو اپنی جسمانی طاقت کو صنعتی امور میں صرف کرتے ہیں۔

۳- وَصَلِّحْ لَا تَخْشَى عَائِلَتَهُ: وہ صلح پسند اور امن و امان کے خواہاں ہوتے ہیں لیکن ان کے امور کی نگرانی کرتے رہو خواہ وہ تمہاری حکومت کے مرکز میں رہتے ہوں یا کہ دور دراز علاقوں میں ان تمام باتوں کے باوجود

۴- وَتَحَكُّمًا فِي الْبَيْعَاتِ: ہر معاملہ پر مسلط ہونے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔

۵- فَتَكَلُّبُهُ: اس کو سزا دینے میں کوشاں رہو۔ (۱)

۱- ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از پنج البلاغہ ج ۳ ص ۱۵۳

حاشیہ: (۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ تجارت اور صنعت کار معاشرے کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور انہیں کے ذریعے معاشرے کی زندگی میں استقرار پیدا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مولائے کائنات نے ان کے بارے میں خصوصی نصیحت فرمائی ہے۔ اور ان کے مفسدین کی اصلاح پر خصوصی زور دیا ہے، تاجروں میں بعض امتیازی خصوصیات رکھتے ہیں، جو دوسری قوموں میں نہیں پائی جاتیں، مثلاً: ۱- یہ لوگ فطرتاً صلح پسند ہوتے ہیں کہ فساد اور ہنگامے میں ڈکان کے بند ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ۲- ان کی نگاہ کسی مالک یا کسی ارباب اختیار پر نہیں ہوتی، بلکہ پروردگار عالم سے رزق کے طلب گار ہوتے ہیں۔ ۳- دور دراز کے خطرناک علاقوں تک سفر کرنے کی بنا پر ان سے تبلیغ مذہب کا کام بھی لیا جاسکتا ہے، جس کے شواہد آج پوری دنیا



میں پائے جا رہے ہیں۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

- (۱) مضطرب بالما: دورہ کرنے والا (۲) مطارج: دور دراز علاقے (۳) سلم: صلح پسند (۴) بانقہ: حادثہ (۵) ضیق: تنگی (۶) احتکار: ذخیرہ اندوزی (۷) میناع: خریدار (۸) قارف: اختیار کرنا (۹) حکرہ: احتکار (۱۰) نکل: سزا دو (۱۱) اسراف: حد سے بڑھ جانا

## محتاج، فقیر اور معذوروں کا خیال رکھنا

ثُمَّ اللَّهُ اللَّهُ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلَى مِنَ الَّذِينَ لَا حِيلَةَ لَهُمْ ، وَالْمَسَاكِينَ (☆) وَالْمُحْتَاجِينَ وَ أَهْلَ الْبُؤْسَى (۱) وَالزَّمْنَى (۲) ، فَإِنَّ فِي هَذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا (۳) وَمُعْتَرًّا (۴) ، وَاحْفَظْ لِلَّهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهِ فِيهِمْ ، وَاجْعَلْ لَهُمْ قِسْمًا مِنْ بَيْتِ مَالِكَ ، وَقِسْمًا مِنْ عِلَّاتِ (۵) صَوَافِي (۶) الْإِسْلَامِ فِي كُلِّ بَلَدٍ ، فَإِنَّ لِلْأَقْصَى مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِلْأَدْنَى ، وَكُلُّ قَدِ اسْتُرِعِيَتْ حَقُّهُ ، فَلَا يَشْغَلَنَّكَ عَنْهُمْ بَطْرٌ . فَإِنَّكَ لَا تُعْذَرُ بِتَضْيِيعِكَ التَّافَةَ (۷) لِإِحْكَامِكَ الْكَثِيرِ الْمُهْمِّ . فَلَا تُشْخِصْ هَمَّكَ عَنْهُمْ ، وَلَا تُصَعِّرْ (۸) خَدَّكَ لَهُمْ ، وَتَفَقَّدْ أُمُورَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْهُمْ مِمَّنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُيُونُ ، وَتَحْقِرُهُ الرِّجَالُ ، فَفَرِّغْ لِأَوْلِيَاكَ تِقَّتَكَ مِنْ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَالتَّوَاضِعِ ، فَلْيُرْفَعْ إِلَيْكَ أُمُورُهُمْ ، ثُمَّ اِعْمَلْ فِيهِمْ بِالْإِعْذَارِ إِلَى اللَّهِ (۹) يَوْمَ تَلْقَاهُ ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ مِنْ بَيْنِ الرِّعِيَّةِ أَحْوَجَ إِلَى الْإِنْصَافِ مِنْ غَيْرِهِمْ ، وَكُلُّ قَدِ فَاغْدِرْ إِلَى اللَّهِ فِي تَأْدِيَةِ حَقِّهِ إِلَيْهِ . وَتَعَهَّدْ أَهْلَ الْيَتَمِ وَذَوِي الرَّقَّةِ فِي السَّنِّ (۱۰) مِمَّنْ لَا حِيلَةَ لَهُ ، وَلَا يَنْصِبُ لِلْمَسْأَلَةِ نَفْسَهُ ، وَذَلِكَ عَلَى الْوَالَةِ نَقِيلٌ ، وَالْحَقُّ كُلُّهُ ثَقِيلٌ ، وَقَدْ يُخَفِّفُهُ اللَّهُ عَلَى أَقْوَامٍ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَرُوا أَنْفُسَهُمْ ، وَوَقَّوْا بِصِدْقِ مَوْعُودِ اللَّهِ لَهُمْ . وَاجْعَلْ لِذَوِي الْحَاجَاتِ (۱۱) مِنْكَ قِسْمًا تُفَرِّغْ لَهُمْ فِيهِ شَخْصِكَ وَتَجَلِّسْ لَهُمْ مَجْلِسًا (۷) عَامًّا فَتَتَوَاضَعُ فِيهِ لِلَّهِ الَّذِي

خَلَقَكَ ، وَتَقَعِدَ عَنْهُمْ جُنْدَكَ وَأَعْوَانَكَ مِنْ أَحْرَاسِكَ (۱۲) وَشَرَطَكَ  
 (۱۳) ، حَتَّىٰ يُكَلِّمَكَ مُتَكَلِّمُهُمْ غَيْرَ مُتَتَعِنِ (۱۴) ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ . يَقُولُ فِي غَيْرِ مَوْطِنٍ ” لَنْ تُقَدَّسَ أُمَّةٌ  
 لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيفِ فِيهَا حَقُّهُ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَتَعِنِ “ . ثُمَّ الْحَتَمِلِ الْخُرْقَ  
 (۱۵) مِنْهُمْ وَالْعِيَّ (۱۶) ، وَنَحَّ عَنْهُمْ الضِّيْقَ وَالْأَنْفَ (۱۷) يَبْسُطِ اللَّهُ  
 عَلَيْكَ بِذَلِكَ أَكْنَافَ (۱۸) رَحْمَتِهِ ، وَيُوجِبُ لَكَ ثَوَابَ طَاعَتِهِ . وَأَعْطِ  
 مَا أَعْطَيْتَ هَنِيئًا (۱۹) ، وَامْنَعُ فِي إِجْمَالٍ وَإِعْذَارٍ .

ترجمہ: اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا خوف رکھو۔ اُس پس ماندہ طبقے کے لیے جو مساکین،  
 محتاج، فقیر اور معذور لوگوں کا طبقہ ہے، جن کا کوئی سہارا نہیں ہے، اس طبقے میں مانگنے  
 والے بھی ہیں اور غیرت مند بھی ہیں، جو شکل سے مجسم سوال کرنے والے ہیں، اللہ  
 تعالیٰ نے تم کو ان کے جن حقوق کا محافظ بنایا ہے، ان کی حفاظت کرو اور ان کے لیے  
 بیت المال میں سے غنیمت کی زمینوں کے غلے سے ایک حصہ مخصوص کر دو اور دُور  
 دراز کے لوگوں کا بھی وہی حق ہے، جو قریب والوں کا ہے اور تم کو سب پر نگران مقرر کیا  
 گیا ہے (۱)، لہذا خبردار، کہیں غرور اور تکبر تمہیں ان کی طرف سے غافل نہ بنا دے کہ  
 تمہیں بڑے کاموں کو مستحکم کر دینے سے چھوٹے کاموں کو برباد کرنے پر معاف نہیں  
 کیا جائے گا۔ لہذا نہ توجہ ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ بڑائی کی بنا پر اپنا منہ موڑ لینا۔  
 جن لوگوں کی رسائی تم تک نہیں اور انہیں لوگوں نے نگاہوں سے گرا دیا ہے اور سختیوں

نے حقیر بنا دیا ہے، ان کی دیکھ بھال بھی تمہارا ہی فریضہ ہے، لہذا ان کے لیے تواضع کرنے والے اور خوفِ خدا رکھنے والے معزز افراد مخصوص کر دو، جو تم کو ان کے معاملات سے باخبر رکھیں اور تم ایسے اعمال بجالاتے رہو، جن کی وجہ سے قیامت کے دن رب تعالیٰ کے سامنے معذور کہلائے جاسکو کہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں اور پھر ہر ایک کے حقوق ادا کرنے پر رب تعالیٰ کے سامنے خود کو معذور ثابت کرو۔

اور یتیموں اور بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا، کیوں کہ ان کا وسیلہ کوئی نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لیے اُٹھتے بھی نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حاکم کے لیے بڑا سنگین مسئلہ ہے، لیکن کیا کیا جائے، حق تو سب کا وزنی (بھاری) ہے۔ البتہ کبھی کبھی پروردگارِ عالم اسے ہلکا قرار دیتا ہے اُن اقوام کے لیے جو عاقبت کی طلب گار ہوتی ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو صبر کا عادی بناتی ہیں اور خدا کے وعدے پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

اور دیکھو صاحبانِ ضرورت کے لیے اپنے وقت میں سے ایک وقت معین کر لو، جس میں اپنے وقت کو اُن کے لیے وقف کر دو اور ایک عام مجلس میں بیٹھو۔ اُس خدا کے سامنے متواضع رہو، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اپنے سب نگہبان پولیس، فوج، اصحاب و انصار سب کو دُور بٹھا دو، تاکہ بولنے والے آزادی سے بول سکیں اور کسی طرح کی لکنت کا شکار نہ ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ ﷺ نے بار بار فرمایا ہے: ”وہ اُمت پاکیزہ کر دار نہیں ہو سکتی، جس میں

کمزور کو آزادی کے ساتھ طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے۔“

اس کے بعد ان سے بدکلامی یا عجزی کلام کا مظاہرہ ہو تو اسے برداشت کرو اور تنگ دلی اور تکبر کو دور رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے رحمت کے اطراف کشادہ کر دے اور اطاعت کے ثواب کو لازم قرار فرمادے۔ جسے جو کچھ دو خوش دلی سے دو اور جسے منع کرو، اُسے خوب صورتی سے ٹال دو۔

(۱) پسماندہ، مساکین، غرباء، فقراء و حاجتمند وہ و معذوروں اور بیکسوں کی دستگیری حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے اس میں ہرگز غفلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔

آیت: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (سورہ انعام، ۵۲)

اے رسول ﷺ! جو لوگوں کو صبح و شام اپنے پروردگار سے اس کی خوشنودی کی تمنا میں دعائیں مانگا کرتے ہیں ان کو اپنے پاس سے نہ دھتکارو، نہ ان کے حساب و کتاب کی جوابدہی تمہارے ذمہ میں ہے، اور نہ تمہارے حساب و کتاب کی جوابدہی انکے ذمہ ہے، مبادا تم انہیں (اس خیال سے) دھتکارو تو تم ظالموں میں ہو جاؤ گے۔

حدیث: قال الباقر عليه السلام قال الله تعالى الموصى يا موسى! لا تستدل الفقير ولا تغبط الغني بالشيء إليه.

امام باقر عليه السلام فرماتے ہیں: اللہ نے حضرت موسیٰ عليه السلام سے فرمایا: اے موسیٰ فقیر کو

ذلیل نہ سمجھو اور کسی معمولی چیز کی وجہ سے امیر آدمی پر رشک نہ کرو۔

(میزان الحکمہ، جلد ۷، ص ۶-۷۷)

(۲) بیت المال میں معاشرہ کے تمام گروہوں کے حصے معین ہونے چاہیے اور ہر فرد گروہ کو اس کا مسلمہ حق بہم پہنچایا جائے۔

آیت: وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔

(سورہ حجرات، آیت ۹)

حدیث: قال الصادق عليه السلام: مَا عَدَدَ اللَّهُ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ آدَاءِ حَقِّ الْمُؤْمِنِ .  
اللہ کی جتنی بھی عبادت کیجائے تاہم مؤمن کے حق کی ادائیگی سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔

(میزان الحکمہ، جلد ۷، ص ۷۵۱)

(۳) یتیموں اور معمر افراد پر خصوصی توجہ دی جائے۔

آیت: اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ  
(سورہ روم، آیت ۵۴)

پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپے کا دور قرار دیا، (نور القرآن، ص ۴۱۱)

(سورہ صبحی، آیت ۹)

آیت: فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ

کوئی یتیم ہو تو اس پر سختی نہ کیجئے۔

(نور القرآن، ص ۶۰۳)

حدیث: قال الصادق عليه السلام عَظَّمُوا كِبَارَكُمْ وَصَلُّوا أَرْحَامَكُمْ .

امام صادق عليه السلام اپنے بزرگوں کی تعظیم و تکریم اور اقرباء سے صلہ رحمی کیا

(میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۵۵۸)

کرو۔

حدیث: قال النبی ﷺ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ دَارًا يُقَالُ لَهَا دَارُ الْفَرَحِ، لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا مَنْ فَرَّحَ بِتَأْمِي الْمُؤْمِنِينَ.

رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے کہ: جنت میں ایک گھر ہے جسے دارالفرح (خوشیوں کا گھر) کہا جاتا ہے، اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا مگر وہ لوگ جنہوں نے مؤمنین کے یتیموں کو (دنیا میں) خوش رکھا ہے۔

(میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۱۱۰۶)

۴) بے کس و مجبور اور محروم طبقہ کے افراد کے مسائل حل کرنے کے لیے کھلی کچھری لگائی جائے اور اس کھلی کچھری میں فوج و پولیس اور انتظامیہ کے افراد کی موجودگی نہیں ہونی چاہیے تاکہ ہر شخص کسی خوف کے بغیر اپنی بات سربراہ مملکت تک پہنچا سکے کیوں کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جس قوم میں ناتواں و کمزور افراد کو طاقتور عناصر سے حق نہیں دلایا جاتا سکتا ہے وہ ہرگز اچھی قوم نہیں کہلا سکتی، حاکم کو عوام سے براہ راست رابطہ میں ہونا چاہیے۔

آیت: فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا آتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا (سورہ کھف، آیت ۷۷)

تو انہوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی اسے بنا کر سیدھے کھڑا

کر دیا۔ (نور القرآن، ص ۳۰۳)

حدیث: قال النبی ﷺ: مَنْ قَضَىٰ لِأَخِيهِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً فَكَانَ مَعِيَ عَبْدَ اللَّهِ

رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی حاجت پوری کرے گویا اس نے پوری زندگی اللہ کی عبادت میں گزاری۔

(یکصد موضوع ۵۰۰ داستان، جلد ۱-۲۲۹)

☆ شرح:

قانع سے مراد مانگنے والا اور معتر سے مراد وہ جو اپنی خستہ حالی بیان تو کرے لیکن دست سوال دراز نہ کرے اور یہ دونوں الفاظ قرآن مجید کی اصطلاحات ہیں ارشاد ہوتا ہے۔ فكلو منها واطعمو القانع والمعتر۔۔۔ ﴿سورۃ الحج: آیت نمبر ۳۶﴾  
 آپؐ نے انہیں حکم دیا ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے بیت المال سے دیا جائے۔ کیونکہ یہ طبقہ ان اصناف میں شامل ہے کہ جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں آیا ہے واعلموا انما۔۔۔ ﴿سورۃ الانفال: آیت نمبر ۴۱﴾

☆☆ شرح:

۱۔ الطَّبَقَةُ السُّفْلَى: نچلا طبقہ

۲۔ فَلَا يَشْغَلَنَّكَ عَنْهُمْ: اور ان کے امور کو انجام نہ دو۔

۳۔ قَدْ اسْتُرُّ عَيْتَ حَقِّهِ: ان سب کے حقوق کی رعایت کرو۔

۴۔ وَذَوِي الرَّقَّةِ فِي السَّنِّ: وہ عمر رسیدہ جو کام نہیں کر سکتے۔

۵۔ وَالْحَقُّ كُلُّهُ تَقِيْلٌ: حق تو ہمیشہ بھاری ہوتا ہے۔



۶۔ وَقَدْ يُخَفِّفُهُ اللَّهُ : کچھ قوموں پر اللہ اس کو ہلکا کر دیتا ہے۔

۷۔ وَتَجَلِّسُ لَهُمْ مَجْلِسًا عَامًا : اور اس کے دروازے کسی کے لیے بند نہ کرنا۔

(۱)

۸۔ مَا أَعْطَيْتَ هِنِيئًا : یعنی احسان جتلائے بغیر اور بغیر تشدد کے۔ (۲)

۱۔ ترجمہ گویا و شرح مفردہ ای از بیج البلاغہ: ج ۳ ص ۱۵۵

۲۔ ترجمہ گویا و شرح مفردہ ای از بیج البلاغہ: ج ۳ ص ۱۵۷

حاشیہ: (۱) مقصد یہ نہیں کہ حاکم جلسہ عام میں لاوارث ہو کر بیٹھ جائے اور کوئی بھی مفسد، ظالم فقیر کے بھیس میں آکر اس کا خاتمہ کر دے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ پولیس، فوج، محافظ اور دربان لوگوں کی ضروریات کی راہ میں حائل نہ ہونے پائیں کہ نہ تمہارے پاس آنے دیں اور نہ کھل کر بات کرنے کا موقع دیں۔  
مشکل الفاظ اور انکے معانی:

(۱) یواسی: شدت فقر (۲) ذمئی: معذور (۳) قانع: سائل (۴) معتر: جس کی صورت سوال ہو (۵) غلات: ثمرات (۶) صوافی: ارض غنیمت (۷) تانف: حقیر (۸) تصعیر: منہ پھیر لینا (۹) اعذار الی اللہ: خدا کی بارگاہ میں معذور ہونا (۱۰) رقتہ فی السن: کبیر سن (۱۱) ذوی الحاجات: مظلومین (۱۲) احس: جمع حس، محافظ (۱۳) شرط: جمع شرطہ، پولیس (۱۴) غیر متتبع: بلا کنت (۱۵) خرق: درشتی (۱۶) محی: عاجزی کلام (۱۷) انف: اکثر (۱۸) اکتانف: اطراف (۱۹) ہنیئاً: خوش گواری، سہولت

## بعض معاملات کو خود انجام دو

ثُمَّ أُمُورٌ مِنْ أُمُورِكَ لَا بُدَّ لَكَ مِنْ مَبَاشَرَتِهَا ، مِنْهَا إِجَابَةُ عُمَّالِكَ بِمَا يَعَى  
 (☆) عَنْهُ كُتَابُكَ وَمِنْهَا إِصْدَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ يَوْمَ وَرُودِهَا عَلَيْكَ بِمَا  
 تَحْرَجُ (۱) بِهِ صُدُورُ أَعْوَانِكَ . وَأَمْضِ لِكُلِّ يَوْمٍ عَمَلَهُ ، فَإِنَّ لِكُلِّ يَوْمٍ مَا فِيهِ  
 ، وَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ فِي مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللَّهِ أَفْضَلَ تِلْكَ الْمَوَاقِيتِ وَاجْزَلِ (۲)  
 (☆☆) تِلْكَ الْأَقْسَامِ ، وَإِنْ كَانَتْ كُلُّهَا لِلَّهِ إِذَا صَلَحَتْ فِيهَا النَّيَّةُ ،  
 وَسَلِمَتْ مِنْهَا الرَّعِيَّةُ . وَلْيَكُنْ فِي خَاصَّةٍ مَا تُتَخَلَّصُ بِهِ لِلَّهِ دِينِكَ ، إِقَامَةُ  
 فَرَائِضِهِ الَّتِي هِيَ لَهُ خَاصَّةٌ ، فَاعْطِ اللَّهَ مِنْ بَدَنِكَ فِي لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ ، وَوَقْتُ  
 مَا تَقَرَّبْتَ بِهِ إِلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ كَامِلًا غَيْرَ مَثْلُومٍ (۳) وَلَا مَنْقُوصٍ ، بِالْغَا مِنْ  
 بَدَنِكَ مَا بَلَغَ . وَإِذَا أَقَمْتَ فِي صَلَاتِكَ لِلنَّاسِ فَلَا تَكُونَنَّ مُنْفِرًا وَلَا مُضِيعًا  
 (۴) ، فَإِنَّ فِي النَّاسِ مَنْ بِهِ الْعِلَّةُ وَلَهُ الْحَاجَةُ . وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَجَّهَنِي إِلَى الْيَمَنِ كَيْفَ أُصَلِّي بِهِمْ فَقَالَ : ”  
 صَلِّ بِهِمْ كَصَلَاةِ أَضْعَفِهِمْ ، وَكُنْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا“ . (☆☆☆) وَأَمَّا  
 بَعْدُ فَلَا تُطَوَّلَنَّ احْتِجَابَكَ عَنْ رَعِيَّتِكَ ، فَإِنَّ احْتِجَابَ الْوَلَاةِ عَنِ الرَّعِيَّةِ  
 شُعْبَةٌ مِنَ الضِّيْقِ ، وَقَلَّةٌ عِلْمٍ بِالْأُمُورِ وَالْإِحْتِجَابِ مِنْهُمْ يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ  
 مَا احْتَجَبُوا ذُوْنَهُ فَيَصْغُرُ عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ ، وَيَعْظُمُ الصَّغِيرُ ، وَيَقْبُحُ الْحَسَنُ ،  
 وَيَحْسُنُ الْقَبِيحُ ، وَيَشَابُ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ ، وَأَمَّا الْوَالِيُ بَشَرٌ لَا يَعْرِفُ

مَا تَوَارَىٰ عَنْهُ النَّاسُ بِهِ مِنَ الْأُمُورِ ، وَلَيْسَتْ عَلَىٰ الْحَقِّ سِمَاتٌ (۵) نَعْرِفُ  
 بِهَا ضُرُوبَ الصِّدْقِ مِنَ الْكِذْبِ ، وَإِنَّمَا أَنْتَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ ، إِمَّا أَمْرٌ وَسَخَتْ  
 نَفْسُكَ بِالْبَدْلِ (۶) فِي الْحَقِّ ، فَفِيهِمَ احْتِجَابُكَ مِنْ وَاجِبِ حَقِّ تَعْطِيهِ ، أَوْ  
 فِعْلٌ كَرِيمٌ تُسَدِّدِيهِ ، أَوْ مُبْتَلَىٰ بِالْمَنْعِ ، فَمَا أَسْرَعَ كَفَّ النَّاسِ عَنِ مَسْأَلَتِكَ  
 إِذَا أَيْسُوا (۷) مِنْ بَدْلِكَ مَعَ أَنَّ أَكْثَرَ حَاجَاتِ النَّاسِ إِلَيْكَ مِمَّا لَا مَوْوَنَةَ  
 فِيهِ إِلَيْكَ ، وَمِنْ شِكَاةِ (۸) مَظْلَمَةٍ ، أَوْ طَلَبِ انْصَافٍ فِي مَعَامِلَةٍ .

ترجمہ: اس کے بعد تمہارے بعض معاملات ایسے بھی ہیں، جنہیں تم خود ہی انجام دو گے، جیسے حکام کے اُن مسائل کے جوابات جن کے جوابات مٹرنہ دے سکیں یا لوگوں کی اُن ضروریات کو پورا کرنے سے تمہارے مددگار پہلو تہی کرتے ہوں اور دیکھو ہر کام کو اسی کے دن مکمل کر دینا کہ ہر دن کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اور پروردگار کے رابطے کے لیے بہترین وقت منتخب کرنا جو تمام اوقات میں سے افضل اور بہتر ہو۔ اگرچہ تمام ہی اوقات اللہ کے لیے شمار ہو سکتے ہیں، اگر انسان کی نیت سالم رہے اور اس کے طفیل خوش حال ہو جائے۔

اور تمہارے وہ اعمال جنہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے انجام دیتے ہو، ان میں سے سب سے اہم کام (۱) اُن فرائض کو قائم کرنا ہو، جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتے ہیں۔ اپنی جسمانی طاقت میں سے دن اور رات دونوں وقتوں کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے قرار دینا اور جس کام کے ذریعے اُس کی قربت چاہتے ہو، اُسے مکمل طرح

سے انجام دینا، نہ کوئی رکاوٹ پڑنے پائے اور نہ کوئی نقص پیدا ہو، چاہے بدن کو قدرے زحمت کیوں نہ ہو جائے، اور جب لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرو تو اس طرح پڑھو کہ لوگ بے زار نہ ہو جائیں اور نہ اس طرح کہ نماز برباد ہو جائے۔ اس لیے کہ لوگوں میں بیمار اور ضرورت مند افراد ہوتے ہیں۔ میں نے یمن کی مہم پر جاتے ہوئے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا تھا کہ نماز جماعت کا انداز کیا ہونا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”کمزور ترین آدمی کے اعتبار سے ادا کرنا اور مؤمنین کے حال پر مہربان رہنا۔“

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے دیر تک علیحدہ نہ رہنا کہ حکام کا رعایا سے پس پردہ رہنا ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کرتا ہے اور وہ ان کے معاملات سے باخبر نہیں رہتے اور یہ پردہ داری انہیں بھی ان چیزوں کے جاننے سے روک دیتی ہے، جن کے سامنے یہ حجاب قائم ہو جاتے ہیں اور اس طرح بڑی چیز چھوٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے۔ اچھا بُرا بن جاتا ہے اور بُرا اچھا ہو جاتا ہے، اور حق باطل سے مخلوط ہو جاتا ہے۔ اور حاکم بھی بالآخر ایک انسان ہے، وہ پس پردہ امور کی خبر نہیں رکھتا اور نہ حق کی پیشانی پر ایسے نشان ہوتے ہیں، جن کے ذریعے سچائی کی اقسام کو غلط بیانی سے جدا کر کے پہچانا جاسکے۔

اور پھر تم دو میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔ یا وہ شخص ہو گے جس کا نفس راہ حق میں بذل و عطا پر مائل ہے، تو پھر تمہیں واجب حق عطا کرنے کی راہ میں پردہ حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کریموں جیسا عمل کیوں نہیں کرتے۔ یا تم بخل

(کنجوسی) کی بیماری میں مبتلا ہو گے تو بہت جلد لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے اور تمہیں پردہ ڈالنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔ حالاں کہ لوگوں کی اکثر ضروریات وہ ہیں، جن میں تمہیں کسی طرح کی زحمت نہیں ہے، جیسے ظلم کے خلاف فریاد یا کسی معاملے میں انصاف کا مطالبہ۔

(۱) نظام الاوقات کی صحیح ترتیب ہونی چاہیے اور آج کا کام کل پر چھوڑنے کی روک تھام کی جائے۔

آیت: فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا

(سورہ نساء، آیت ۱۰۳)

بلاشبہ نماز اہل ایمان پر ایک فریضہ ہے جو اوقات کے معین کے ساتھ عائد کیا گیا ہے۔

(نور القرآن، ص ۹۶)

حدیث: قَالَ عَلِيُّ عليه السلام: أَوْصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَنَظْمِ أَمْرِكُمْ .

حضرت علی عليه السلام: بندگان خدا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ تقویٰ الہی

اختیار کرو اور اپنے امور میں نظم و ضبط رکھو۔ (نسخ البلاغ، وصیت امیر المؤمنین)

(۲) کسی بھی حال میں ارباب اقتدار کو خدا سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

آیت: وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (سورہ اعراف، آیت ۲۰۵)

اور غفلت کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔ (نور القرآن، ص ۱۷۷)

حدیث: قَالَ الْمَعْصُومُ عليه السلام: وَإِذْ كَانَ أَمْرًا وُكِّمَ شِرَارُكُمْ وَأَعْيَاؤُكُمْ  
بُخْلًا تُكْمُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا .

اور جب تمہارے حکمران بُرے ہوں، تمہارے دولت مند بخیل ہوں اور تمہارے  
امور تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا اندر تمہارے لیے اس کے پشت سے بہتر  
ہے۔ (میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۴۴)

۳) حکام کا عوام سے رابطہ ہرگز منقطع نہیں ہونا چاہیے۔

آیت: فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ  
أَن يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ

(سورہ یونس، آیت ۸۳)

اور بلاشبہ فرعون سرکشی کرنے والا تھا، روئے زمین پر اور حد سے تجاوز کرنے  
والوں میں سے تھا۔ (نور القرآن، ص ۲۱۹)

حدیث: قَالَ عَلِيُّ عليه السلام: إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ إِمَامٌ جَائِرٌ ضَلَّ وَضُلَّ بِهِ .

اللہ کے نزدیک لوگوں میں بدترین وہ ظالم حکمران ہے جو گمراہی میں پڑا رہے  
اور دوسرے بھی اس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں۔ (میزان الحکمہ، جلد ۵، ص ۷۶)

☆ شرح:

پھر آپؑ نے انہیں اس بات کی وضاحت بھی کر دی کہ ایسی نشستوں اور  
اجلاسوں کے لیے ایک اور بات بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کی ضروریات

فراہم کرنے کے لیے براہ راست اقدام کریں کیونکہ کچھ مواقع ایسے ہیں جن میں ان کے معاونین اور نمائندگان اس سلسلے میں حرج اور مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں تو اس کا حل صرف یہی ہے کہ وہ بذات خود اور براہ راست لوگوں سے رابطہ قائم کریں۔ اس کے بعد آپؑ نے ہر کام کو بروقت انجام دینے کو ان پر لازم قرار دیا ہے۔ کیونکہ ہر کام کا اپنا مناسب وقت اور موقع ہوتا ہے۔ اگر اس سے قبل انجام دیا جائے یا تاخیر کی جائے تو باعث سستی اور تھکن بن جاتا ہے۔

☆☆☆ شرح:

حاکم کے اپنے انفرادی فرائض کی ادائیگی کے لیے بہترین لمحات کا انتخاب بھی لازم ہے۔ اگرچہ آپؑ نے یہ بھی فرمایا آپ کے سارے کام اللہ ہی کے لیے ہیں یعنی رعیت کے امور کی دیکھ بھال میں اگر نیک نیتی ہو اور لوگ ظلم اور نا انصافی سے محفوظ رہیں تو یہ بھی عبادات اور فرائض میں شامل ہے۔ ادائیگی فرائض میں حاکم امور مملکت کی وجہ سے مثلاً مختصر نماز پر اکتفا نہ کرے بلکہ واجبات کے ساتھ ساتھ مستحبات بھی بجالائے خواہ اس کی وجہ سے اس کا بدن تھک جائے۔

نماز جماعت کی امامت کے متعلق فرمایا کہ اس میں نماز کو نہ اتنی طولانی کر لیں کہ جس سے لوگ متنفر ہو کر بھاگ جائیں نہ اتنی مختصر کہ اس کی مطلوبہ شکل بگڑ جائے۔ وکن بالمومنین رحیماً میں دو احتمال ہیں پہلا یہ کہ حضور اکرم کی حدیث کا جملہ ہے اور دوسرا یہ کہ یہ خود امیر المومنین کا کلام ہے۔

☆☆☆ شرح:

آپؐ نے انہیں رعیت اور عوام سے دور رہنے سے منع فرمایا، کیونکہ اس میں امور کے پیچیدہ ہونے کا احتمال ہے۔ اگر زیادہ گھل مل جائیں اور کوئی حجاب نہ رکھیں تب بھی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں پس درمیانہ رویہ بہتر ہے۔

نیز اکثر لوگ حکام سے اس لیے بھی دور رہتے ہیں تاکہ ان سے تعظیم و تکریم اور بے جا مدح سرائی کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

اگر حاکم عطا و بخشش میں زیادتی کرے تو پھر عوام سے کسی بات کو مخفی نہیں رکھ سکتا اور اگر بخل اور کنجوسی سے کام لے تو لوگ اپنی درخواست پیش نہیں کر سکتے۔

☆☆☆ شرح:

۱۔ ثُمَّ أُمُورٌ مِنْ أُمُورِكَ : یعنی ان امور کو دوسروں کے سپرد نہ کرو۔

۲۔ وَمِنْهَا إِضْطَارُّ حَاجَاتِ النَّاسِ : اور دوسرا یہ کہ لوگوں کی ضروریات کو اسی دن پورا کرنا ہے جس دن اس کی رپورٹ تم تک پہنچ جائے اور اس کا انجام دینا تمہارے معاونین کے لیے مشکل ہو۔

۳۔ مَا تَخْلُصُ بِهِ لِلَّهِ دِينُكَ : یعنی وہ باتیں جو اس کی ذات پاک سے مخصوص

ہیں (۱)



حاشیہ: (۱) یہ شاید اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سماج اور عوام سے الگ رہنا دالی اور حاکم کے ضروریات زندگی میں شامل ہے، ورنہ اس کی زندگی چوتھیں گھنٹے عوام الناس کی ہوگئی تو نہ تنہائیوں میں اپنے مالک سے مناجات کر سکتا ہے، اور نہ خلوتوں میں اپنے اہل و عیال کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ پردہ داری ایک انسانی ضرورت ہے، جس سے کوئی انسان بے نیاز نہیں ہو سکتا، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پردہ داری کو طویل نہ ہونے پائے کہ عوام الناس حاکم کی زیارت سے محروم ہو جائیں، اور اس کا دیدار صرف ٹیلی ویژن کی اسکرین پر نصیب ہو، جس سے نہ کوئی فریاد کی جا سکتی ہے، اور نہ کسی درد دل کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ ایسے شخص کو حاکم بننے کا کیا حق ہے، جو عوام کے دکھ درد میں شریک نہ ہو سکے، اور ان کی زندگی کی تلخیوں کو محسوس نہ کر سکے۔ ایسے شخص کو دربار حکومت میں بیٹھ کر ”انارکیم الاعلیٰ“ کا نعرہ لگانا چاہیے، اور آخر میں کسی دریا میں ڈوب کر مرنا چاہیے، کیوں کہ اسلامی حکومت اس طرح کی لاپرواہی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کے لیے کوفے میں بیٹھ کر جازا اور پیمانہ کے فقراء کو دیکھنا پڑتا ہے، اور ان کی حالت کے پیش نظر سوکھی روٹی کھانا پڑتی ہے۔

مشکل الفاظ اور اس کے معانی:

(۱) تخرج: جنگی محسوس کرتے ہیں (۲) اجزل: اعظم (۳) مملوم: جس میں رخنہ پڑ جائے (۴) مضجج: برباد کرنے والا (۵) سمات: علامات (۶) بذل: عطا (۷) ایسوا: مایوس ہو جائیں (۸) شکاکت: شکایت

## راز دار افراد کے معاملات میں خوش اسلوبی

ثُمَّ إِنَّ لِلْوَالِي خَاصَّةً وَبِطَانَةً ، فِيهِمْ اسْتِثْنَاءٌ وَتَطَاوُلٌ ، وَقَلَّةٌ اِنْصَافٍ فِي  
 (☆) مُعَامَلَةٍ ، فَاحْسِبْ (۱) مَاذَةَ اَوْلَيْكَ بِقَطْعِ (۲) اَسْبَابِ تِلْكَ الْاُحْوَالِ  
 وَلَا تَقْطَعَنَّ لِاِحْدٍ مِنْ حَاشِيَتِكَ وَحَامَتِكَ (۳) قَطِيعَةً وَلَا يَطْمَعَنَّ مِنْكَ فِي  
 اِعْتِقَادِ عُقُودَةٍ ، تَضُرُّ بِمَنْ يَلِيْهَا مِنَ النَّاسِ فِي شَرْبِ اَوْ عَمَلِ مُشْتَرَكٍ  
 يَحْمِلُوْنَ مَوْؤَنَتَهُ عَلٰى غَيْرِهِمْ ، فَيَكُوْنُ مَهْنًا (۴) ذَلِكَ لَهُمْ دُوْنَكَ ، وَعَيْبُهُ  
 عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ وَالزِّمَ الْحَقُّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ ،  
 وَكُنْ فِي ذَلِكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا ، وَاقْعًا ذَلِكَ مِنْ قَرَابَتِكَ وَخَاصَّتِكَ حَيْثُ  
 وَقَعَ ، وَابْتِغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَنْقُلُ عَلَيْكَ مِنْهُ ، فَاِنَّ مَغَبَّةَ (۵) ذَلِكَ مَحْمُوْدَةٌ .  
 وَاِنْ ظَنَنْتَ الرَّعِيَّةَ بِكَ حَيْفًا (۶) فَاَصْحِرْ لَهُمْ (۷) بِعُدْرِكَ ، وَاعْدِلْ عَنكَ  
 ظُنُوْنَهُمْ بِاَصْحَارِكَ ، فَاِنَّ فِي ذَلِكَ رِيَاضَةً (۸) مِنْكَ لِنَفْسِكَ ، وَرِفْقًا  
 بِرَعِيَّتِكَ ، وَاعْذَارًا تَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَكَ مِنْ تَقْوِيْمِهِمْ عَلٰى الْحَقِّ .

ترجمہ: اس کے بعد بھی خیال رکھنا کہ ہر گورنر (والی) کے کچھ مخصوص اور راز دار قسم کے  
 افراد ہوتے ہیں، جن میں خود غرضی، دست درازی اور معاملات میں نا انصافی پائی جاتی  
 ہے، لہذا خبردار، ایسے لوگوں کے فساد کا علاج ان اسباب کے خاتمے سے کرنا، جن سے  
 یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو کوئی جاگیر مت  
 بخش دینا اور اسے تم سے ایسی کوئی توقع نہیں ہونی چاہیے کہ تم کسی ایسی زمین پر قبضہ

دے دو گے، جس کے سبب آب پاشی یا کسی مشترک معاملے میں شراکت رکھنے والے افراد کو نقصان پہنچ جائے کہ اپنے اخراجات بھی دوسرے کے سر ڈال دے اور اس طرح اس معاملے کا فائدہ اُس کے حصے میں آئے اور اس کی ذمے داری دنیا اور آخرت میں تمہارے ذمے رہے۔ اور جس پر کوئی حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس کے نافذ کرنے کی ذمے داری ڈالو، چاہے وہ تم سے نزدیک ہو یا دُور اور اس مسئلے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر و تحمل سے کام لینا، چاہے اس کی زد تمہارے قربت داروں اور خاص لوگوں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو۔ اور اس سلسلے میں تمہارے مزاج پر جو بوجھ ہو، اُسے آخرت کی اُمید پر برداشت کر لینا کہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایا کو یہ خیال ہو کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے لیے اپنے عذر کا اظہار کرو اور اسی ذریعے سے اُن کی بدگمانیوں کا علاج کرو۔ اس میں تمہارے نفس کی تربیت بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی ہے اور یہ عذر خواہی بھی ہے، جس کے ذریعے تم رعایا کو حق کی راہ پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

(۱) حکام کے خواص و مقرب افراد کی بد معاملگی پر کڑی نظر رکھی جائے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ  
(سورہ حشر، آیت ۱۸)

اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور کسی بھی متنفس کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان پہلے سے کر لیا ہے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ باخبر ہے اس

(نور القرآن، ص ۵۴۹)

سے جو تم کرتے ہو۔

حدیث: قال علیؑ: قِيدُوا أَنْفُسَكُمْ بِالْمُحَاسَبَةِ وَأَمْلِكُوهَا بِالْمُخَالَفَةِ.

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: اپنے نفسوں کو محاسبہ کا پابند بناؤ اور اس کی

مخالفت کر کے اس پر قابو پا لو۔ (میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۲۶۸)

(۲) خصوصی مراعات کے سلسلے ہرگز قائم نہ کیے جائیں کہ کیوں کہ اس سے  
حقداروں کے حقوق کی پامالی کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

آیت: وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

(سورہ اعراف، آیت ۹۶)

اور اگر ان بستیوں کے باشندے ایمان لاتے اور نجات کا سامان کرتے تو ہم

ان پر آسمان اور زمین کی طرف سے برکتوں کے دروازے کھول دیے۔

(نور القرآن، ص ۱۶۴)

حدیث: قال زین العابدینؑ: لَا حَسَبَ لِقَرَشِيٍّ وَلَا عَرَبِيٍّ إِلَّا بِتَوَاضِعٍ  
وَلَا كَرَمٍ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ.

امام زین العابدینؑ: کسی قریشی یا عربی کو کوئی برتری حاصل نہیں مگر تواضع

اور انکساری کے ساتھ اور کوئی عزت و تکریم نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۱۰۷۸)

(۳) زمینوں کی تقسیم میں قریبیوں و تعلق داروں کا مقدم کرنے سے اجتناب

برتا جائے۔

آیت: قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

(سورہ ہود، آیت ۴۶)

کہا: اے نوح! وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے وہ تو بُرے اعمال کا مجسمہ

(نور القرآن، ص ۲۲۸)

ہے۔

حدیث: صعد النبي ﷺ المنبر فقال: إِنَّ النَّاسَ مِنْ آدَمَ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا مِثْلُ أَسْنَانِ الْمِشْطِ لَا فَضْلَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْعَجَمِ وَلَا لِلْأَحْمَرِ عَلَى الْأَسْوَدِ إِلَّا بِالتَّقْوَى.

رسول خدا ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: یقیناً تم لوگ جو آج

تک آدم سے پیدا ہوئے ہیں کنگی کے دانتوں کے مانند ہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری حاصل نہیں اور نہ ہی کسی سرخ کو کالے پر۔

(الحدیث: جلد ۱، ص ۵۹ / روایات تربیتی از مکتب اہل بیت علیہم السلام)

(۴) عوامی شکایات کے ازالہ کی بابت فوری اقدامات کئے جائیں اور عوام کو اپنے حکمرانوں سے حقوق کی ادائیگی کی بابت کوئی شکایت باقی نہیں رہنی چاہیے۔

آیت: وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ

(سورہ النمل، آیت ۲۰)

اور پرندوں کی جانچ کی تو کہا کیا بات ہے ہد ہد مجھے نظر نہیں آ رہا ہے یا وہ واقعی

(نور القرآن، ص ۳۷۹)

غیر حاضر ہے۔

حدیث: قال الصادق علیہ السلام: ثَلَاثَةٌ تَحِبُّ عَلَى السُّلْطَانِ لِلْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ مُكَافَأَةٌ الْمُحْسِنِ بِالْإِحْسَانِ لِيَزِدَ دَارَ غَبَةٍ فِيهِ وَتَعْمُدُ ذُنُوبَ الْمُسِيءِ لِيَتُوبَ وَيَرْجِعَ عَنْ غِيهِ وَتَأْتِيهِمْ جَمِيعًا بِالْإِحْسَانِ وَالْإِنصَافِ .

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حکمرانوں پر فرض ہے کہ فرد اور معاشرے سے متعلق تین فریضے کی پابندی کریں۔ نیک افراد کو پاداش دے کر ان کی حوصلہ افزائی کریں اور اس طرح نیک کام کو پروان چڑھائیں۔ بُرے افراد کی پردہ دری نہ کریں تاکہ وہ پشیمان ہو کر توبہ کریں اور راہِ راست پر آجائیں اور اپنے منصفانہ اور پُر لطف اقدامات سے معاشرے میں الفت پیدا کریں۔

(الحدیث: روایات تربیتی از مکتب اہل بیتؑ، جلد ۱، ۵۲)

☆ شرح:

آپؑ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے اقربا اور خاص افراد کو لوگوں پر مسلط کر دیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے ہاتھوں نا انصافی اور بے عزتی کا شکار ہو جائیں گے، نیز جو مفادات یہ لوگ حاصل کریں گے وہ دنیا میں انہی کے لیے نفع بخش ہوں گے جبکہ آخرت میں اس کا گناہ مالک کے اوپر ہے۔ مزید برآں دنیا میں برائی اور مذمت کا شکار بھی یہ خود ہوں گے۔

☆☆ شرح:

۱۔ بِقَطْعِ أَسْبَابِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ : یعنی ان کے ظلم کی جڑوں کو وسائل بند کرنے کے ذریعے کاٹ دو۔

۲۔ وَكُنْ فِي ذَٰلِكَ صَابِرًا : اور اس کام کی پاداش اور جزا اللہ سے طلب کرو۔ (۲)



۱۔ شرح تفسیر البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۷، ص ۹۷

۲۔ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای از تفسیر البلاغہ: ج ۳ ص ۱۵۹

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

(۱) اِخْتِمْ: کاٹ دو (۲) اِقْطَاعُ: زمین الاٹ کر دینا (۳) حَامِدٌ: خواص (۴) مَهْمَاً: منفعت (۵) مَغْبِيَةٌ: عاقبت، انجام (۸) حَيْفٌ: ظلم (۹) صَحْرٌ لِّهْمٍ: واضح کر دو (۱۰) رِيَاضٌ: تربیت نفس۔

## دُشمن سے معاملات کو نمٹانے کا طریقہ

وَلَا تَدْفَعَنَّ صَلْحًا دَعَاكَ (۱) إِلَيْهِ عَدُوَّكَ وَلِلَّهِ فِيهِ رِضَىٰ، فَإِنَّ فِي الصُّلْحِ  
 (☆) دَعَاً لِلْجُنُودِ كَ، وَرَاحَةً مِنْ هُمُومِكَ، وَأَمْنًا لِبِلَادِكَ، وَلَكِنَّ الْحَدَرَ  
 كُلَّ الْحَدَرِ مِنْ عَدُوِّكَ بَعْدَ صَلْحِهِ، فَإِنَّ الْعَدُوَّ رَبَّمَا قَارَبَ لِيَتَعَمَّلَ (۲)  
 فَخُذْ بِالْحَزْمِ، وَاتَّهَمْ فِي ذَلِكَ حُسْنَ الظَّنِّ. وَإِنْ عَقَدْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ  
 عَدُوِّكَ عُقْدَةً، أَوَّالْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً، فَحُطَّ عَهْدُكَ بِالْوَفَاءِ، وَارْعَ ذِمَّتَكَ (۳)  
 بِالْأَمَانَةِ، وَاجْعَلْ نَفْسَكَ جُنَّةً (۴) دُونَ مَا أُعْطِيَتْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ فَرَائِضِ  
 اللَّهِ شَيْءٌ النَّاسِ أَشَدُّ عَلَيْهِ اجْتِمَاعًا، مَعَ تَفَرُّقِ أَهْوَائِهِمْ، وَتَشَبُّهِ آرَائِهِمْ،  
 مِنْ تَعْظِيمِ الْوَفَاءِ بِالْعُهُودِ. وَقَدْ لَزِمَ ذَلِكَ الْمُشْرِكُونَ فِيمَا بَيْنَهُمْ دُونَ  
 الْمُسْلِمِينَ لِمَا اسْتَوْبَلُوا (۵) مِنْ عَوَاقِبِ الْغَدْرِ، فَلَا تُغْدِرَنَّ بِذِمَّتِكَ،  
 وَلَا تَخِيْسَنَّ (۶) بِعَهْدِكَ، وَلَا تَحْتَلَنَّ (۷) عَدُوَّكَ، فَإِنَّهُ لَا يَجْتَرِئُ عَلَى اللَّهِ  
 إِلَّا جَاهِلٌ شَقِيٌّ. وَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ عَهْدَهُ وَذِمَّتَهُ أَمْنًا أَفْضَاهُ (۸) بَيْنَ الْعِبَادِ  
 بِرَحْمَتِهِ، وَحَرِيمًا (۹) يَسْكُنُونَ إِلَىٰ مَنَعَتِهِ (۱۰)، وَيَسْتَفِيضُونَ إِلَىٰ جَوَارِهِ  
 فَلَا إِذْغَالَ وَلَا مُدَّ السَّةِ (۱۱) وَلَا حِدَاعَ فِيهِ، وَلَا تَعْقِدْ عُقْدًا تُجَوِّزُ فِيهِ  
 الْعِلَلَ، وَلَا تُعَوِّلَنَّ عَلَىٰ لِحْنِ قَوْلٍ (۱۲) بَعْدَ التَّأَكُّيدِ وَالتَّوَثُّقَةِ. وَلَا يَدْعُونَكَ  
 ضَيْقُ أَمْرٍ، لَزِمَكَ فِيهِ عَهْدُ اللَّهِ، إِلَىٰ طَلَبِ انْفِسَاخِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ، فَإِنَّ  
 صَبْرَكَ عَلَىٰ ضَيْقِ أَمْرٍ تَرْجُو انْفِرَاجَهُ وَفَضْلَ عَاقِبَتِهِ، خَيْرٌ مِنْ غَدْرِ تَخَافُ



تَبَعْتَهُ ، وَأَنْ تُحِيطَ بِكَ مِنَ اللَّهِ فِيهِ طَلِبَةٌ (۱۳) ، لَا تَسْتَقْبِلُ فِيهَا دُنْيَاكَ وَلَا  
آخِرَتَكَ .

ترجمہ:

اور خبردار، کسی ایسی دعوتِ صلح کا انکار نہ کرنا، جس کی تحریک دشمن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضا مندی پائی جاتی ہو (۱) کہ صلح کے ذریعے افواج کو قدرے سکون ملتا ہے اور تمہارے نفس کو بھی افکار سے چھٹکارا مل جائے گا اور شہروں میں بھی امن و امان کی فضا قائم ہو جائے گی، البتہ صلح کے بعد دشمن سے مکمل طور پر چوکتا رہنا کہ کبھی وہ تمہیں غافل بنانے کے لیے تم سے قربت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا اور کسی حُسنِ ظن سے کام نہ لینا اور اگر اپنے اور اُس کے درمیان کوئی معاہدہ کرنا یا اس کو کسی طرح کی پناہ دینا تو اپنے وعدے کی پاسداری و وفاداری کے ذریعے کرنا اور اپنے ذمے کو امانت داری کے ذریعے محفوظ بنانا اور اپنے قول و قرار کی راہ میں اپنے نفس کو ڈھال بنا دینا کہ اللہ کے فرائض میں ایفائے وعدہ جیسا کوئی فریضہ نہیں ہے، جس پر تمام لوگ خواہشات کے اختلاف اور افکار کے تضاد کے باوجود متحد ہیں اور اس کا مشرکین نے بھی اپنے معاملات میں لحاظ رکھا ہے کہ عہد شکنی کے نتیجے میں تباہیوں کا اندازہ کر لیا ہے۔ تو خبردار، تم اپنے عہد و اقرار سے غداری نہ کرنا اور اپنے قول و قرار میں خیانت سے کام نہ لینا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں جاہل و بد بخت کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان (۲) کو امن کا وسیلہ قرار دیا ہے، جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے لیے عام کر دیا ہے، اور ایسی پناہ گاہ بنا دیا ہے، جس کے دامن حفاظت میں پناہ ڈھونڈنے والے پناہ لیتے ہیں اور اس کے قریب منزل کرنے کے لیے تیزی سے قدم آگے بڑھاتے ہیں، لہذا اس میں کوئی جعل سازی، فریب کاری اور مکاری نہیں ہونی چاہیے اور کوئی ایسا معاہدہ نہ کرنا، جس میں تاویل کی ضرورت پڑے اور معاہدہ پختہ ہو جانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور عہد الہی میں تنگی کا احساس غیر حق کے ساتھ وسعت کی جستجو پر آمادہ نہ کر دے کہ کسی امر کی تنگی پر صبر کر لینا اور کشائشِ حال اور بہترین عاقبت کا انتظار کرنا اس غداری سے کہیں بہتر ہے، جس کے اثرات خطرناک ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے اور تمہاری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں۔

### (۱) دفاعی جنگ کے اصول

دفاعی جنگ کا اصول اپنا جائے اور دشمن پر اچانک حملہ کرنے سے پرہیز کیا جائے اور اگر کسی حوالہ سے مصالحت و معاہدت کا مرحلہ آجائے تو صاف گوئی سے کام لیا جائے۔ تحریری معاہدہ میں ہر بات واضح ہونی چاہیے ایسا نہ ہو کہ بعد میں تاویلوں کا سہارا لینا پڑے اور مشکلات پیدا ہو جائے

آیت: **وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ**

اللَّهِ وَعَدَّوْكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ (سورہ انفال، آیت ۶۰)

اور مہیا رکھوان کے لیے جو تم فراہم کر سکو طاقت کی قسم سے۔

(نور القرآن، ص ۸۵)

حدیث: قال النبی ﷺ: قُلْ مَا بَدَا لَكَ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خُذَعَةٌ.

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اپنے دل کی بات کہہ ڈالو، کیوں کہ جنگ ایک دھوکہ و فریب ہے۔

(۲) سرحدی معاہدوں کی پابندی

سرحدی معاہدوں کی اچھی طرح چھان بین کی جائے اور معاہدہ ہو جانے کے بعد اس کی عملی پابندی نہایت احتیاط کے ساتھ ضروری ہے اور اس میں مکاری نہیں ہونی چاہیے۔

آیت: لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (سورہ بقرہ، آیت ۱۷۷)

اور اپنا قول پورا کرنے والا ہے جب عہد کریں۔ (نور القرآن، ص ۲۷)

حدیث: قال النبی ﷺ : اِذَا نَقَضُوا الْعَهْدَ سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ .  
رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: جب وہ عہد شکنی کریں گے تو اللہ ان کے دشمن کو  
ان پر مسلط کر دے گا۔  
(منتخب المیزان، جلد ۲، ص ۷۴۲)

(منتخب المیزان، جلد ۱، ص ۲۵۲)

### ☆ شرح:

آپؐ نے انہیں دعوتِ صلح قبول کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس سے سپاہیانِ اسلام کو زحمتوں سے چھوٹ ملتی ہے، غم و غصے ختم ہو جاتے ہیں اور مملکت میں امن و امان قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن صلح کے بعد بھی دشمن کے مکر و فریب سے ہوشیار رہنا چاہئے، کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ اس صلح کے ذریعے آپ سے قریب ہو کر آپ کو غافل بنا دے گا۔ اس لیے دشمن کے بارے میں ہرگز نیک گمان نہ رکھیں۔

اس کے بعد آپؐ نے عہد کی وفاداری کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس وفاداری میں اس قدر مضبوط رہنا چاہئے کہ اگر جان بھی چلی جائے تو اس کی پروا نہیں کرنی چاہئے، مشرکین بھی اس کی پاسداری کرتے ہیں اور یہ ان کے درمیان شریعت اور سنت بن گئی ہے۔ تو اسلام اس بارے میں زیادہ اولیت رکھتا ہے۔

پھر آپؐ نے انہیں حکم دیا ہے کہ ہرگز ایسا عقد اور عہد نہ باندھیں، جس میں گونا گوں تاویلیں کمزوریاں اور اسے توڑنے کی راہیں موجود ہوں۔ الفاظ اور کلمات واضح اور ابہام سے خالی ہونے چاہئیں کیونکہ ہر کلام اہل ادب کی اصطلاحات اور عرفی

معیاروں کے مطابق ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

☆☆ شرح:

- ۱۔ وَلَا تَخْتَلِنَّ عَدُوَّكَ، یعنی اپنے دشمن کو دھوکہ مت دو۔ (۲)
- ۲۔ وَلَا تَعْقِدْ عَقْدًا تُجَوِّزُ فِيهِ الْعِلَلَ: یعنی اس کی تاخیر ختم کر دے گا۔
- ۳۔ اِلَىٰ طَلَبِ اِنْفَسَاخِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ: ناحق طریقے سے اسے فسخ اور کالعدم کرنے پر اقدام نہ کرو۔ (۳)

۱۔ شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۷، ص ۱۰۷

۲۔ ترجمہ گویا شرح فشرہ ای از نوح البلاغہ ج ۳ ص ۱۶۱

۳۔ ترجمہ گویا شرح فشرہ ای از نوح البلاغہ ج ۳ ص ۱۶۳

حاشیہ: (۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ صلح ایک بہترین طریقہ کار ہے، اور قرآن مجید نے اسے خیر سے تعبیر کیا ہے، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جو شخص جن حالات میں جس طرح کی دعوت صلح دے، تم قبول کر لو۔ اور اس کے بعد مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ، کہ ایسے نظام میں ہر ظالم اپنی ظالمانہ حرکتوں پر ہی صلح کرانا چاہے گا، اور تمہیں اسے قبول کرنا پڑے گا۔ صلح کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اسے رضائے الہی کے مطابق ہونا چاہیے۔ جس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کی صلح میں دیکھا گیا ہے کہ آپؐ نے جن جن نکات پر اور جس جس دفعہ صلح کی ہے، سب کے سب مطابق حقیقت اور عین مرضی پروردگار تھیں، اور کوئی غلط لفظ درمیان میں نہیں تھا۔ ”بسک اللهم“ بھی ایک صحیح کلمہ تھا۔ محمد بن عبداللہ بھی ایک حرف حق تھا، اور دشمن کے افراد کا واپس کر دینا بھی کوئی غلط اقدام

نہیں تھا۔ امام حسنؑ کی صلح میں بھی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کا مشاہدہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے صلح میں کیا جا چکا ہے، اور یہی مولائے کائنات کی بنیادی تعلیم اور اسلام کا بنیادی ہدف ہے۔

(۲) واضح رہے کہ دنیا میں حکومتوں کا قیام تو وراثت، جمہورین، عسکری انقلاب اور ذہانت و فراست تمام اسباب سے ہو سکتا ہے، لیکن حکومتوں میں استحکام عوام کی خوشی اور ملک کی خوشحالی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور جن افراد نے یہ خیال کیا کہ وہ اپنی حکومتوں کو خونریزی کے ذریعے مستحکم بنا سکتے ہیں انہوں نے جینے جی اپنی غلطی کا انجام دیکھ لیا اور نظر جیسے شخص کو بھی خودکشی پر آمادہ ہونا پڑا۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ ملک کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا۔ اور انسانیت کا خون بہانے سے بڑا کوئی جرم قابل تصور نہیں ہے۔ لہذا اس سے پرہیز ہر صاحب اقتدار اور صاحب عقل کا فریضہ ہے، اور زمانے کی گردش کے پلٹتے دیر نہیں لگتی ہے۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:

- (۱) وعدہ: سکون (۲) تغفل: غافل بنادینا (۳) ذمہ: عہد (۴) چنہ: سپر (۵) استوبلوا: مہلک پایا (۶) تخیل: دھوکہ (۷) خاس: عہد شکنی (۸) انضاء: فاش کر دیا (۹) حریم: جس کو ہاتھ لگانا حرام ہو (۱۰) منعد: قوت و دفاع (۱۱) مدالہ: خیانت (۱۲) لحن القول: جو قابل تاویل ہو (۱۳) طلبہ: مطالبہ

## ظلم و زیادتی سے پرہیز

اول

## خون ناحق نہ گرے

إِيَّاكَ وَالِدَّمَاءِ وَسَفْكَهَا بِغَيْرِ حِلِّهَا ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَدْنَىٰ لِنِقْمَةٍ ، وَلَا أَعْظَمَ  
 (☆) لِتَبِعَةٍ ، وَلَا أَحْرَأَىٰ بِزَوَالِ نِعْمَةٍ ، وَأَنْقِطَاعِ مُدَّةٍ ، مِنْ سَفْكِ الدِّمَاءِ بِغَيْرِ  
 حَقِّهَا . وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ مُبْتَدِئُ بِالْحُكْمِ بَيْنَ الْعِبَادِ ، فِيمَا تَسَافَكُوا مِنَ الدِّمَاءِ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَلَا تُقَوِّينَ سُلْطَانَكَ بِسَفْكِ دَمٍ حَرَامٍ . فَإِنَّ ذَلِكَ مِمَّا يُضَعْفُهُ  
 وَيُوهِنُهُ ، بَلْ يُزِيلُهُ وَيَنْقُلُهُ ، وَلَا عُذْرَ لَكَ عِنْدَ اللَّهِ وَلَا عِنْدِي فِي قَتْلِ الْعَمْدِ ،  
 لِأَنَّ فِيهِ قَوَدَ (١) الْبَدَنِ وَإِنْ ابْتُلَيْتَ بِخَطَاٍ وَأَفْرَطَ (٢) عَلَيْكَ سَوْطُكَ أَوْ  
 سَيْفُكَ أَوْ يَدُكَ بِالْعُقُوبَةِ ، فَإِنَّ فِي الْوَكْزَةِ (٣) فَمَا فَوْقَهَا مَقْتَلَةٌ ، فَلَا تَطْمَحَنَّ  
 (٤) بِكَ نَحْوَهُ سُلْطَانِكَ عَنَّا أَنْ تُؤَدِّيَ إِلَىٰ أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ حَقَّهُمْ .

ترجمہ: دیکھو خیردار! ناحق خون بہانے سے پرہیز کرنا کہ اس سے زیادہ عذاب الہی سے قریب تر اور پاداش کے لحاظ سے شدید تر اور نعمتوں کے زوال، زندگی کے خاتمہ کے لیے مناسب تر کوئی اور سبب نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے فیصلہ کا آغاز خونریزیوں کے معاملہ سے کرے گا۔ لہذا خیردار! اپنی حکومت کا استحکام ناحق خونریزی کے ذریعہ پیدا نہ کرنا کہ یہ بات حکومت کو کمزور اور بے جان بنا دیتی ہے بلکہ تباہ کر کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیتی ہے اور تمہارے پاس نہ خداوند تعالیٰ کے سامنے اور نہ

میرے سامنے عہد اُقتل کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے اور اس میں زندگی کا قصاص بھی ثابت ہے، البتہ اگر دھوکے سے اس غلطی میں مبتلا ہو جاؤ اور تمہارا تازیانہ، تلوار یا ہاتھ سزا دینے میں اپنی حد سے آگے بڑھ جائے کہ کبھی کبھی گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جاتا ہے، تو خبردار! تمہیں سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ بنا دے کہ تم خون کے وارثوں کو

## سبیلِ سکیبہ

ان کا خون بہا بھی ادا نہ کرو۔

حیدرآباد لطیف آباد، پوسٹ نمبر ۸-۹۱

(۱) ناحق خون ریزی سے اجتناب

طاقت کے استعمال میں ناحق خون ریزی نہ کی جائے اور اقتدار کو طور دینے غرض سے بے گناہ افراد کے خون کی ہولی کھیلنا حکمرانوں کے زوال اور خدا کے عذاب کو یقینی بناتا ہے۔

آیت: **مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ بَعَدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ**

(سورہ مائدہ، آیت ۳۲)

جو کسی ایک کو قتل کرے بغیر کسی جان کے بدلے یا روئے زمین پر فساد کے، وہ ایسا ہے کہ جیسے کہ اس نے تمام آدمیوں کو قتل کیا، اور جو اس کی سامان زندگی کرے وہ ایسا ہے جیسے تمام آدمیوں کی زندگی کا سامان کیا۔ (نور القرآن، ص ۱۱۴)

حدیث: قال النبی ﷺ: **أَوَّلُ مَا يُقْضَىٰ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ**  
رسول خدا ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون



بہانے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ (منتخب المیزان، جلد ۲، ص ۸۲۰)

(۲) اگر حکومت کی زیادتی کے نتیجے میں کسی بے گناہ کو قتل کیا گیا ہو یا اس کو زخمی کر دیا گیا ہو تو اس کا قصاص یا خون بہا اور معاوضہ جو کچھ بھی بنتا ہو اس سے حاکم نہیں بچ سکتا۔

آیت: **وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**

(سورہ بقرہ، آیت ۱۷۹)

اور تمہارے لیے اس جان کے بدلے جان والے قانون میں زندگی ہے،

اے عقل والو! شاید تم بچتے رہو۔ (نور القرآن، ص ۲۸)

حدیث: **قال علي عليه السلام: رُدُّ الْحَجَرِ مَنْ حَيْثُ جَاءَكَ فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ الشَّرُّ إِلَّا بِالشَّرِّ.**

حضرت علی عليه السلام فرماتے ہیں: جہاں سے پتھر تمہاری طرف آرہا ہے اسی

طرف اُسے واپس پھینک دو کیوں کہ شر کا جواب شر ہی ہوتا ہے۔

(منتخب المیزان، جلد ۲، ص ۸۳۶)

☆ شرح :

آپؐ نے فرمایا ہے کہ خون ناحق بہانا اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہونے

نعمتوں کے زائل ہو جانے اور حکومتوں کے سرنگوں ہونے کا باعث ہے، جبکہ آپؐ یہ

گمان کر رہے ہوں گے کہ اس طرح میں اپنی حکومت کو استحکام دے رہا ہوں۔ نہیں

اس کو کمزور بلکہ اس کا خاتمہ کر رہے ہیں۔

پھر آپؐ نے وضاحت کر دی کہ قتل عمد کی سزا قودالبرن ہے، یعنی جس طرح آپ نے مقتول کے بدن کو بگاڑ دیا ویسا ہی آپ کا بدن بھی بگاڑ دیا جانا چاہئے۔ یہ لفظ نہایت بلیغ اور مفہوم کی وضاحت کرنے والا ہے۔

☆☆ شرح :

۱۔ وَأَنْقَطَاعُ مُدَّةٍ : حکمرانی کی مدت کو ختم کرنے کا (۲)

۱۔ شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۷، ص ۱۱۱

۱۔ ترجمہ گویا و شرح فشرہ ای از نوح البلاغہ: ج ۳، ص ۱۶۳

حاشیہ:

مشکل الفاظ معانی:

(۱) قود: قصاص (۲) انفرط علیک: جلدی کی (۳) وکزہ: گھونسہ (۴) تموج: اونچا ہوجانا

## دوئم: خود پسندی سے دوری

وَأَيَّاكَ وَالْإِعْجَابَ بِنَفْسِكَ ، وَالثَّقَّةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا ، وَحُبَّ الْأَطْرَاءِ ، فَإِنَّ  
(☆) ذَلِكَ مِنْ أَوْثَقِ فُرُصِ الشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ لِيَمْحَقَ مَا يَكُونُ مِنْ إِحْسَانِ  
الْمُحْسِنِينَ .

ترجمہ: اور دیکھو! اپنے نفس کو خود پسندی سے بھی محفوظ رکھنا اور اپنی پسند پر بھروسہ بھی نہ کرنا اور زیادہ تعریف کا شوق بھی پیدا نہ ہو جائے کہ یہ سب باتیں شیطان کی فرصت کے بہترین وسائل ہیں جن کے ذریعے وہ نیک لوگوں کے عمل کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے۔

(۱) عوام سے جھوٹے وعدے کرنے والے حکمران نہ تو اپنا اقتدار بچا سکتے ہیں اور نہ خدا کی ناراضگی کا راستہ روک سکتے ہیں۔ لہذا اس طرح کے اعمال انجام نہ دیئے جائیں۔

آیت: إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ  
الْكَاذِبُونَ (سورہ النحل، آیت ۱۰۵)

جھوٹ بس وہی گھڑتے ہیں جو آیات الہی پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔  
(نور القرآن، ص ۲۸۰)

حدیث: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : إِنَّ الْكُذْبَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ النَّفَاقِ .

کتب جہاں بانی

﴿243﴾

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: یقیناً جھوٹ نفاق کے دروازوں میں سے ایک

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۸۶۸)

دروازہ ہے۔

☆ شرح:

حدیث میں وارد ہے کہ تین چیزیں ہلاکت خیز ہیں وہ لالچ جو آدمی پر مسلط

ہو گیا ہو۔ وہ نفسانی خواہش جس کی پیروی کی جاتی ہو اور خود پسندی۔ ایک اور روایت

میں ہے کہ لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے۔ پس اولاد آدم کس بات پر فخر اور خود

کریں؟

سینل سکیپ

ھیڈ آف د لطیف آباؤ یونٹ نمبر ۸-۷۹

## سوّم: احسان جتلانے کی مذمت

وَإِيَّاكَ وَالْمَنِّ عَلَى رَعِيَّتِكَ بِأِحْسَانِكَ ، أَوِ التَّزْيِيدِ (۱) فِيمَا كَانَ مِنْ فِعْلِكَ ،  
 (☆) أَوْ أَنْ تَعِدَّهُمْ فَتَتَّبِعَ مَوْعِدَكَ بِخُلْفِكَ - فَإِنَّ الْمَنَّ يُبْطِلُ الْإِحْسَانَ ،  
 وَالتَّزْيِيدَ يَذْهَبُ بِنُورِ الْحَقِّ ، وَالْخُلْفَ يُوجِبُ الْمَمْتَّ (۲) عِنْدَ اللَّهِ وَالنَّاسِ ،  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ” كَبِيرٌ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ . “ (سورہ  
 صف، آیہ ۳)

ترجمہ: اور خبردار! رعایا پر احسان بھی نہ جتلانا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی  
 بھی کوشش نہ کرنا یا ان سے کوئی وعدہ کر کے اس کے بعد وعدہ خلافی بھی نہ کرنا کہ یہ طرز  
 عمل احسان کو برباد کر دیتا ہے اور زیادتی عمل کا غرور حق کی نورانیت کو فنا کر دیتا ہے اور  
 وعدہ خلافی اللہ اور اللہ کے بندوں دونوں کے نزدیک ناراضگی کا سبب ہوتی ہے جیسا  
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ” اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم کوئی  
 بات کہو اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرو۔ “

(۱) معاشرہ و مملکت کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کسی بھی اقدام سے تاخیر و  
 کوتاہی سے کام نہ لیا جائے۔

آیت: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ  
 قَامُوا كَسَالَى يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا

(سورہ نساء، آیت ۱۴۲)

جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو الکساتے ہوئے کھڑے ہوتے

ہیں۔ (نور القرآن، ص ۱۰۲)

حدیث: قال علیؑ: تَأْخِيرُ الْعَمَلِ عِنْوَانُ الْكَسَلِ .

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: کام میں تاخیر کرنا سستی کی علامت ہے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ۸۸۰)

☆ شرح:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يا ايها الذين آمنوا لا تبطلوا صدقاتكم يا لمن و الاذى ---

(سورة البقرہ: آیت نمبر ۲۶۴)

منت اور احسان جتلا نا انسانی نفس کے لیے تو پسندیدہ بات ہے لیکن نیکی کو

برباد کرنے والا کام ہے۔

☆☆ شرح :

۱- فَإِنَّ الْمَنَّ: کیونکہ احسان جتلا نا

۲- وَالتَّزْيِيد: اپنی خدمات کو بڑا سمجھنا (۱)

۱- ترجمہ گو یا و شرح فشرده ای از نصح البلاغہ: ج ۳ ص ۱۶۵

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور اسکے معانی:

(۱) تزید: اظہار زیادتی (۲) التفت: بغض، ناراضی

## چہارم: کاموں میں جلدی بازی سے پرہیز

وَإِيَّاكَ وَالْعَجَلَةَ بِالْأُمُورِ قَبْلَ أَوَانِهَا، أَوِ التَّسْقُطَ (۱) فِيهَا عِنْدَ امْتِكَانِهَا،  
 (☆) أَوِ اللَّجَاجَةَ (۲) فِيهَا إِذَا تَنَكَّرَتْ (۳) أَوِ الْوَهْنَ (۴) عَنْهَا إِذَا  
 اسْتَوْضَحَتْ . فَضَعْ كُلَّ أَمْرٍ مَوْضِعَهُ، وَأَوْقِعْ كُلَّ عَمَلٍ مَوْقِعَهُ .

ترجمہ: اور خبردار! وقت سے پہلے کاموں میں جلدی نہ کرنا اور وقت آجانے پرستی  
 کا مظاہرہ نہ کرنا

اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑانہ کرنا، اور واضح ہو جائے تو کمزوری کا اظہار نہ کرنا، ہر  
 بات کو اس کی جگہ پر رکھو اور ہر امر کو اس کے محل پر قرار دو۔

(۱) کسی بھی بڑے فیصلہ میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اور ہر فیصلہ و اقدام  
 میں خدا و آخرت کو ملحوظ خاطر قرار دیا جائے۔

آیت: قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ  
 إِنِّي مَلَكَ إِنَّ اتَّبِعْ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا  
 تَتَفَكَّرُونَ  
 (سورہ النعام، آیت ۵۰)

کہیے کہ کیا برابر اندھا اور آنکھوں والا؟ کیوں کہ غور فکر سے کام نہیں لیتے ہو۔  
 (نور القرآن، ص ۱۳۴)

حدیث: قال علیؑ: اعقل الناس انظرهم في العواقب .

حضرت علیؑ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بڑا عاقل وہ ہے جو انجام

تکتہ جہاں بانی

﴿247﴾

کار کے بارے میں سب سے زیادہ غور و فکر کرنے والا ہو۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۲۶۲)

☆ شرح:

عجلت پسندی سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ اس کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی مذمت کی ہے۔ خلق الانسان من عجل۔۔۔ ﴿سورة الانبياء: آیت نمبر ۳۷﴾

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور اس کے معانی:

(۱) أُولَئِكَ أَطْرَفٌ كَفْرُورِي (۴) أُولَئِكَ جَائِعَةٌ (۳) تَتَلَوَّنَ جِهَانَ صَحِيحٌ رَاسِتَةٌ مَعْلُومٌ هُوَ (۴) أُولَئِكَ هُنَّ كَفْرُورِي



## پنجم: مشترکہ چیزیں اپنے لیے مخصوص نہ کرو

وَإِيَّاكَ وَالْإِسْتِثَارَ (۱) بِمَا النَّاسُ فِيهِ أَسْوَأُ (۲) (۶۶)، وَالتَّغَابَىٰ عَمَّا تُعْنَىٰ بِهِ  
مِمَّا قَدْ وَضَحَ لِلْعُيُونِ فَإِنَّهُ مَا خُوذُ مِنْكَ لِغَيْرِكَ . وَعَمَّا قَلِيلٍ تَنْكَشِفُ عَنْكَ  
أُغْطِيَةُ الْأُمُورِ ، وَتُنْتَصَفُ مِنْكَ لِلْمَظْلُومِ . (☆☆) اَمْلِكْ حَمِيَّةً أَنْفَكَ (۳)  
وَسُورَةَ (۴) حَدِّكَ (۵) ، وَسَطْوَةَ يَدِكَ ، وَعَرَبَ لِسَانِكَ ، وَاحْتِرْسُ مِنْ كُلِّ  
ذَلِكَ بِكَفِّ الْبَادِرَةِ ، وَتَأْخِيرِ السَّطْوَةِ ، حَتَّىٰ يَسْكُنَ غَضَبُكَ فَتَمْلِكْ  
الْإِخْتِيَارَ ، وَلَنْ تُحْكِمَ ذَلِكَ مِنْ نَفْسِكَ حَتَّىٰ تُكْثِرَ هُمُومَكَ بِذِكْرِ الْمَعَادِ  
إِلَىٰ رَبِّكَ - وَالْوَاجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَتَذَكَّرَ مَاضِي لِمَنْ تَقَدَّمَ مَكَ مِنْ حُكُومَةٍ  
عَادِلَةٍ ، أَوْ سُنَّةٍ فَاضِلَةٍ ، أَوْ آثَرٍ عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْ  
فَرِيضَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ، فَتَقْتَدِي بِمَا شَاهَدْتَ مِمَّا عَمَلْنَا بِهِ فِيهَا ، وَتَجَنَّبَ  
لِنَفْسِكَ فِي اتِّبَاعِ مَا عَاهَدْتَ إِلَيْكَ فِي عَهْدِي هَذَا ، وَاسْتَوْثَقْتُ بِهِ مِنْ  
الْحُجَّةِ لِنَفْسِي عَلَيْكَ ، لَكَيْلًا تَكُونَ لَكَ عِلَّةٌ عِنْدَ تَسْرُعِ نَفْسِكَ إِلَىٰ  
هَوَاهَا . وَأَنَا أَسْأَلُ اللَّهَ بِسَعَةِ رَحْمَتِهِ ، وَعِظِيمِ قُدْرَتِهِ عَلَىٰ إِعْطَاءِ كُلِّ رَغْبَةٍ ،  
أَنْ يُوَفِّقَنِي وَإِيَّاكَ لَمْ فِيهِ رِضَاهُ مِنَ الْإِقَامَةِ عَلَى الْعُدْرِ الْوَاضِحِ إِلَيْهِ وَإِلَىٰ  
خَلْقِهِ ، مَعَ حُسْنِ الثَّنَاءِ فِي الْعِبَادِ ، وَجَمِيلِ الْأَثَرِ فِي الْبِلَادِ ، وَتَمَامِ النِّعْمَةِ  
وَتَضَعِيفِ (۶) الْكِرَامَةِ ، وَأَنْ يَخْتِمَ لِي وَلَكَ بِالسَّعَادَةِ وَالشَّهَادَةِ ،

(( اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ ))

وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ ، وَسَلَامٌ تَسْلِيمًا كَثِيرًا .

ترجمہ: دیکھو! جس چیز میں تمام لوگ برابر شریک ہیں اسے اپنے لیے مخصوص نہ کر لینا اور جو حق نگاہوں کے سامنے واضح ہو جائے اس سے غفلت نہ برتنا، کہ دوسروں کے لیے یہی تمہاری ذمہ داری ہے اور عنقریب تمام امور سے پردے اٹھ جائیں گے اور تمام مظلوم کا بدلہ لے لیا جائیگا، اپنے غضب کی تیزی، اپنی سرکشی کے جوش، اپنے ہاتھ کی جنبش اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام انجام نہ ہو اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنا، یہاں تک کہ تمہارا غصہ ٹہر جائے اور اپنے اوپر قابو پالو، اور اس امر پر بھی اختیار اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا کہ جب تک رب تعالیٰ کی بارگاہ میں واپسی کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔ تمہارا فریضہ یہ ہے کہ ماضی میں گزر جانے والی عادلانہ حکومتیں اور فاضلانہ سیرت کو یاد رکھو، رسول اللہ ﷺ کے آثار اور کتاب اللہ کے احکام کو زیر نگاہ رکھو اور جس طرح ہمیں عمل کرتے دیکھا ہے اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلو، اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ میں نے تم پر اپنی حجت کو مستحکم کر دیا ہے تاکہ تمہارا نفس خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس پھر کوئی عذر نہ رہے۔ اور میں پروردگار عالم کی بیکراں رحمت اور ہر مقصد کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے جن میں اس کی مرضی ہو اور ہم دونوں اس کی بارگاہ

میں اور بندوں کے سامنے عذر پیش کرنے کے قابل ہو جائیں، بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں، نعمت کی فراوانی اور عزت کے روز افزوں اضافہ کو برقرار رکھ سکیں اور ہم دونوں کا خاتمہ سعادت اور شہادت پر ہو کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں لوٹ کر جانے والے ہیں۔ سلام ہو رسول اللہ ﷺ پر اور ان کی طیب و پاکیزہ آل علیہم السلام پر اور سب پر سلام بے حساب ہو۔ والسلام۔ (۱)

تشریح: (۱) ابو جعفر اسکانی معز لہ کے شیوخ میں شمار ہوتے تھے، اور ان کی ۷۵ بہترین تصنیفات تھیں جن میں ایک ”کتاب المقامات“ بھی تھی، اسی کتاب میں امیر المؤمنین علیؑ کے اس مکتوب گرامی کا تذکرہ کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ حضرت علیؑ نے اسے عمران کے ذریعے بھیجا تھا جو فقہائے صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ اور جنگ خیبر کے سال اسلام لائے تھے، عہد معاویہ میں انتقال کر گئے تھے۔ اسکانی حافظ کے معاصروں میں تھے اور انہیں اسکانی کی نسبت سے اسکانی کہا جاتا ہے جو نہروان اور بصرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔

(۱) عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر ارباب اقتدار کے مفادات کا تحفظ کرنا حکمرانوں کا ناقابل معافی جرم ہے اس سے ہر طرح اجتناب کیا جائے۔

آیت: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ  
(سورہ مائدہ، آیت ۳۸)

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور چور مرد اور چور عورت ہو تو ان کے ہاتھ کاٹ دو، سزا میں اس کی جو انہوں

نے کیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ایک عبرتناک سزا ہے اور اللہ زبردست ہے بالکل صحیح کام کرنے والا ہے۔

(نور القرآن، ص ۱۱۵)

حدیث: قال الرضا عليه السلام: حَرَّمَ اللَّهُ السَّرِيقَةَ لِمَا فِيهَا مِنْ فَسَادِ الْأَمْوَالِ وَقَتْلِ النَّفْسِ

حضرت امام رضا عليه السلام فرماتے ہیں: اللہ نے چوری کو حرام قرار دیا، کیوں کہ اس سے اموال میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور کشت و خون ہوتا ہے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۴۹۲)

(۲) اقتدار کے نشہ میں سرمست ہو کر جبر و استبداد پر مبنی اعمال کا ارتکاب نہایت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔

آیت: الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبِيرٌ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٌ

(سورۃ الغافر، آیت ۳۵)

اسی طرح اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر سرکش گھمنڈ والے کے دل پر۔

(نور القرآن، ص ۴۷۲)

حدیث: قال علی عليه السلام: اِيَّاكَ وَالتَّجْبُرَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ، فَإِنَّ كُلَّ مُتَجَبِّرٍ يَقْصِمُهُ اللَّهُ.

حضرت علی عليه السلام فرماتے ہیں: اللہ کے بندوں پر جبر کرنے سے پرہیز کرو

کیوں کہ اللہ ہر جاہر کو سرکوب کرتا ہے۔ (منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۱۸۰)

(۳) زبانی جمع خرچ اور بڑے بڑے دعوے نہ کئے جائیں کہ ان سے عوام فریبی کا راستہ کھتا ہے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

(سورہ توبہ، آیت ۱۱۹)

اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جا رہو۔

(نور القرآن، ص ۲۰۷)

حدیث: قال الصادق عليه السلام: الصَّدْقُ عِزٌّ امام صادق عليه السلام نے فرمایا: سچائی عزت کا سرچشمہ ہے۔  
(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۵۶۸)

(۴) ریاستی وسائل کے بل بوتے پر ناروا اقدامات نہ کئے جائیں۔

آیت: وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
الْخَائِنِينَ (سورہ انفال، آیت ۵۸)

اور اگر آپ کو کسی جماعت سے بددیانتی کے آثار محسوس ہوں تو ان کے عہد و پیمانہ کو ان کی طرف پھینک دیجئے کہ معاملہ برابر ہو جائے، بلاشبہ اللہ بددیانتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(نور القرآن، ص ۱۸۵)

حدیث: قال عليه السلام: إِنَّ أَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْأُمَّةِ (الْأَمْنَةِ) وَأَفْضَعُ  
الْغَيْشِ غَيْشُ الْأَيْمَةِ.

حضرت علی عليه السلام فرماتے ہیں: سب سے بڑی خیانت قوم و ملت (امانتدار)

کی خیانت ہے اور سب سے بدترین دھوکہ و فریب رہنماؤں کا دھوکہ ہے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۳۴۰)

(۵) ماضی کے حالات و واقعات سے سبق حاصل کیا جائے اور سابقہ حکومتوں کے اچھے کاموں کو جاری رکھا جائے اور اچھی پالیسیوں کو اپنایا جائے۔

آیت: هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (سورہ حشر، آیت ۲)

اے نگاہ والو! عبرت حاصل کرو۔

حدیث: قال علیؑ: فِي تَصَارِيْفِ الدُّنْيَا اِعْتَبَارٌ.

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: دنیا کے حوادث اور تغیرات میں درس عبرت ہے

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۶۴۴)

(۶) کتاب اللہ و سنت نبوی ﷺ اور سیرت ائمہ اہلبیتؑ کی پیروی کو ہر کام،

اقدام فیصلہ و موقف میں اصل و اساس قرار دیا جائے۔

آیت: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

(سورہ جمعہ، آیت ۲)

وہ وہ ہے جس نے امیوں کی قوم میں ایک پیغمبر بھیجا انہی میں سے، جو ان کے

سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاکیزہ بناتا ہے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔  
(نور القرآن، ص ۵۵۴)

حدیث: قال علیؑ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ! فِى الْقُرْآنِ لَا يَسْبِقَنَّكُمْ بِالْعَمَلِ بِهٖ غَيْرُكُمْ  
حضرت علیؑ فرماتے ہیں: خدا، خدا، قرآن کے بارے میں، دوسرے لوگ اس پر عمل کرنے میں تم سے آگے نہ نکل جائیں۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۸۲۲)

حدیث: قال النبی ﷺ: صَاحِبُ السُّنَّةِ اِنْ عَمِلَ خَيْرًا قَبْلَ مِنْهُ وَاِنْ خَلَطَ  
غُفِرَ لَهُ .

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: سنت کا پابند شخص اگر نیک عمل کرے تو اس کا عمل قبول ہے اور اگر غلطی کرے تو بخشا جائے۔ (میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۵۱۴)

۷) آئین کی پاسداری و عملداری میں نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات کو آڑے نہ آنے دیا جائے۔

آیت: فَمَا رَحِمَةً مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا  
مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ  
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (سورہ آل عمران، ص ۱۵۹)

اور معاملات میں ان سے مشورہ بھی لے لیا کیجئے مگر جب حتمی ارادہ کر لیجئے تو اللہ پر بھروسہ کیجئے، یقیناً اللہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(نور القرآن، ص ۷۲)

حدیث: قال علی: صَوَابُ الرَّأْيِ بِالذُّوْلِ ، يُقْبَلُ بِاقْبَالِهَا وَيَذْهَبُ بِذِهَا بِهَا  
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر رائے کی درستی حکومت کے ساتھ ہے،  
جب ایک حکومت برسر اقتدار آجاتی ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ آجاتی ہے اور جب  
برطرف ہو جاتی ہے وہ بھی ساتھ چلی جاتی ہے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۱، ص ۴۱۲)

۸) ہیئت حاکم کا قانون کی بالادستی کو یقینی بنانے میں کوتاہی و بے پروائی سے کام لینا  
نا قابل معافی جرم ہوگا اور اس پر ان کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جاسکتا۔

آیت: وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ  
بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (سورہ اعراف، آیت ۲۰۵)

اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ (نور القرآن، ص ۱۷۷)

حدیث: قال علی رضی اللہ عنہ: الْغَفْلَةُ ضَلَالَةٌ. غفلت اور بے پرواہی گمراہی ہے۔

(منتخب میزان الحکمہ، جلد ۲، ص ۷۷۲)

## ☆ شرح:

پھر آپ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ اپنے خواص اور قریبی افراد  
کے بارے میں چشم پوشی کریں۔ مثلاً حاکم کو ابلاغ کیا جاتا ہے کہ ان کا فلاں خاص  
آدمی برے کاموں کا مرتکب ہوا ہے اور چھپ کر یہ کام کرتا ہے تو حاکم کوئی اہمیت نہیں  
دیتا اور چشم پوشی کرتا ہے۔



امام فرماتے ہیں، ایسا شخص سزا کا مستحق ہے اور لوگوں کی نفرین اور بددعا کا۔  
مثلاً لوگ یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ اس سے ہمارا بدلہ لے لے۔

☆☆ شرح:

نیز غصے کی حالت میں کسی کے ساتھ برا سلوک کرنے سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ حج اور قاضی کے بارے میں شریعت کا حکم ہے کہ وہ حالت غیظ و غضب میں کوئی فیصلہ صادر نہ کریں، تو حاکم اور صاحب اقتدار کو تو بطریق اولیٰ شریعت نے منع فرمایا ہے۔

☆☆☆ شرح:

- ۱۔ وَغَرَبَ لِسَانِكَ : یعنی کوئی بات بغیر غور و فکر کے نہ کہنا۔
- ۲۔ فَتَقْتَدِي بِمَا شَاهَدْتَ : اور جو کچھ تم نے میرے طرز حکومت میں مشاہدہ کیا ہے اُس کی اقتدار کرو۔ (۱)

۱۔ ترجمہ گویا شرح فشرودہ ای از حج البلاغہ: ج ۳

حاشیہ:

مشکل الفاظ اور اسکے معانی:

(۱) وَالْإِسْتِغْنَاءُ: اختصاص۔ (۲) اُنُوَّةٌ: برابر۔ (۳) حَمِيَّةٌ الْاُتْف: غیرت (۴) وَسُوْرَةٌ: تیزی (۵) حد: شدت (۶)

تضعیف: زیادہ

## منتخب اقوال امیر المومنین ☆

۱. مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ ، وَمَنْ شَاوَرَ الرَّجَالَ شَارَ كَهَافِي عُقُولِهَا .  
جو خود رائی سے کام لے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور جو لوگوں سے مشورہ کرے  
گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا.
۲. مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوهَ الْآرَاءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَا .  
جو مختلف (۴) آراء کا سامنا کرتا ہو وہ غلطی کے مقامات کو پہچان لیتا ہے (اس  
کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مشورہ کرنے والا غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے کہ  
اسے کئی طرح کے افکار حاصل ہو جاتے ہیں اور ہر شخص کے ذریعہ دوسرے کی  
فکر کی کمزوری بھی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس طرح صحیح رائے اختیار کرنے میں  
کوئی زحمت نہیں رہ جاتی ہے.
۳. أَلَّةُ الرِّيَاسَةِ الصَّدْرُ .  
ریاست کا وسیلہ وسعت صدر ہے.
۴. لَمَا سَمِعَ الْخَوَارِجُ : "لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ" : كَلِمَةً حَقًّا يُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ .  
جب آپ نے خوارج کا یہ نعرہ سنا کہ "خدا کے علاوہ ہی کے لئے حکم نہیں ہے  
" تو فرمایا کہ "یہ کلمہ حق ہے" لیکن اس سے باطل معنی مراد لئے گئے ہیں.
۵. الْخِلَافُ يَهْدِي الرِّأْيَ .  
مخالفت صحیح رائے کو بھی برباد کر دیتی ہے.

۶. بِئْسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ، الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ.

روز قیامت کے لئے بدترین زاد سفر بندگانِ خدا پر ظلم ہے۔

۷. اتَّقُوا ظُنُونَ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى  
الْأَسِنَّةِ.

مومنین کے گمان سے رتے رہو کہ پروردگار حق کو صاحبانِ ایمان ہی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے۔

۸. ”وَفِي الْقُرْآنِ نَبَأٌ مَّا قَبْلَكُمْ، وَخَبْرٌ مَّا بَدَّكُمْ، وَحُكْمٌ مَّا بَيْنَكُمْ“.

قرآن میں تمہارے پہلے کی خبر تمہارے بعد کی پیشگوئی اور تمہارے درمیانی حالات کے احکام سب پائے جاتے ہیں۔

۹. اتَّقُوا مَعَاصِيَ اللَّهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ.

تنہائی میں بھی خدا کی نافرمانی سے ڈرو کہ جو دیکھنے والا ہے وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

۱۰. السُّلْطَانُ وَرَعَاةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ

بادشاہ روئے زمین پر اللہ کا پاسبان ہوتا ہے۔

علمائے کرام، دانش ور، ڈاکٹرز،  
شعراء و ادیب، اہل قلم اور  
تعلیمی فلاحی مذہبی اداروں کے بانیان  
کے لیے التماس دعا

## کتابیات

- ☆ قرآن مجید، ترجمہ و تفسیر علامہ ذیشان حیدر جوادی
- ☆ معجم المفہر س، فواد عبدالباقی طبع نشر پرتو تہران۔ ۱۳۹۷ھ ق
- ☆ صحیفہ سجادیه، سید الساجدین زین العابدین، حضرت امام علی بن الحسینؑ ترجمہ اردو، ترجمہ و تشریح صحیفہ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی ترجمہ و تشریح ملاحظت، علامہ مفتی جعفر حسین صاحب، ناشر انصاریان پبلیکیشنز۔ قم ایران۔ طبع اول، ۲۰۰۷
- ☆ الحدیث روایات تربیتی از کتب اہل بیتؑ مولف، مرتضیٰ فرید، ناشر، دفتر نشر و فرہنگ اسلامی قم، تاریخ طبع، ۱۳۶۶ھ ش۔
- ☆ العقائد منہج البلاغہ، محسن علی المعلم، دار الہادی بیروت لبنان
- ☆ شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید، بہ تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم۔ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔ ج ۱۔
- ☆ پڑو ہشی پیرامون زندگی و عمل کرد مالک اشتر۔ مولف: علی اکبر عباسی۔ ناشر: موسسہ چاپ آستانہ قدس رضوی۔ طبع اول ۱۳۸۵ھ (ملاحظہ: کتاب ہذا میں مالک اشتر سے متعلق معلومات کے عنوانات زیادہ تر اسی کتاب سے لیے گئے ہیں)
- ☆ ترجمہ گویا و شرح فشرودہ ای بر نہج البلاغہ: ج ۳۔ محمد جعفر امامی و محمد رضا آشتیانی زیر نظر آیت اللہ مکارم شیرازی چاپ ہشتم، ۱۳۶۹۔ طبع مطبوعاتی ہدف قم۔

☆ ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ واللقب مؤلف محمد علی تبریزی

خیابانی طبع ۱۳۲۴ھ

☆ تاریخ یعقوبی، احمد بن یعقوب ترجمہ محمد ابراہیم آیتی طبع دوم تہران ۱۳۷۵ھ

☆ میزان الحکمتہ، آیت اللہ محمد ری شہری مترجم مولانا محمد علی فاضل ناشر مصباح

الہدیٰ پبلشر لاہور طبع اول محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

☆ منہاج نیچ البلاغہ سید سبط الحسن الہنسوی طبع نظامی پریس لکھنؤ

☆ مرتضوی نظام حکومت علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر طبع اول ۲۰۰۲ء ادارہ منہاج

الحسین لاہور پاکستان۔

☆ نور القرآن۔ ناشر مکتبہ عمار یاسر اردو بازار لاہور۔

☆ منتخب میزان الحکمتہ تلخیص سید حمید حسینی مؤلف محمد ری شہری، سازمان نشر دار

الحدیث قم۔

☆ یکصد موضوع پانصد داستان، سید علی اکبر صداقت طبع دوم قم ۱۳۸۰ھ

☆ شرح نیچ البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی بتحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، ناشر دار احیاء

التراث العربی بیروت لبنان،

☆ ترجمہ گویا و شرح فشرده ای بر نیچ البلاغہ: ج ۳، محمد جعفر امامی و محمد رضا آشتیانی،

زیر نظر آیت اللہ مکارم شیرازی، طبع ہشتم، ۱۳۶۹ھ، مطبوعات ہدف قم۔

☆ ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ واللقب مؤلف محمد علی تبریزی

خیابانی طبع ۱۳۲۴

☆ تاریخ یعقوبی، احمد بن یعقوب ترجمہ محمد ابراہیم آیتی طبع دوم تہران ۱۳۷۸ھ

☆ میزان الحکمتہ، آیت اللہ محمدی ری شہری مترجم مولانا محمد علی فاضل ناشر مصباح

الہدیٰ پبلشر لاہور طبع اول محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

☆ منہاج نیچ البلاغہ سید سبط الحسن الہنسوی طبع نظامی پریس لکھنؤ

☆ مرتضوی نظام حکومت علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر طبع اول ۲۰۰۴ء ادارہ منہاج

الحسین لاہور پاکستان۔

☆ نور القرآن۔ ناشر مکتبہ عمار یاسر اردو بازار لاہور۔

☆ منتخب میزان الحکمتہ تلخیص سید حمید حسینی مؤلف محمدی ری شہری، سازمان نشر دار

الحدیث قم۔

☆ یکصد موضوع پانصد داستان، سید علی اکبر صدافت طبع دوم قم۔ ۱۳۸۰ھ

☆ شرح نیچ البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، ناشر دار احیاء

التراث العربی بیروت لبنان،

☆ ترجمہ گویا و شرح فشرده ای بر نیچ البلاغہ: ج ۳، محمد جعفر امامی و محمد رضا آشتیانی،

زیر نظر آیت اللہ مکارم شیرازی، طبع ہشتم، ۱۳۶۹ھ، مطبوعاتی ہدف قم۔

# یادداشت



# یادداشت

# یادداشت

## باب العلم دارا تحقیق کی مطبوعات

- ۱- تہذیب زندگی طبع شدہ
- ۲- مناسک حج مخصوص خواتین طبع شدہ
- ۳- خورشید وفا زیر طبع
- ۴- تاریخ شہداء زیر طبع
- ۵- تفسیر آیات ولایت زیر طبع
- ۶- امریکہ از دید گاہ امام خمینیؑ زیر طبع
- ۷- سیرت معصومینؑ (سوالات و جوابات) زیر طبع
- ۸- پاکستان میں شیعہ علماء کا کردار زیر طبع
- ۹- مشکل کشائے معنوی زیر طبع
- ۱۰- زندگانی حضرت محمد ابن ابی بکرؓ زیر طبع

# یادداشت

# یادداشت

# یادداشت